٧٨٦

الشعراء تلامیذ الرحمٰن

الحمد للہ کہ کلام بلاغت نظام جناب سید محمد مرتضیٰ صاحب متخلص بہ شمیم لکھنوی

موسومہ بہ

خمخانۂ دل

۱۳۳۰ ھ

باہتمام

شیخ محمد قادر بخش مالک مطبع و پبلشر

اصح المطابع تھوئی ٹولہ لکھنؤ میں شایع ہوا

سنہ ۱۳۳۰ ہجری

قیمت فی جلد

تعداد جلد ۵۰۰
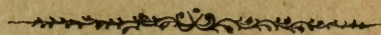
التماس

ناظرین والاتمکین کی خدمت مین بادب التماس ہے کہ دیوان ہذا زمانہ کی ناساعدت کے باعث ایک مدت مدید کے بعد شائع کر کے پیش کش کیا جاتا ہی یہ مجموعہ بوجوہات چند درچند نامکمل ہی طبع کرانا پڑا اور اسکے ہمراہ کچھ کچھ قومی نظمین بھی جو دیوان کے آخر مین اضافہ ہوئی ہین نامکمل رہین۔

ناظرین کرام نے اگر قدردانی فرمائی تو ان دونون کی تکمیل اسطرح ممکن ہے کہ مین دوبارہ اپنا پورا کلام پھر سے مرتب کر کے شائع کراؤن جس مین گذشتہ زمانہ کی غزلین اور تازہ کلام بھی شامل ہوا اور ایک دیوان مکمل فارسی کا طیار ہے جو عنقریب شائع ہوگا۔

مجھے اُمید ہی کہ میری اس آرزو کو سخن سنج حضرات بارآور ہونیکا موقع دینگے اور جو کچھ لغزش یا سہو مجھ ناچیز سے سرزد ہوئے ہون اُس سے چشم پوشی فرمائین گے اس لیے کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔

ناچیز شمیم

اگر نکلے پہونچکر آستان پر تیرے دم میرا
تو پھر منصور سے رتبہ نہو عالم مین کم میرا

ترا ذکرِ جلی کرتا رہے سینہ مین دم میرا
الٰہی تا دم آخر نہو یہ ذوق کم میرا

صداے موسوی سمجھے صریرِ کلک کو عالم
ثناے حق مین خامہ ہوا گر محو رقم میرا

نہین ہی باریابی اُسکی محفل مین اگر مجھکو
سلامِ شوق ہی پہونچا نسیم صبحدم میرا

عوض مین نقد جان نکلے وصل اُس کافر کا ٹھہرا ہی
تفوق زیست پر کیونکر نہ لیجائے عدم میرا

یہ کس خورشید وش کی منزلِ الفت مین ساعی ہون
کہ مثلِ مہر پُر تنویر ہے نقشِ قدم میرا

مُیسر سو گوارا آسے نہ پھر عالم مین تا محشر
عوض راحت کے گر تقسیم ہو رنج و الم میرا

متاعِ کامیابی سے ہی مالا مال ہر پیرو
کہ خضرِ منزلِ مقصود ہے نقشِ قدم میرا

فداے روے انور دونون ہین اے شمع تو اور مین
مگر حصہ ترا زاید ہے نظارہ مین کم میرا

منور پرتوِ روے بتان سے دل جو رہتا ہی
وقار اس واسطے کرتے ہین سب اہل حرم میرا

یہی ہی آرزو ے دلِ شمیمِ خستہ کی یارب
کہ تیرے نام کے ہمراہ نکلے تن سے دم میرا

لقب بعدِ فنا ہے کشتۂ نازِ صنم میرا
ادا سے قامتِ دلدار پر نکلا ہے دم میرا
مرا سر کاٹ کر تیری بلا آزردہ خاطر ہو
ترے ہاتھ آبرو ہے محفلِ جانا نہین جاتا ہون
مین ہون اور مشغلہ دن رات آہ و سینہ کوبی کا
دھرا کیا ہی مری جان قصۂ فرہاد و مجنون مین
ستم ہی جان کے جانیکا میری غم نہین انکو
سنو تین سامنے میرے کرے عدو سے لطف کی باتین

وجودِ یار کی شہرت کا باعث ہے عدم میرا
نہین منصور سے الحق جہان مین نام کم میرا
یہی تھا مدعا اے دل ترے سر کی قسم میرا
ڈبونا نام رو رو کر نہ دیکھ اے چشمِ نم میرا
شہِ ملکِ محبت ہون یہ ہی طبل و علم میرا
سُنا ہوتا کسی دن تمنے آکر دردِ غم میرا
کہا غم ہی تو یہ اب کون اُٹھائیگا ستم میرا
خیال اتنا تو لازم تھا ستمگر کم سے کم میرا

تصور اسمین رہتا ہے بتِ حورا شمائل کا
شمیم ان روزون دل ہی رشکِ گلزارِ ارم میرا

خلعتِ تنِ خاکی ہی عجب روحِ روان کا
حورون کیلئے چھوڑ دین ہم عشق بتان کا
اللہ تری حمد ہے ادراک سے باہر
واعظ مۓ توحید کو تو منھ سے لگا دیکھ
وہ پردہ نشین پردۂ وحدت مین نہان ہی
دیکھا ہی نہین جلوۂ انوارِ حقیقت
اک ہم کہ ہمین غفلتِ دل سے نہین فرصت
سرسبز ہی ہر داغ طپش ہاے دلی سے
کس حُسن کے پرتو کی تجلی ہے یہ دل مین
ہین مست مۓ عشق سے میخوارِ محبت
پھنسکر نہ چھٹا گیسوِ مشکین سے دل اپنا

کس منھ سے کرون شکر خداوندِ جہان کا
اے شیخ لگا رکھا ہی جھگڑا یہ کہان کا
اس جا پہ گذارا ہی نہین وہم و گمان کا
اک جرعہ مین کھلجائیگا اسرار جہان کا
اک جوش ہی سینون مین مگر عشق نہان کا
ہی عشق برہمن کو عجب حسن بتان کا
اک وہ کہ نشان جنکو ملا راز نہان کا
یان ایک ہی نقشہ ہی بہار اور خزان کا
یہ شعلۂ پرنور چمکتا ہی کہان کا
واعظ کو تخالف ہو نکیون پیر مغان کا
سودا انگیا وحشتِ دل کا خفقان کا

پیری نے وہ سب لطف جوانی کا مٹایا
ڈھونڈھا کئے ہم کعبہ و بتخانہ مین برسون
وہ طعن سے ہنس ہنسکے یہ فرماتے ہین مجھسے

اب ہوش مین آؤ کہ ہوا وقت اذان کا
پایا نہ پتہ آجتک اُس بت کے مکان کا
بس جایئے بھی دیکھ لیا زور فغان کا

واللہ شمیم اُس صنمِ پردہ نشین نے
اک جلوہ مین دل چھین لیا ایک جہان کا

باغ عالم مین غور کر دیکھا
ہر گل و برگ باغ عالم مین
کہین حاکم بنا وہ خلقت کا
کہین ظاہر ہوا وہ پردے سے
کہین عاشق ہمین نظر آیا
کہین ہشیار و باخبر پایا
کہین پایا وصال سے شادان
کہین برسون امیدواری ہے
نہ ہوا او سے یہ کارگر نہ ہوا

تو ہی آیا نظر جدہر دیکھا
تیرا ہی جلوہ سر بسر دیکھا
کہین محکوم ہر بشر دیکھا
کہین پردے مین جلوہ گر دیکھا
کہین معشوق خوبتر دیکھا
کہین بیہوش و بیخبر دیکھا
کہین خود اُسکو نامہ بر دیکھا
کہین خوب اُسکو آنکھ بھر دیکھا
جذب دل کو بھی آج کر دیکھا

چشمِ حق بین سے اے شمیم ہمنے
وہی آیا نظر جدھر دیکھا

دیوانہ ہون ازل سے حبیبِ کریم کا
بوسہ لیا ہے گیسوے عنبر شمیم کا
ہی مظہر حدوث و قدم ذات احمدی
نعماے دوجہان سے نکیون امتی ہون سیر
درد فراق احمدِ مرسل مین ہون علیل

پروانہ ہون مین شعلۂ حسنِ قدیم کا
اب عرش پر دماغ نکیون ہو نسیم کا
حادث بنا ہے آئینہ نور قدیم کا
مختار کائنات ہے مالک نعیم کا
عیسیٰ علاج آکے کرین مجھ سقیم کا

میرا بھی کچھ خیال رہے آپکو حضور
ہو موجزن جو بحر کرم اُس کریم کا

یثرب کی خاک میرے مرض کا علاج ہے
خواہاں ہون چارہ گر کا نہ جویا حکیم کا

ہے دلمین داغ الفت محبوب کردگار
خطرہ نہین رہا مجھے نار جحیم کا

وان ایک شائبہ ترے نور جمال سے
یان عشق مین آ کے طور پہ گرنا کلیم کا

روئین جو درد ہجر مین عشاق احمدی
زہرہ ہو آب خوف سے نار جحیم کا

سرچشمۂ حیات ابد ہے وہان کی موت
یثرب کو حق نے بخشا ہے رتبہ نعیم کا

تاریکی لحد بھی مزا دیگی اے شمیم
شیدا ہون دل سے گیسوئے عنبر شمیم کا

محکم وسیلہ کیون نہو اپنی نجات کا
مداح ہون مین حضرت عالی صفات کا

ہے دلمین عشق اُس شہ عالی صفات کا
آیا ہے ہاتھ سلسلہ اچھا نجات کا

کٹتی ہے زندگی در دندان کی یاد مین
ایک ایک دن ہے گوہر یکتا حیات کا

ہے آرزو کہ روضۂ اطہر کو دیکھ لین
کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا

پیاسے جو تین روز سے آل رسول تھے
زہرہ تھا آب فرط ندم سے فرات کا

اوصاف ظاہری کا نہ جسکی احاطہ ہو
ادراک کیون محال نہو کنہ ذات کا

یارب طفیل نطق محمد زبان دے
تا دون جواب حشر مین تیری بات کا

اے شاہ طیبہ چشم عنایت ادھر بھی ہو
امیدوار ہون نگہ التفات کا

منظور تھا کہ دیکھ لین احمد کا عہد پاک
رستہ بتایا خضر کو آب حیات کا

احمد سا پھول کھل کے ہوا جبسے زیب باغ
عالم کچھ اور ہے چمن کائنات کا

دیکھا نہ جب حرم مین کہین جلوۂ بتان
کعبہ سے پھر کے قصد کیا سومنات کا

کس برق وش نے ناز سے رکھا زمین پہ پاؤن
لغزش پہ ہے قدم جو قرار و ثبات کا

نور رخ حضور سے روشن ہوا ہے دن
رتبہ بڑھایا زلف معنبر نے رات کا

کیا شاہد و شہود کا مفہوم ایک ہے
مشہود پر عیاں نہیں آئینہ ذات کا

نیرنگِ حسن بارقۂ عقل و سوز ہے
کس طرح اعتبار ہو بیخود کی بات کا

خورسند کیا ہو بار علائق سے دل شمیم
دو دن کے واسطے ہے یہ جلوہ حیات کا

قدِ محمد خوشنما صلِ علیٰ صلِ علیٰ
پُر نور ہر اک عضو تھا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

وہ بال بکھرے دوش پر وہ روئے روشن کی چمک
مکھڑا وہ انکا چاند سا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ہے یہ بجا جو وہ محبوبِ حق معراج کی شب عرش پر
بول اُٹھے سارے انبیا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ایمان لائے آپ پر کافر ہزاروں دیکھکر
شق القمر کا معجزہ صلِ علیٰ صلِ علیٰ

تو حامیِ دینِ متین تو شافعِ روزِ جزا
دیکھے کوئی رتبہ ترا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ماہِ عرب بحرِ کرم محبوبِ حق شاہِ امم
سایہ رہے مجھ پر سدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

خاکِ درِ حضرت کو میں ہر دم بناؤں اے شمیم
آنکھوں کا اپنی توتیا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ہجر میں کوئی بھی ہمدم نہ ہمارا ٹھہرا
ایک دل تھا وہ طلبگار تمہارا ٹھہرا

آپ کے جلوۂ پرنور کو دیکھا جس نے
کوئی آنکھوں میں نہ محبوب پیارا ٹھہرا

طالبِ دید ہے ہر ایک جہاں میں کیسا
آپ کا حسن زمانہ کا تماشا ٹھہرا

مثلِ سیماب کے اسکو نہیں فرقت میں قرار
کیسے ہجران دلِ وحشی کو میں ٹھہرا ٹھہرا

دردِ دل کا نہ کرو چارہ گرو کوئی علاج
اجی بس دیکھ لیا جاؤ یہی ٹھہرا ٹھہرا

نہ انھیں میری خبر ہے نہ مجھے انکی خبر
رات دن کا مری قسمت میں تڑپنا ٹھہرا

آپ ہی جب کہ نہوں رافعِ سہامِ الم
کسکو ہم اپنا کہیں کون ہمارا ٹھہرا

سایہ قامت کا بنا سایۂ ابرِ رحمت
سرِ حضرت پہ سدا ابر کا سایہ ٹھہرا

جس سے محبوب کو الفت ہو وہی کامل ہے
قیس مجنون تھا اگر طالبِ لیلا ٹھہرا

مجھکو کیا آتشِ دوزخ سے سرِکار شمیم
عاشقِ زار مین محبوبِ خدا ٹھہرا

راستت تدبیر سے برگشتہ مقدر نہ ہوا
آتشِ ہجر فزون اور ہوئی سینہ مین
چشمِ مخمور سے مدہوش ہوا جو تیری
وحشتِ غربت مین تڑپتا ہون وطن بھی چھوٹا
مین وہ ہون خانہ بدوشِ عشق گلو نین گلچین
تیری رفتار کے صدقے مین وہ پامال رہا

وہ ستم دوست ہمارا نہ ہوا پر نہوا
اُن کے وعدہ سے سکونِ دلِ مضطر نہوا
وہ کبھی دیر مین پھر طالبِ ساغر نہوا
اک بلا ہو گیا تقدیر کا چکر نہوا
باغِ عالم مین کوئی گھر نہ ہوا اور نہوا
فتنۂ حشر ترے قد کے برابر نہوا

اُنکی ہر ایک جفا پر ہے وہی صبر شمیم
دلِ آئینہ مرا صاف مکدر نہ ہوا

جس نے فطرت کو سرشت دلِ دانا جانا
عقلِ انسان نہ ہوئی ماہر اشیار جہان
اُن کے ہر رنگ مین اک رنگ ہی ماشاء اللہ
ہم ملو یا نہ ملو بزمِ محبت مین کبھی
دلِ وحشی کو تمنا ہے جو آزادی کی
دردِ فرقت نہ سہی دردِ محبت ہی سہی
چاند کو روے حسین بتِ مہروش سمجھا
نالۂ دل بھی مرا کھیل تماشا ٹھہرا
صاف ہو ہمسے مگر صاف کہے دیتے ہین
مین برا ہون تو برا ہی سہی اے بندہ نواز
پھر تمنا ہے تری شوخ ادائی کی مجھے

رمزِ توحید خدا کو نہین اصلا جانا
جلوۂ عالمِ ہستی کو تماشا جانا
روٹھنا ناز سے اور آپ ہی شرما جانا
بند ہو گا نہ کسیطرح سے آنا جانا
یہ بھی اُس کاکُلِ پر پیچ کا لٹکا جانا
تجھسے جو کچھ بنے اے دوست وہ دیتا جانا
چاندنی رات کو نورِ رُخِ زیبا جانا
دیکھنا دیکھنا ہشیار نہ گھبرا جانا
آرسی دیکھ کے اے جان نہ اترا جانا
وہ ہی اچھا ہے جسے آپنے اچھا جانا
پھر ذرا ناز سے منھ پھیر کے شرما جانا

خندہ داغ جنون کی ہے عدو کو حسرت
دل لگی سب سمجھے اسے یا کوئی ٹھٹھا جانا

ہو گئے زندۂ جاوید شہیدان وفا
دم شمشیر کو اعجاز مسیحا جانا

جو رِ بیجا نہ اُٹھا ئیگا شمیم خستہ
ایسا ویسا اسے یا بیکس و تنہا جانا

اک[۱۱] زمانہ ہے دل وجان سے شیدا تیرا
پھر یہ کیا جھگڑا لگا رکھا ہے میرا تیرا

جو ہر اصل ہی نورِ رخِ زیبا تیرا
تو تو کیا ہے نظر آتا نہین سایہ تیرا

شور ہے سارے جہا نمین تری یکتائی کا
آج تک یار ٹھکانا نہین دیکھا تیرا

شوق دیدار مین ہر ایک مرا جاتا ہے
عین بے پردگی حسن ہے پردا تیرا

مجھسے ملنے کی قسم کھائی ہے تو نے لیکن
تو فریبی ہی ہر اک وعدہ ہے جھوٹا تیرا

جب کہا صدمۂ فرقت سے مرے جاتے ہین
بولے کس ناز سے چل دور کلیجا تیرا

جسطرف دیکھئے سودائی نظر آتے ہین
بڑھ گیا سلسلۂ زلف چلیپا تیرا

کیا ہوا جو گل عارض مین نہین وہ رونق
راز پوشیدہ ہے اُترا ہو نقشا تیرا

تو وہ ہے گوہر یکتا صدف عالم مین
آجتک مثل جہان مین نہین پیدا تیرا

غیر کا دھیان نہ آئیگا تری الفت مین
غیر سے ملنے دے ایسا نہین سودا تیرا

تو وہ بیگانہ منش ہے کہ شمیم خستہ
ساری دنیا مین نہین کوئی شناسا تیرا

بڑھ[۱۲] گیا جوشِ جنون پھر ترے دیوانون کا
سرِ[۱۳] ہر خار پہ سہرا ہے گریبانون کا

جوش وحشت مین عجب شغل ہی دیوانونکا
راستہ ناپتے پھرتے ہین بیابانون کا

روز تیرِ نگہ ناز سے چلے آتے ہین
بند ہوتا نہین آنا مرے مہمانون کا

راز فطرت نہین آتا ہے سمجھ مین لیکن
ابتو کچھ اور عقیدہ ہے مسلمانون کا

شمع حیرت مین ہی کیون جلکے مرے جاتے ہین
اسکے قدمونپہ اک انبار ہے پروانون کا

بار یابی ہوئی جنکو اُنھین راحت نہ ملی
محفل یار بھی کوچہ ہے پشیمانون کا

جوڑا گیسو کا جو باندھا ہے بہت کافر نے
ایک مجموعہ ہے یہ کئی پریشانون کا

اُڑتا پھرتا ہے بگولا جو بیابانون مین
یہ ہیولا ہے جنون ہے ترے دیوانون کا

تری رحمت کے سہارے پہ اڑے بیٹھے ہین
یہی سامان ہے ہم بے سروسامانون کا

دل جگر زخمی کیے سر بھی اُڑا دے قاتل
بار اُٹھتا نہین سر سے ترے احسانون کا

جنکے محلون مین شب و روز بچھے تھے قالین
خاک اب فرش ہے اجڑے ہوے ایوانون کا

اصل آزادہ روی ہے نہ ہی فکر لباس
دشت وحشت بھی کوئی شہر ہے عریانون کا

اُسکا کوچہ یہ نہین عرصۂ محشر ہے شمیم
جسطرف دیکھیے مجمع ہے پریشانون کا

۱۳

قیس سا ہمدرد کوئی بھی بیابان مین نتھا
ساتھ تھا سامان وحشت فکر سامان مین نتھا

اُس گل رعنا کی مجھکو آرزو کسدن نتھی
کب کھٹکتا خار حسرت دلکے دامان مین نتھا

صبح اُنکی دیکھکر صورت ہو گیا کیا گمان
لب پہ وہ مستی نتھی وہ نور افشان مین نتھا

ہمسری سر چڑھکے کیونکر مجھکو پھر ہوتی نصیب
شائبہ تقدیر کا زلف پریشان مین نتھا

عمر بھر بدمست رکھا بادہ ہائے عشق نے
مجھسا میخوار محبت بزم امکان مین نتھا

زندگی بھی نام تھا اک حرکت انفاس کا
ارتباط روح پر در جسم بیجان مین نتھا

وحشیان عشق کیونکر ملتے شیخ وقت سے
اک گل داغ جنون جیب و گریبان مین نتھا

ہر گھڑی رنج و الم سے زندگی کٹتی نہین
محشر رفتار تیرا دور دوران مین نتھا

کیون چرائی آنکھ مجھسے کیون چھپے پردے مین آپ
عشق میرا بر ملا تھا راز پنہان مین نتھا

ق
آہ وہ دن جب تھے ہر جانب بہار جانفزا
ڈر خزان کا بھولکر گلہاے بستان مین نتھا

چہچہے تھے بلبلونمین گلرخون مین قہقہے
کون ایسا تھا تعیش کے جو سامان مین نتھا

ناگہان پلٹی ہوا باغ کچھ ایسی شمیم
خاک اُڑتی تھی پتا گل کا گلستان مین نتھا

اے منعمو نخوش ہو سہے عیش کم تمہارا / مٹجائیگا سب ایکدن خیل و حشم تمہارا

آنکھونمین چبھ رہا ہے دلمین کھٹک رہا ہی / اے گلرخو ستم ہی خار ستم تمہارا

دلمین ہمارے حسرت دیدار یار کی ہی / زاہد تمہین مبارک باغ ارم تمہارا

اے بت پرستو آؤ مسجود ہو حرم مین / بیت الصنم ہمارا بیت الحرم تمہارا

یہ ساز عیش سارا سب خاک مین ملیگا / اے غافلو کھلیگا اکدن بھرم تمہارا

اے حادثو ہمایون آنا ہے تمہارا ہمکو / بھولینگے ہم نہ ہرگز لطف و کرم تمہارا

بے سود کوششین ہین یہ ای شمیم ساری / تا زیست کم نہوگا رنج و الم تمہارا

ساقی سے میری بزم مین آیا نجائیگا / جام مئے طہور پلایا نجائے گا

پارینہ ذکر عیش بھلایا نجائے گا / داغ وصال یار مٹایا نجائیگا

جھگڑو نہ بات بات پر تم مجھسے دمبدم / بگڑونگا مین تو تمسے منایا نجائیگا

مین کاہ ناتوان ہون لیدل ضعیف ہون / زنہار کوہ عشق اوٹھایا نجائیگا

حسن بتان ہند ہی شورش فزائے عشق / یہ راز وہ ہی دل مین چھپایا نجائیگا

غیرت نہ غیر کو کبھی دیکھے گی ایکجا / مجھسے تو انکی بزم مین جایا نجائیگا

وہ دوستون سے رنج اٹھائے خدا گواہ / اب دوست کو بھی دوست بنایا نجائیگا

چھیڑو نہ ذکر رات کا پوچھونگا مین اگر / واللہ کچھ بھی تمسے بتایا نجائیگا

جھگڑے مین عاشقی کے پڑو تم نہ ای شمیم / قصہ کبھی یہ تمسے چھپایا نجائے گا

عشق کا دلمین نشان باقی رہا / آگ بجھنے پر دھوان باقی رہا

ہائے بیدردی بت سفاک کی / مر مٹے ہم امتحان باقی رہا

ناز اس بت کے اٹھائین کسطرح / ہم مین زور اتنا کہان باقی رہا

ہم نہین تو ہیچ ہی دنیاے دون
لطف کیا گر اک جہان باقی رہا

مر گئے پر بھی تو اُس بدظن کو ہائے
میرے جینے کا گمان باقی رہا

اُٹھ گئے وہ سنتے سنتے حال دل
کچھ کہا تھا کچھ بیان باقی رہا

دل گیا آغوش خالی رہ گیا
اڑ گیا مرغ آشیان باقی رہا

کیا ہوا حورین جو دیکھین خلد مین
شوق دید مہوشان باقی رہا

مدتون تک چشم عاشق مین ترے
وصل کی شب کا سمان باقی رہا

روح نکلی سیر جنّت کے لئے
قالب فرسودہ جان باقی رہا

عندلیبون سے چمن کی تھی بہار
لطف اب کیا باغبان باقی رہا

دیدیا بوسہ نہ آئے گھر پہ تم
ایک وعدہ مہربان باقی رہا

مٹ گئے لیکن نہ افسانہ مٹا
سب بے نشانی پر نشان باقی رہا

ہو گئے آتے ہی فصل گل اسیر
لطف سیر بوستان باقی رہا

نالۂ دل کا ہوا ون پر کیا اثر
جوشش اگلا سا کہان باقی رہا

اسقدر کی جبہ سائی اے شمیم
سر نہ سنگ آستان باقی رہا

ہی عشق روے رنگین بتان خاطر نشان اپنا
یہی گلشن ہی اپنا اور یہی ہے بوستان اپنا

ہم اہل عشق ہین ہمسے بھلا بلبل کو کیا نسبت
چمن مین آشیان اُسکا ہی سر دلمین مکان اپنا

بہار آئی ہی جوش گل ہی میخوارونکا مجمع ہے
کرے پیدا جہان مین نام کچھ پیر مغان اپنا

نیا اٹھتا ہی روز اک فتنہ یان جبسے آیا ہون
زمین کوچۂ جانان ہے گویا آسمان اپنا

ہم ایسے ہو گئے نفرت کے قابل ای تری قدرت
وہ صاف اُٹھ جاتے ہین محفل سے نام آیا جہان اپنا

مری بیچینیون نے آخر انکو بھی کیا مضطر
عجب کچھ حال ہی فرقت مین وان اُنکا یہان اپنا

ذرا انصاف سے کہنا شب غم اوڑ نہ جائیگا
شمیم آہونکے جھونکو نہین یہ جسم ناتوان اپنا

ہے عشق دل مین اک بت قدسی سرشت کا
کعبہ مین غلغلہ ہے ہمارے کنشت کا

اے بت جفا و جور کی اب تاب ہی نہین
یہ حال ہو گیا ہے دل غم سرشت کا

چرکا دیا ہے تیغ نگہ کا حضور نے
اچھا کیا علاج دل غم سرشت کا

ہی داغ عشق احمدؐ مرسل سے دل ملول
قسمت سے ایک پھول ملا ہی بہشت کا

اے بت تجھے عروج ہو جتنا بجا ہی سب
دنیا مین کافرون کو مزا ہے بہشت کا

دنیا مین تو جواب نہین انکے حسن کا
ہی لا جواب ہر بت کمسن کنشت کا

ہے کسقدر سیاہ ہماری شب فراق
سایہ پڑا ہی گیسوے ظلمت سرشت کا

نادیدہ راتدن ہی صفت سب کے سامنے
واعظ کو گویا عشق ہے حور بہشت کا

وہ حسب وعدہ خیر سے آئینگے رات کو
عقدہ کھلیگا آج خط سرنوشت کا

پھر آج اک حسین سے الفت نئی ہوئی
بیعنامہ ہو گیا دل ظلمت سرشت کا

اللہ ری بہار رخ یار دیکھنا
گویا یہ ایک پھول کھلا ہے بہشت کا

ہی انکشاف عشق حقیقی مجاز سے
اسوجہ سے مرید ہون پیر کنشت کا

پہونچا وہان جہان پہ فرشتے نہ جا سکے
اللہ رے مرتبہ دل وحشت سرشت کا

ہے عشق بت شمیم دل بیقرار مین
کعبہ مین لو چراغ جلا ہی کنشت کا

خورشید حشر جلوہ گر بام ہو چکا
نظارۂ جمال سر شام ہو چکا

بعد فنا تو چین ملے مشت خاک کو
تیرا تو کام گردش ایام ہو چکا

آزادگی کی قدر ہوئی اب تو کیا ہوا
جب مرغ دل اسیر دام ہو چکا

اس عاشقی نے اور بھی برباد کر دیا
شہرت پذیر خاص سے تا عام ہو چکا

وہ دل نہین رہا جو کرین آرزوے جام
اب ختم دور ساقی گلفام ہو چکا

دل مر چکا تو حسرت و ارمان چل بسے
میرا تو کام اے بت گلفام ہو چکا

اوٹھنا غمِ فراق کا آسان کچھ نہین
اچھی کہی رقیب سے انجام ہو چکا
اُس نے نگاہ لطف کی امید ہیچ ہے
پورا خیال اب ہے ہوس خام ہو چکا

اچھا ہوا علاج غمِ ہجر اسے شمیم
جب درد بڑھ گیا مجھے آرام ہو چکا

فلک نے داغ دیا آشنا پرستی کا
یہی تو ہوتا ہے انجام فاقہ مستی کا
غضب ہے عشق مین وہ اپنے کام سے گذرا
اگر خیال بھی آیا کسیکو پستی کا
ہمیشہ باد مخالف کے چلتے ہین جھونکے
ذرا مین ہوتا ہے گل یہ چراغ ہستی کا
نہ زور دولت دنیا نہ دعوی الفقر
یہان تو ایک ہی عالم ہے اوج و پستی کا
فلاسفر جو زمانہ پہ ہو گئے شیدا
نہین خیال رہا اُن کو اپنی ہستی کا
خدا کی شان ہو اُنپر جو لوگ مرتے ہین
کوئی تو بھید ہی اے شیخ بت پرستی کا
پڑا وہ بار غمِ ہجر یار کا اے دل
نتیجہ دیکھا یہ الفت مین پیش دستی کا
خدا پناہ مین رکھے ہر ایک آفت سے
کہ مغتنم ہے زمانہ بھی تندرستی کا
کرے جو یار ترشروئی کا ذرا برتاؤ
ابھی تو نشہ اوترتا ہے فاقہ مستی کا
تمہارے واسطے ہوگا عذاب ای واعظ
مجھے گناہ نہین شغل مے پرستی کا

شمیم عشق مین کیا نقد جان تک کھویا
یہی تو ہوتا ہے انجام فاقہ مستی کا

جائے گلگشت ہے اک تو چمنِ سرخ ترا
آسیہ طرہ یہ ہوا پیرہن سرخ ترا
تجھکو کیا ناز ہی اس سرخ روئی پر اے گل
یا ہے رنگین صنم ہی دہن سرخ ترا
ہو گیا لعل یمن گرد نظر مین میری
جب سے دیکھا ہی مرجان دہنِ سرخ ترا
سرخ پوشاک پہ مرتا ہی زمانہ اے گل
قاتلِ خلق ہوا پیرہن سرخ ترا
کیسی رنگین ہوئی ہی تری پوشاک سفید
رنگ دیتا ہے گلابی بدنِ سرخ ترا

زینت حسن ہے چہرہ پہ پسینا اے گل
کہین شبنم سے چھپا ہے چمن سرخ ترا

خون عشاق سے پھولی ہے شفق آنکھوں مین
رنگ بگڑا ہے یہ چہرہ سرخ کہین سرخ ترا

مے گلگون نے تو آگ اور لگا دی ایگل
شکل گلنار ہوا ہے بدن سرخ ترا

لاکھ خونریزی سے منکر ہو وہ محشر مین شمیم
مدعی خون کا ہوگا کفن سرخ ترا

ہے نقش پاے غیر ہم آغوش نقش پا
گویا یہ کہتے ہین لب خاموش نقش پا

تم دیکھ لو جو ناز سے پاپوش نقش پا
گستاخیان کرے لب خاموش نقش پا

مستی حسن یار کا دیکھا ہے جب سے رنگ
عاشق ہوا ہے دیدہ بیہوش نقش پا

چلتے ہین وہ قدم کو مٹاتے عدو کے ساتھ
بگڑی ہوئی ہے صورت پاپوش نقش پا

نالون کا زور شور رہے جب سے فراق مین
کر ہو گئے ہین پھوٹ گئے گوش نقش پا

دیوانگی نے زور یہ باندھا ہے ای صنم
تن کا خیال ہے نہ مجھے ہوش نقش پا

پھر کیون نہ اسکے مین قدم ناز چوم لون
میری بھی خاکساری ہے ہمدوش نقش پا

اے خوشخرام تا کہ نہ پڑ جائے چشم زخم
ہو دیدۂ رقیب سے سرپوش نقش پا

ہے پای بوسی بت نادان کی آرزو
کیسے کھلے ہین حلقۂ آغوش نقش پا

اے مست تیری مستی رفتار سے مگر
بیخود پڑے ہین دیدۂ مدہوش نقش پا

اڑتی ہوئی سنی جو خبر ان کے آنے کی
اوڑنے لگے ہین اور بھی اب ہوش نقش پا

اے جان اک قدم سے ترے پائمال ہین
رکھتے ہین کیا بساط تن و توش نقش پا

ہے رفتگان دہر پہ حسرت کنان شمیم
رکھتی ہے رمز مجلس خاموش نقش پا

خانۂ دل ہے یہ زندان میرا
قید ہے وہ مہ کنعان میرا

وہ بھی ہے محو تحیر دیکھو
دیکھکر دیدۂ حیران میرا

پھول جھڑتے ہین دم سیر چمن | خندہ زن ہے مہ تابان میرا
ایک دل وہ بھی تمھارے بس مین | اور کیا ہے سر و سامان میرا
ہوگیا آپکے در تک رہبر | دل ہی گیا شعل عرفان میرا
دل مین ارمان بھرے ہین لاکھون | ہے یہی گنج شہیدان میرا
عشق کرنیسے ہوا کیون ملزم | ہاتھ اُنکا ہو گریبان میرا
قہر آلودہ نگاہین اُن کی | اور اُسپر لب خندان میرا
کیون اُٹھاؤ رُخ تابان سے نقاب | کیجئے چاک گریبان میرا
کاش مجرم ہی سمجھکر ملجائین | ہاتھ مین اُن کے ہو داماں میرا
حسن اور عشق کے ہین رنگ جدا | باغ اُنکا ہے بیابان میرا
عشق سے میرکے ہوے وہ مشہور | اُن کے سر پر ہی یہ احسان میرا
جوش وحشت مین نئی سیر ہے یہ | دل ہی وسعت مین بیابان میرا
دل کے داغون مین لگی ہی اک آگ | دیکھئے سرو چراغان میرا
دلکو وہ چھیڑکے فرماتے ہین | لائیے لائیے پیکان میرا

عشق نے کھو دیا دنیا سے شمیم
اب ہے اللہ نگہبان میرا

تجھکو اگر فروغ ہی اے مہ کمال کا | لیکن لگا ہے دغدغہ اکدن زوال کا
مرغ حرم اسیر ہوا بال بال کا | اللہ رے سلسلہ ترے گیسو کے جال کا
صافی طبیعتون کو نہین ہے کبھی زوال | رکھتا نہین ہی خوف خزان پھول ڈھال کا
اے گل کسیکے دست تصرف مین آگیا | پھیکا ہے رنگ آج رُخ بے مثال کا
ابرو پہ چن رہے ہین وہ افشان شب وصال | دیکھو چمک رہا ہے ستارہ ہلال کا
دنیا اور اُسکے حال کو یہ دیکھتا نہین | رہوار عمر ہو گیا ہے رم غزال کا

اے گل پسینے سے تو سوا حسن ہوویگا
گلگونہ بنگیا ہے رخ ہیشسال کا

بعد فنا بھی کام مین آیا زمانے کے
بنتا ہے میری خاک سے کوزہ کلال کا

ہر پرزہ پرزہ چاک گریبان کا دشت مین
آئینہ ہے یہ عاشق شیدا کے حال کا

چھائی ہو سر سے پانون تک اُس بتکی آرزو
پہنا ہو جامہ نخل تمنا کی چھال کا

آئی ہے نخل آرزو سے دلمین اب بہار
آیا قدم جو اُس صنم نونہال کا

ہر تار اشک چشم ہے اک دام عاشقی
باندھا گیا ہے بال مین طوفان وبال کا

اچھی نہین ہے آتش رشک عدو شمیم
شعلہ بھڑک نجائے جسے داغ ملال کا

جھگڑا چکے وصال کا یا ہو وصال کا
کچھ تو جواب دیجے میرے سوال کا

ہے شوق اک پردہ نشین کے وصال کا
دیکھو تو حوصلہ یہ خیال محال کا

ہوتی ہے بادہ خوارونین تقسیم پھول کی
ہے عقد آج شیخ سے دخت کلال کا

دل کھو کے جو اس ہوئے عشق یار مین
لیکا گیا نہ آنکھ سے وہ دیکھبھال کا

مجھسے بھی ساز باز عدو سے بھی میل جول
قائل ہو نہین تو آپکی اس چال ڈھال کا

اللہ نے حبیب کیا ہے جمیل کو
پھر کیون نہ شیفتہ ہون بتون کے جمال کا

پہونچی ہے تیری بزم مین دیوار پھاند کے
اللہ رے عروج کمند خیال کا

وہ ذکر وصل غیر سے شرمندہ ہوگئے
چھینٹا سا پڑ گیا عرق انفعال کا

جسکے قدم قدم پہ قیامت نثار ہے
دیوانہ ہون مین اُس بت خوش قد کی چال کا

کیا کیا گلے ملے ہین تصور سے یار کے
ہمکو فراق مین بھی مزا تھا وصال کا

اللہ رے غرور ملاتے نہین نگاہ
موقع ملا نہ اُنسے مجھے عرض حال کا

سینے مین رفتہ رفتہ بڑھین یہ کدورتین
اک ڈھیر جمع ہوگیا گرد ملال کا

آغاز عشق مین یہ ہوئی بیخودی شمیم
دل مین خیال تک نہین آتا مآل کا

مزا سب کھو دیا الفت نے اُنکی زندگانی کا
تدارک کیا کرے کوئی بلائے ناگہانی کا

پھٹا پڑتا ہی جوبن جوش ہی اُن پر جوانی کا
اُٹھا چہرے سے گھونگھٹ اب عروس نو جوانی کا

رقیب اور دل نہ ہوتا تو صنم سے خوب بنجاتی
الجھین دونون نے ڈالا ہی یہ جھگڑا درمیانی کا

شبیہ اُس غارت دین کی نہ اُنسے کھنچ سکی ہرگز
بہت شہرہ سُنا تھا ہمنے بہزاد اور مانی کا

یہ سر حاضر ہی بسم اللہ کرو تم امتحان اپنا
اگر پیدا ہوا ہے شوق دل مین تیغ رانی کا

خداداد اے پری اُسکو نہ کہئے پھر تو کیا کہیے
دلون کو لوٹ لیتا ہی ترا جوبن جوانی کا

نہ اے بت کچھ نکالا کر خدا کیواسطے منہ سے
جہان مین شور ہو جائیگا تیری بدزبانی کا

نہ تھی کچھ بات اک بوسہ پر اتنے وہ بگڑ بیٹھے
نہ دکھلاے کبھی حق منہ بلاے ناگہانی کا

نظر کرتے ہی دلکو لیگیا پہلو سے وہ کافر
خدا جانے یہ کس سے طرز سیکھا دلستانی کا

کرینگے یاد ہم بھی کیا کبھی آے تھے دنیا مین
مزا برباد غم مین کر دیا اپنی جوانی کا

گیا موسم خزان کا گل کھلے ہین باغ مین ساقی
چلے ساغر پہ ساغر اب شراب ارغوانی کا

یکایک وہ سر محفل جو بے پردہ نکل آیا
ہوا دھوکا زمین پر سب کو ماہ آسمانی کا

مہیا ساغر و مینا ہے خلوت ہی شب مہ ہے
اگر اس وقت وہ آئین مزا ہے زندگانی کا

سُنایا سو طرح سے حال فرقت کا ہم اُسکو
اثر اُس پر ہوا کچھ بھی نہ اس رنگین بیانی کا

اک اک قدم پہ ہائے وہ کرنا حجاب کا
مستانہ حال اور وہ عالم شباب کا

کھولا کسی نے بند جو الٹی نقاب کا
منہ پھر گیا ادھر سے اودھر آفتاب کا

دست صنم مین آج ہی ساغر شراب کا
لو ہو گیا مقابلہ دو آفتاب کا

زیر نقاب چہرہ تابان ہے یار کا
ڈالا ہے آفتاب پہ پردہ سحاب کا

اُس نازنین کے عارض رنگین کو دیکھکر
کہتا ہے دل کہ پھول کھلا ہی گلاب کا

سودا بڑھا ہے گیسو پیچان کا اے صنم
دریا اُبل پڑا ہے عجب پیچ وتاب کا

گلشن مین ہی جو دیکھنے والون کی بیخودی — ہر پھول مین نہان ہی پیالہ شراب کا

قاتل تری نگاہ کرم کی امید ہے — ہر زخم دل پیاسا ہی خنجر کی آب کا

توسن ہی تیز کسطرح بوسہ نصیب ہو — اُس شہسوار حسن واداکے رکاب کا

دلمین بھری ہوئی ہے مے عشق تو چھیڑ — اے یار ٹوٹ جائیگا شیشہ شراب کا

پھر تسلی دلِ ناشاد عندلیب — چھڑکاؤ ہو رہا ہے چمن مین گلاب کا

ممنون کیون نہ ہون مین تہ دلسے ساقیا — پاس اُسکو نشہ مین نہین رہتا حجاب کا

یہ جوشش بیقراری دل تھا شبِ فراق — مطلق نشان نہ تھا مری آنکھون مین خواب کا

کیا عندلیب کو وہ بناسینگے شیفتہ — جاتے ہین عطر ملکے چمن مین گلاب کا

اے عشق تو نے خوب کیا مثل گردباد — اوڑتا بگولا ہے دل خانہ خراب کا

دیکھا نگاہِ یاس سے جو روے یار کو — بے اختیار اوٹھ گیا پردہ نقاب کا

کیا ہو ہراس پرسش اعمال روز حشر — مین امتی ہون اُس شہ عالیجناب کا

ای شیخ بادہ خوارون مین یہ کیسا اجتناب — فتوی یہان مدام ہے شرب شراب کا

کیون لطف چھیڑ چھاڑ مین آئی نہ ای شمیم
آغاز حسن ادھر ادھر عالم شباب کا

دل سے جب نالۂ رسا نکلا — اُن کی زلفون کو چھیڑتا نکلا

کبھی میرا نہ مدعا نکلا — ہاے کیا بخت نارسا نکلا

ضبط الفت سے یہ ہوا حاصل — نہ کوئی دل کا حوصلا نکلا

بزم کی بزم ہوگئی بے خود — تو جو پردہ سے مہ لقا نکلا

جان دیدی تری جفا وپر — نہ کبھی مُنھ سے اک گلا نکلا

خنجر ناز کا ہوا جب وار — ہر بن تن سے مرحبا نکلا

ہجر مین تھی بڑی امید ادل — تو بھی افسوس بے وفا نکلا

یہ جو حالت ہی پردہ سے وہ بت
دیکھ لینا کہ برملا نکلا

دم دلاسے سے دل لیا میرا
ہائے دلدار دلربا نکلا

تیرے ہی شکل کا نمونہ ہے
آئینہ دل کا خوشنما نکلا

بگڑے جاتے ہو باتون باتون مین
دل لگی مین نیا مزا نکلا

غمزۂ شوخ سخت قاتل ہی
دل کے زخمون کو چھیڑتا نکلا

تمکو چاہا تھا جان دینے کو
اس خبر کا یہ مبتدا نکلا

اُف رے گرمی عشق رونے مین
اشک آنکھون سے کھولتا نکلا

دل بھی رنگین ہی شب کو میخانے
دیکھتا بھالتا یہ جا نکلا

تیر بھی اُن کا شوخ تھا کہ شمیم
دل مین بیٹھا زبان پر آ نکلا

اے دل تری خلوص محبت کو کیا ہوا
جاتا ہی کوئی پردہ شب مین چھپا ہوا

دل پہلے میرا لیلیا نازون پلا ہوا
کیا خوب مجھسے پوچھتے ہو اب کہ کیا ہوا

ملتا نہین ہے باغ جہان مین کہین پتا
اُس گل کا جو اسیر ہوا وہ ہوا ہوا

کھل کھیلے خوب اور جوانی پہ آن کے
جاتا ہی پاس غیر کے رقعہ کھلا ہوا

دل کے جو آر پار ہے تیغ نگاہ ناز
ہر زخم کہنہ دل ناتوان ہرا ہوا

بیکل رہا مین آپکے کل کل سے اے حضور
انصاف کیجیے کوئی وعدہ وفا ہوا

اگلا سا اب وہ جذب محبت نہین رہا
اک جوش تھا جو دل مین وہ صرف دعا ہوا

بے دیکھے اک جہان تحیر مین ہے پڑا
آئینہ جمال ترا خود نما ہوا

تھراتے ہین زمین و زمان خوف سے مدام
میرا بھی نالہ کوئی تمھاری جفا ہوا

وہ کھنچکے آ گئے مری آغوش مین شمیم
نالہ بھی کیا عروج کمند وفا ہوا

اے شمع مری آتش فرقت کو نہ بھڑکا — کافور ہو تو بجھی کہ ہوا نور کا تڑکا

ٹھہرا ابھی تو جا کر رہ میدان عدم مین — رہوار مری عمر کا اسطرح سے بھڑکا

بیکل رہی کل رات کو لیلی بہت اے قیس — تڑپے وہ نہ ذرا چین سے زنجیر نہ کھڑکا

دن رات سے واقف نہین عشاق رخ و زلف — شب زلف سیہ ہو گئین رخ نور کا تڑکا

دو چار گھڑی بیٹھا جو وہ آئینہ رخسار — حیران ہوا یہ بار کہ پتہ بھی نہ کھڑکا

جب راہ پہ لاتا ہے اُسے جذبہ باطن — ظاہر ہے کہ اغیار اُسے دیتے ہین بھڑکا

گو رات ہے اور وصل مہ رشک قمر ہے — ہے مرغ سحر کی سبب مجھے آواز کا دھڑکا

ہیبت ہے عبث وصل بت رشک قمر مین — ہے شام ہی سے دلمین لگے صبح کا دھڑکا

کہتا وہ شمیم اُٹھا حیا سے سحر دل
لو جائیے وہ دیکھو وہ ہوا نور کا تڑکا

اب تیرہو چکا دل نادان آپ کا — آ سکے کو آپ جا سکے ایمان آپ کا

نازک مزاجیون نے کیا خون آرزو — ہر ناز ہو گیا ستم جان آپ کا

اب باغ مین یہ نکہت گل لے اڑی ادب ہو — کرتی ہے گیا باغ پریشان آپ کا

اپنا سے روزگار مین اک شور ہو گیا — قامت ہوا ہے فتنہ دوران آپ کا

دل لگ گیا تو آنکھ لڑانے مین کیا حجاب — اللہ رے حجاب مری جان آپ کا

یہ کیا ہوا ہے حضرت دل خیریت تو ہے — مطلوب ہے وہ دشمن ایمان آپ کا

سچ تو یہ ہے کہ داغ لگا یار قیب نے — بگڑا ہوا ہے عارض تابان آپ کا

واعظ شراب نوشی سے مجھکو کوئی غرض — باندھا ہوا ہے مفت کا بہتان آپ کا

اے شیخ کیا تقدس والا کا پوچھنا — سارا جہان مرید ہے ذیشان آپ کا

ہر شعر صاف چست ہے بندش بھی اے شمیم
چھپوائیے کہ خوب ہے دیوان آپ کا

پردہ پردہ مین تہمت کا اشارا نکلیا — جھانکنا تاکنا اے جان تمہارا نکلیا
ہاے ری شرم کہ دل بھی نہ ہوا دو ٹکڑے — تمسے تیغ نگہ ناز سے مارا نکلیا
آنکھ لڑتی تو کدورت بھی نرہتی باہم — ایسا کیا بوجھ تھا جو تمسے اُتارا نکلیا
ٹھوکرین کھائین یہ الفت مین الٰہی توبہ — لیکن اسپر بھی غمِ عشق تمہارا نکلیا
جان سے ہوگئے قربان بتون پر لیکن — اب بھی سچ پوچھو تو وہ شوقِ نظارا نکلیا
مانی یہ حُسن خداداد سے بیہوش ہوا — تیری تصویر کا خاکہ بھی اوتارا نکلیا
وہ مسیحا جو اُٹھا لب مرے ہلتے ہی رہے — ہاے رے ضعف کہ چلا کے پکارا نکلیا
سچ ہے مانا کہ نہین غیر سے الفت تمکو — صاف تو یہ ہو کہ شک دلسے ہمارا نکلیا

دلکو چاہت ہے وہی حسن حسینون کی شمیم
مرمٹا آہ مگر شوقِ نظارا نکلیا

رُخِ ناز نین سے اُسنے جو ذرا نقاب اُلٹا — تو فلک پہ مہرِ رخشان بصد اضطراب اُلٹا
نہ تسلی مجھکو کچھ دی نہ کچھ حال دل کا پوچھا — تری بزم مین غضب ہو کہ ملا جواب اُلٹا
نہ ملا کہین وہ مجھکو بتِ ماہ وش غضب ہو — کیا عشق نے پریشان ہوا مین خراب اُلٹا
غمِ ساقیِ حسین مین یہ پڑی ہو اوس سب پر — کہ پڑا ہو میکدہ مین قدحِ شراب اُلٹا
ترے دلمین کیا سمائی جو ادِ مہر کو آن نکلا — کہ خوشی مین پہلو سے دل بصد اضطراب اُلٹا
کیا وعدہ وہ بھی جھوٹا نہین آنکھ اب ملاتے — اجی مہربانی کیسی کہ ملا جواب اُلٹا
اُٹھین رات کو یہ دیکھا کہ خفا خفا ہین گویا — ہو امید یہ الٰہی ہو ہمارا خواب اُلٹا
کبھی اُسنے بوسہ مانگا تو بگڑکے گالیان دین — یہ نیا عذاب دیکھا کہ ملا جواب اُلٹا

کیا اُسنے جب اشارہ کہ غزل ہو اور تازہ
تو شمیم قافیہ کو بصد آب و تاب اُلٹا

مجھے اُسنے نشہ مین جب دیا مے کا جام اُلٹا — تو وفورِ بیخودی سے دلِ تشنہ کام اُلٹا

رُخ مہر کی حیا سے ہوئی زرد زرد صورت — جو نقاب روے انور کبھی وقت شام اُلٹا

طلب وصال پر وہ لگے گالیان جو دینے — کیا او جھک کے مینے اُنھین اک سلام اُلٹا

کہا اُنسے رام اب ہو غم عشق مارتا ہے — تو وہ ہنسکے مجھسے بولے کبھی لفظ رام اُلٹا

تو کریم ہے کرم کر تو رحیم ہے رحم کر — نہ پھرایا جاسے ور سے یہ ترا غلام اُلٹا

نہین کوئی وعدہ سچا نہین کوئی قول پورا — ترا طرز گفتگو ہے بت خوشخرام اُلٹا

مری جودت طبیعت یہی چاہتی ہے ہر دم
کہ شمیم اور کوئی تو نیا کلام اُلٹا

جو سنتے ہین قصہ ہمارا تمہارا — بتاتے ہین وہ جرم سارا تمہارا

جہان دلسے عاشق ہی سارا تمہارا — ہو انصاف کیونکر ہمارا تمہارا

نہ پوچھو کہ تو کون ہی حال کیا ہے — ہون عاشق مصیبت کا مارا تمہارا

کرو صاف وعدہ سمجھتے نہین ہم — کنایہ تمہارا اشارا تمہارا

ہدف تیر مژگان کا مجھکو بناؤ — ابھی اوج پر ہے ستارا تمہارا

وہ کہتے ہین صحت نہین ہونیوالی — کرین گر مسیحا ابھی چارا تمہارا

قیامت سے فتنہ یہ پھر جای پانی — جو قامت ہو ہنگامہ آرا تمہارا

عوض ایک بوسہ کے دل بیچتے ہین — ابھی فیصلہ ہو ہمارا تمہارا

لگاوٹ مین فتنے اٹھاتے ہو کیا کیا — قیامت ہی لطف و مدارا تمہارا

شکایت ہی کیا مجمع عاشقان کی — سہے جو بن یہ ہنگامہ آرا تمہارا

حیا آنے دیتی نہین خواب مین بھی — میسر ہو کیونکر نظارا تمہارا

شمیم اُن سے گھر بیٹھے رکھو محبت
نہین آنا جانا گوارا تمہارا

بتو دل ہی ہم سنگ خارا تمہارا — غضب ہی جو ڈھونڈھی سہارا تمہارا

ہوا غیروں سے پھر اشارا تمہارا
یہی عہد تھا کیا ہمارا تمہارا

تم اے گیسوے دلربا بد بلا ہو
نہ مانگے کبھی پانی مارا تمہارا

ہوا ٹوٹنے کا ستارے کے دھوکا
جو افشان کا چھوٹا ستارا تمہارا

کرین کیون تمنائے حوران جنت
میسر نہین کیا نظارا تمہارا

کوئی پوچھے حال اسکا موسیٰ کے دلسے
کچھ آسان نہین ہی نظارا تمہارا

نظر انکی پھر کر یہ کہتی ہے ہمسے
کہ گردش مین ہی کچھ ستارا تمہارا

کرو غیر سے باتین مجھکو نہ چھیڑو
ملو اُس سے جو ہی پیارا تمہارا

جو قند مکرر کے معنے نہ سمجھے
وہ لے بوسہ لب دو بارا تمہارا

چلے روٹھ کے تم بھی ای صبر و طاقت
بڑا ہجر مین تھا سہارا تمہارا

ٹھہرنے نہ دو جب ہمین اپنے در پر
کہان جائے آفت کا مارا تمہارا

کرو شوق سے قتل یا جھڑکیان دو
نہین گالی دینا گوارا تمہارا

وہ چنواتے ہین تمسے افشان جبین پر
شمیم ابتو چمکا ستارا تمہارا

تصور ہے دم گریہ لب لعلین جانان کا
کہ عالم اشک مین ہی دانہ تسبیح مرجان کا

الٹ دو دن مین اگر گوشہ نقاب روے جانان کا
ذرا سا منھ نکل آے ابھی خورشید تابان کا

جنون مین بھی نہ بھولا عشق مین اس چشم فتان کا
ہی لازم طوق مجھکو حلقہ چشم غزالان کا

جنون صحرا نوردی مین ہی خضر منزل مقصد
نکیون سکھلاے مجھکو راستہ چاک گریبان کا

نہ ہوگی عمر بھر سیری چھڑکنے سے ترے قاتل
دہان زخم سے میرے لگا دے منھ نمکدان کا

شعاع مہر عالمتاب چلمن سے نکلتی ہے
خس و خاشاک سے پوشیدہ ہو کیا حسن جانان کا

تحیر ہے یہ حسن عارض جان سے ہر شے مین
گمان ہے روزن دیوار پر بھی چشم حیران کا

حقیقت دل کی کیا ہی جان تک ہم نذر کر دینگے
اگر ہنسکر کے مانگیگا کوئی تمسا جوان بانکا

لگایا خط نے آکر داغ اسکے روے رنگین پر
نکیون کھٹکے مری آنکھو نمین سبزہ اس گلستان کا

دل پرسوز سینہ مین نہین ہی مہر تابان ہے
شعاع مہر تابان تار ہے اپنے گریبان کا

مجھے بیخود کئے دیتی ہی یاد اُس بت کے کوچہ کی
پچھیڑو تذکرہ واعظ خدارا باغ رضوان کا

نرالا طور سہنے صیاد کا میرے جلانے کو
قفس مین بند کرکے ذکر چھیڑا ہی گلستان کا

ستم ہی پست ہمت دھر مین انسان کا ہونا
وہی مشکل نظر آتا ہی جو سہے کام آسان کا

نہ کیونکر ہو سکے ابروے پرخم کی فرقت مین
ہلال عید پر دھوکا خم شمشیر عریان کا

جنون مین ساتھ کوئی نکوئی پیش رہتا ہے
الم ہی جیب و دامان کا تو ماتم ہی گریبان کا

جہان بسمل کیا ہی تینے اتنا رحم فرماؤ
لگا دو ہاتھ بڑھکے اور اک شمشیر بران کا

دم رخصت لگایا عارض پرنور سینہ سے
مثال ماہ نو چمکا ہلال اپنے گریبان کا

ابھی ہوتی ہی صحت دو لب رنگین کی بوسے
ازالہ چاہتے ہو تم اگر بیمار ہجران کا

زمانہ گردشو نمین پڑ گیا ہی دیکھ لو صاحب
قیامت ہو گیا گردش مین آنا چشم فتان کا

مین کیا بولون کہ وہ باتون ہی باتو نمین بگڑ بیٹھے
مزاج یار مین عالم ہی کیا برگشتہ مژگان کا

خیال روے خندان جب دم گریہ کبھی آیا
تڑپنا برق کا دیکھا برسنا ابر باران کا

بھلا پلکون سے کیسے گریہ ہای چشم ٹھہرینگے
نہین ممکن خس و خاشاک سے بند ہونا طوفان کا

تمہاری زلف کا سودا ہی مجھکو تم بھی واقف ہو
مریجان پوچھنا کیا ہی مرے حال پریشان کا

کیا ہی آئینہ دکھلا کے دو پیکر سر محفل
لیا ہی کام آئینہ سے اُسنے تیغ عریان کا

خدارا اے شمیم آہستہ کرو آہین
نہ ٹوٹے دیکھنا زخم دل مجروح کا ٹانکا

گرتہ کا کل پیچان رخ جانان ہوگا
خندہ صبح وطن شام غریبان ہوگا

کیا بتون کا ہی طرفدار ہر انسان ہوگا
آخر اس شہر مین کوئی تو مسلمان ہوگا

دہن زخم خوشی سے مرا خندان ہوگا
دست رنگین جو کسی کا نمک افشان ہوگا

چشم بد دور لڑکپن مین غضب ڈھاتا ہی
نوجوانی مین تو وہ آفت دوران ہوگا

تم نہ ہوگے تو مین تنہا نہ رہونگا پیارے
نالۂ دل مرا ہمدم شب ہجران ہوگا

اسلیئے وان نہین جاتا کہ مجھے دیکھکے وہ
ظلم یاد اپنے کریگا تو پشیمان ہوگا

دیکھو گلگشت چمن سے مجھے رکھو معذور
زار بلبل کیطرح ہر گل خندان ہوگا

پھر بہار آئی اچھلتا ہی وہی پھر سودا
پھر وہی مشغلہ چاک گریبان ہوگا

زخم دل کے مرے بھرنے پہ اگر آئینگے
شور حسن نمکین کا نمک افشان ہوگا

کبک کیطرح جہان لوٹیگا انگارون پر
جلوہ گر بام پہ جب وہ مہ تابان ہوگا

گل کھلائیگا مری آبلہ پائی ایسی
جادۂ وحشت جنون رشک گلستان ہوگا

نامہ بر نے نہ کہا حال مرا گر اُس سے
نالۂ دل ہی مرا سلسلہ جنبان ہوگا

اس زمین مین غزل اک اور سناتا ہون شمیم
شاد سنکر جسے ہر ایک سخندان ہوگا

راز عشق اپنا کسیطرح نہ پنہان ہوگا
داغ آخر کوئی تن پر بھی نمایان ہوگا

آئینہ میرے مقابل جو مری جان ہوگا
چشم حیران کو مری دیکھکے حیران ہوگا

عشق دنیا مین ترا جسکو مری جان ہوگا
کبھی غمگین کبھی گریان کبھی نالان ہوگا

سوزش زخم جگر مین جو کمی چاہون گا
لب نمکین کا تصور نمک افشان ہوگا

کیجیے شوق سے دن رات جفائین مجھپر
حشر مین ہاتھ مرا آپ کا دامان ہوگا

زیست سے تنگ ہو نہین جانسے بیزار ہون مین
قتل کر دیجیے بڑا آپ کا احسان ہوگا

تیرگی کا شب فرقت کی مجھے غم کیا ہے
سینہ داغون سے مرا رشک چراغان ہوگا

باغ مین جاکے کبھی نالۂ بلبل جو سنا
بولے وہ یہ بھی مرا عاشق نالان ہوگا

شرط بوسے کی وہان ٹھہری ہی گالی کھانا
سخت مشکل ہے کہ یہ غیر کو آسان ہوگا

لا نہین سکتے ہین جب اُسکو یہانتک احباب
اُنسے کیا خاک مرے درد کا درمان ہوگا

نہ رہیگا کسی دین کا جو ملے گا تجھ سے
نہ مجوسی نہ برہمن نہ مسلمان ہوگا

پھر بہار آئی گلستان مین مجھے پھر ہمدم
وہی وحشت وہی سودا وہی خفقان ہوگا

یہی وحشت ہی ہماری تو تمھارے ناصح
آستین ہوگی نہ دامن نہ گریبان ہوگا

غیر جب وان سے نکالا گیا مین یہ سمجھا
میرا مطلب مری حسرت مرا ارمان ہوگا

دل کو دیدار حسینان کا ابھی ہے لپکا
بڑھتے بڑھتے یہی اکدن ستم جان ہوگا

جا ہی پہونچونگا کبھی بزم تک اُسکی مین شمیم
مہربان مجھپہ اگر یار کا دربان ہوگا

گر یونہی دورہ رہیگا گردش افلاک کا
خاک مین ملجائیگا پتلا ہماری خاک کا

جلگیا تن مین فراق آتشین رخسار سے
ہون نمونہ مین سراپا نخل آتشناک کا

منحصر اُنکی اداؤن پر ہے کار آسمان
چشم کا پھرنا ہی پھرنا گردش افلاک کا

سُرخی عارض گلابی ہوگئی سے اے نازنین
غازہ ہے گویا پسینا روے آتشناک کا

یار کا عشرتکدہ بھی لامکان سے کم نہین
وان گذارا ہی نہین ہی طائر ادراک کا

خاک ہون اور خاک مین ملجاؤنگا آخر کو مین
مجھکو ہی ملبوس کافی خاک کی پوشاک کا

خود بخود کھنچتے چلے آتے ہین کیسی مرغ جان
دام حلقہ بنگیا ہی یار کی فتراک کا

باغ سینہ مین نکیون گلہاے دل تازہ رہین
یان دیا جاتا ہی پانی خنجر سفاک کا

زیست مین تھا وصل دخت رز سے بسکہ شاد کام
بعد مردن بھی ہون جویا مین نہال تاک کا

جذبہ شوق شہادت نے یہ اندھا کر دیا
راستہ بھولا ہوا ہون کوچۂ سفاک کا

ملگجی صورت ہی اُس کی پارہ پارہ ہے تمام
ہی قبائے گل پہ تنگ اُتری ہوئی پوشاک کا

فرط مے نوشی نے جزو سبو بنایا ہی مجھے
دل نہین پہلو مین اک پتہ ہی سوکھا تاک کا

مرمٹے پر بھی نہ آیا رحم جان زار پر
سخت پتھر سے سوا دل ہی بُت سفاک کا

آنکھ بچتے ہی اُڑایا دل نگاہ ناز سے
فعل دربردہ بُرا ہی مردم چالاک کا

سرد مہری کی نہ ہوگی گرم بازاری کبھی
کیون نہ دل ٹھنڈا پڑے پھر آہ آتشناک کا

دل بھی ہی گویا ہمارا طایر قدسی صفات
ایکدم مین کھولتا ہی راز یہہ افلاک کا

مین وہ میکش ہون کہ ساقی باغمین میرے لیئے
بنگیا ہی شیشۂ مے دانہ دانہ تاک کا

تیری چشمان غزالین دیکھکر ای ترک وش
نشہ ہوتا ہے ہرن دیوانہ بیباک کا

روزن دیوار سے جب دیکھتا ہون یار کو
دل یہ کہتا ہی ابھی موقع نہین ہی تاک کا

باغبان کیون آشیانے نوچنے کی فکر ہے
مرتبہ کیا آنکھ مین ہوگا خس و خاشاک کا

ای شمیم زار جب پیرو نون عالم ہین فدا
کیون نہ دیوانہ ہون دلسے شاہ لولاک کا

پیدا جو رگ جان سے ہوا خار ستم کا
گریہ سے عجب جوش بڑھا کشت الم کا

ہو سبز ابھی نخل امید دل مضطر
چھینٹا کوئی پڑ جائے اگر ابر کرم کا

اندیشے مین آیا نہ کبھی وہ مہ تابان
بھولے سے بھی اکدن نہ نصیبا مراچم کا

اے حور نکیون چاہنے والون کو خوشی ہو
کوچہ مین ترے نقشہ ہے گلزار ارم کا

انکار نے کچھ ایسا ہی گھیر لے مجھے آکر
پتلا ہون سراپا مین غم رنج والم کا

جب سے تجھے انوار تجلی کو ہے دیکھا
منھ زرد نظر آتا ہی اب شمع حرم کا

ہر کام اگر آج ہی ہو جائے تو اچھا
اکدم کا بھروسہ بھی نہین سینہ مین دم کا

صیاد نے لگایا ہی پے چشم بصیرت
آئینہ سر راہ حدوث اور قدم کا

ہی جام سفالی مین نہان جلوہ یکرنگ
مشتاق نہین کوئی یہان ساغر جم کا

تو وہ ہے کہ دریوزہ گردان کیطرح ہردم
مجمع ہے ترے باب پہ ارباب کرم کا

فرقت کی بلا ہجر کی شب درد کی آہین
ایک بوجھ رہا دلپہ مرے رنج و الم کا

اس گل کا میسر نہ ہوا وصل شمیم آہ
سینے مین کھٹکتا ہی رہا خار ستم کا

نخل فریاد نے لانا جو ثمر چھوڑ دیا ؛
کیا مرے جذبۂ دل نے بھی اثر چھوڑ دیا

تیری دزدیدہ نگاہی کے مین قربان ظالم
زخم دل ٹانک دیا زخم جگر چھوڑ دیا

خاک مین حسرت و ارمان ملا ے ہمنے
اک نشان اپنا سر راہگذر چھوڑ دیا

دل گیا سینے سے حسرت رہی دل کی باقی
لو مسافر تو گیا زاد سفر چھوڑ دیا

جاکے اب پھر جو نہ آنیکی سنائی سے گل
کیا شگوفہ یہ نیا وقت سحر چھوڑ دیا

زلف پیچان ہے یہ وحشت ہوئی آخر دل کو
آج گھبرا کے یہ اندھیر نگر چھوڑ دیا

ہاے صیاد جفا پیشہ نے فصل گل مین
توڑ کر میرا ہر ایک بازو پر چھوڑ دیا

کیا شکایت ہو مرے دست ہوس کی ایجان
خیر گذری کہ تمہین وقت سحر چھوڑ دیا

مرغ دل لوٹ گیا زخم محبت پہ شمیم
اُسنے بیساختہ جب تیر نظر چھوڑ دیا

خطرہ تھا جو وصل مین سحر کا
ہر وقت خیال تھا گجر کا

ہم خانہ بدوش کیا بتائین
باقی نہین کچھ نشان گھر کا

جز ذکر حبیب میرے آگے
قصّہ نہ کہو اِدھر اُدھر کا

اے حضرت دل ابھی ہو آئے
پھر عزم ہو آپ کا کدھر کا

کیا جائینگے وہ رقیب کے گھر
کیون درد زیادہ ہے جگر کا

اسطرح ہمارے دل مین آؤ
دیکھے نہ کوئی اِدھر اُدھر کا

کرتا ہے بس اک اشارہ مین قتل
انداز تو دیکھو فتنہ گر کا

افشا ہو راز عاشقی کا
رونا ہے مجھے تو چشم تر کا

پھر ہم کہان تم کہان مری جان
وقفہ ہے فقط یہ دوپہر کا

پھر دل مین شمیم کے اُٹھی ٹیس
پھر درد زیادہ ہے جگر کا

اچھا نہین ہے دیکھ ستانا غریب کا
صیاد کھولدے تو قفس عندلیب کا

مین کیون جلون جو غیر ہے شادان وصال سے
ہر ایک کو پہونچتا ہے حصہ نصیب کا

بیمار عشق کیلیے تشخیص کی دوا
کچھ چاہیے علاج دماغ طبیب کا

آئیگا چین پھر نہ تمہین بھی مری طرح
گر نالہ سن لیا کسی بیکس غریب کا

تیری تلاش مین نہین رہتا ہی ہمکو ہلے
باقی کچھ امتیاز بعید و قریب کا

عاشق ہون رخ کا مین تو عدو زلف یار کا
ظلمت مین گھر گیا ہے ستارہ رقیب کا

اکدن یہ ہے کہ خانۂ صیاد ہے قفس
اکدن ستارہ اوج پہ تھا عندلیب کا

ابتو یہ مشغلہ ہے شب و روز کا شمیم
شکوہ سے ہے چرخ کا تو گلہ ہی نصیب کا

تمسے تو مریض ایک بھی اچھا نہین ہوتا
زندہ مریجان نام مسیحا نہین ہوتا

دنیا مین کسیکا کوئی اصلا نہین ہوتا
سمجھو جسے اپنا وہی اپنا نہین ہوتا

سایہ بھی نہین ہی شب فرقت مین تمہارا
سچ ہی کوئی دنیا مین کسیکا نہین ہوتا

صدقے مین ترے خنجر بیداد کے ظالم
وہ زخم لگایا ہی کہ اچھا نہین ہوتا

دنیا مین حسین اور بھی ہین اوبت کافر
پتھر کا کلیجہ تو کسیکا نہین ہوتا

مدہوش ہین جو جلوۂ جانان سے ہمیشہ
کچھ دہیان انھین سود و زیان کا نہین ہوتا

جسنے کہ شمیم عشق کا لوٹا ہے مزا کچھ
وہ حضرت عیسی سے بھی اچھا نہین ہوتا

پھر کسیکا مجھے گھر یاد آیا
پھر یہ دل بر سر فریاد آیا

بے کسی اپنی وہ دل کا کھونا
اونپہ کی جبکہ نظر یاد آیا

پہرون رویا مین شب فرقت مین
کھٹکھٹانا ترا در یاد آیا

ٹال جاتے ہین وہ وعدہ میرا
بھولے بھٹکے بھی اگر یاد آیا

بارے عدم مین انکھین خیر سے کل
تیغ کھینچی تو یہ سر یاد آیا

شور سا دلمین اُٹھا بیٹھہ گیا
کون ہنگام سفر یاد آیا

کیون نہ قاتل ہین قدم لون تیرے
آج مدت مین یہ سر یاد آیا

سوز دل کیلیے تھی فکر دوا
ناگہان درد جگر یاد آیا

دن سیہ ہو گیا نظر دن مین تسنیم
آج مجھکو وہ قمر یاد آیا

کل شب ہجر مین یہ جی سے گذر جائیگا
اے مرے درد جگر کل تو کدھر جائیگا

حُسن ہی حُسن ترے گیسو کی برہم زدگی
یہ بکھر جائے گا تو اور سنور جائیگا

باتون باتون مین نہ کاٹو شب خلوت دیکھو
بات رہجائیگی اور وقت گذر جائیگا

دھوئینگے فرد گنہ حشر مین سارے زاہد
تیسرا نجو ارجو با دامن تر جائیگا

صدف چشم کا اُسکی نگر و کچھ مذکور
صاف دامن پہ دُر اشک بکھر جائیگا

دل ہے بھٹکا ہوا اُس بُت کی رہ الفت مین
یہ مسافر نہین معلوم کدھر جائیگا

زخم دل پر نمک خندہ چھڑکتے جاؤ
آپ کی اک نگہ لطف سے بھر جائیگا

دل جگر دونون رہ عشق مین ساعی ہین تسنیم
پہلے اب دیکھنا ہے کون گذر جائیگا

فراق یار مین باقی نرکھیگا نشان گھر کا
کڑکنا برق نالہ کا برسنا دیدۂ تر کا

مرا قلب سیہ ہی انعکاس نور سے روشن
بنایا کرتے ہین یہ جو روش آئینہ پتھر کا

یہ جنس عشق کا سد ہو گئی سوق محبت مین
نہین چلتا بتون کے سامنے درہم مقدر کا

گری برق تجلی دل پہ اور پتھرا گئین آنکھین
نقاب عارض جانان ہوا جب ذرا سرکا

غبارہ خاطر آئینہ رویان مرکے دل ہوگا
بنے گا جوہر سیماب اپنی خاک مضطر کا

طلوع نیر رخشان ہی میری چشم حیران مین
تماشائی ہو نمین اک یوسف آئینہ پیکر کا

تمکن زاویہ مین قدس کے جب تو نے پایا
ہوا تب قائمہ جا کر بلند اس عرش برتر کا

مجھے جام کرم سے چاہیئے ساقی کا اک قطرہ
مبارک جام ہو زاہد تجھے تسنیم و کوثر کا

مجھے صحت ہے خوب اسکی کہ صحت ہی فضول اسکی
نہیں بیمار جو چشمان بیمار پیمبر کا

ہوئے خاک یثرب میں ہوا ہوں ایسا کاہیدہ
بر رنگ کاہ اڑ جاتا ہی ممکن جسم لاغر کا

کچھ ایسا یاد دلکو لطف خار دشت یثرب ہے
کہ بھولے سے خیال آتا نہیں پھولونکے بستر کا

قرار چار عنصر میں مدار ہفت کوکب ہے
یہ رتبہ ہے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ کا

شمیم خستہ جان کو پاس اپنے اب بلا لیجئے
نہیں اے غیرت عیسیٰ بھروسا دم کا دم بھر کا

حال دل نوع دگر دیکھ لیا
اسنے جب ایک نظر دیکھ لیا

عشق کرنے کا ثمر دیکھ لیا
چارہ گر زخم جگر دیکھ لیا

اسکا جانا تھا قیامت آنا
حشر کو وقت سحر دیکھ لیا

عشق گیسو نہیں شامت آئی
آج اندھیر نگر دیکھ لیا

قتل صدہا کو کیا ظالم نے
ترچھی نظروں سے جدھر دیکھ لیا

عشق میں ابروے خم گشتہ کے
ٹکڑے دل لخت جگر دیکھ لیا

تو بہت چھپتا تھا لیکن ہمنے
خواب میں رشک قمر دیکھ لیا

یاد رہیں وہ ہمیں ہر وقت شمیم
ہمنے یہ آٹھ پہر دیکھ لیا

وار ہو اور ایک خنجر کا
حوصلہ نکلے قلب مضطر کا

لطف ساون کا روز آتا ہی
پوچھنا کیا ہے دیدۂ تر کا

شعلہ حسن دیکھ لے جو ترا
پانی جل جائے سب سمندر کا

بعد مردن بھی میں نہ بھولونگا
بانکپن یار تیرے خنجر کا

لیگیا مفت خاک کو میری
تیرے کوچہ سے جھونکا صرصر کا

چھوڑ دیتے ہین حضرت ناصح ‏— جھگڑا روز ایک محشر کا

میرے گھر پردے آئے مدت مین ‏— بخت چمکا مرے مقدر کا

خوف محشر ہو کیا شمیم مجھے
اُمتی ہون جناب سرور کا

لیلیا بوسہ رُخِ گلفام کا ‏— دل بھی ہے ہشیار اپنے کام کا

میکدہ ہو بتکدہ ہو یا حرم ‏— معتقد ہون مین تمہارے نام کا

دل کو لیلو چیر کر پہلو سے یہ ‏— میرے مطلب کا نہ تیرے کام کا

ہون وہ صید ناتوان صیاد کو ‏— ہر رگ جان پر گمان ہے دام کا

دین و ملت سے نہین مطلب مجھے ‏— مین تو عاشق ہون تمہارے نام کا

عیش کیسا بزم مین اُسکی مجھے ‏— شائبہ ملتا نہین مین آرام کا

بیقراری مین جو دل تڑپا مرا ‏— چھو لیا چھجہ تمہارے بام کا

خیر ہو میخانہ کی بھر دے مجھے ‏— منتظر ہون ساقیا اک جام کا

میکشو زاہد نے میرے سامنے ‏— دھبہ دھویا جامۂ احرام کا

دل لیا کاکل نے رُخ پر ہالہ کر ‏— مین تو کافر ہو گیا اسلام کا

سر نہ ٹوٹے محتسب تیرا کہین ‏— توڑنا اچھا نہین ہے جام کا

وصل کا سامان مہیا کرتا ہون ۞
ہے شمیم اُنسے جو وعدہ شام کا

حُسن کے آتے ہی یہ بڑھ گیا جوبن اُنکا ‏— شعلۂ طور ہوا ہے رُخِ روشن اُنکا

بوسۂ پائے حنائی نہ ہوا مجھکو نصیب ‏— دو قدم آگے صبا سے رہا توسن اُنکا

لاکھ روکا کرین اُنسے نہ رُکیگا ہرگز ‏— اُنکے قبضہ سے ہے نکلا ہوا جوبن اُنکا

سیکڑون ہو گئے گلچین جمال عارض ‏— پھٹ پڑا موسم گل کیطرح جوبن اُنکا

واہ کیا نور کے سانچے مین ڈھلے ہین اعضا / بقعۂ نور ہے نکھرا ہوا جوبن اُن کا

بزم ہستی کی نئی رنگ سے ہے آرائش / کیون نہ پس پردہ ہو اُبھرا ہوا جوبن اُنکا

زیب و زینت کا ہوا شوق زیادہ اُنکو / آئینہ دیکھے سے دونا ہوا جوبن اُنکا

غیر اپنے ہوئے جاتے ہین تماشا کیا ہے / غیر کو دوست سمجھتے ہین لڑکپن اُنکا

وہ نظر مین ہین نظر مین نہین آتے لیکن / جوہر اصل ہے نور رُخ روشن اُنکا

دل مین آئے وہ کبھی چشم مین آکر ٹھہرے / ایک جا پر نہین ہے کہین مسکن اُنکا

کیون نہ بیچین ہون وہ میری طرح رہ رہکر / رخصت ہوتا ہے جوانی سے لڑکپن اُنکا

نام ہر پردہ مین ہے ورد زبان شام و سحر / عاشق زار ہے ہر شیخ و برہمن اُنکا

کشش جذبۂ دل بہر خدا کھینچ بھی لا / چھوٹا جاتا ہے مرے ہاتھ سے دامن اُنکا

طور پر چل تو سہی اے دل نالان اُٹھ تو / ہم بھی کر لینگے کسی طور سے درشن اُنکا

شعلہ حسن سے آتا ہے نظر صاف مجھے / ہائے نکھرا ہوا جوبن پس چلمن اُنکا

دل نکل آیا مرا توڑ کے تختہ باہر / ایک آفت ہوا آنا سر مدفن اُنکا

صاف چھن چھنکے نکلتی ہین شعاعین اُس سے / کہین پردہ سے چھپیگا رخ روشن اُنکا

داد عشرت کی جو دیتے ہین تری محفلمین / ساقی اُن کا ہے مئے و ساغر و گلشن اُنکا

کسکو وہ ہائے شمیم آئے ہین بسمل کر کے
خون آلودہ ہے تلوار بھی دامن اُنکا

وعدہ ہے کل کا ضرور آئیگا / اب نہ اے جان بدلجائیگا

قتل کر کے ہمین کیا پائیگا / ہم کہے دیتے ہین پچھتائیگا

جا کے اب آپ ضرور آئینگے / ایسا فقرہ تو نہ بتلائیگا

ہم کرین ترک محبت ناصح / یہ کسی اور کو سمجھائیگا

درد اُٹھ اُٹھ کے ابھی بیٹھا ہے / آپ پہلو سے نہ اُٹھ جائیگا

رنگ یہ اپنا جما اک شب مین
کہتے ہین وہ کبھی پھر آئیگا

بیٹھیے بیٹھئے جلدی کیا ہی
سچ ہے پھر آپ ضرور آئیگا

آپکو وصل مین تکرار سے بحث
آپ تو چپکے سے سو جائیگا

داغ فرقت کو مرے سینہ مین
مثل خورشید کے چمکائیگا

بولے وہ دیکھ کے لاغر مجھکو
رنگ کیطرح سے اوڑ جائیگا

بات سلجھی مین کہون گا لیکن
مثل کاکل نہ او لجھ جائیگا

اک ذرا اور ٹھہرئے لیکن
مین نے مانا کہ ابھی جائیگا

غم فرقت کوئی کبتک جھیلے
آپ کچھ غور بھی فرمائیگا

دور سے جلوہ دکھا کے مجھکو
برق کیطرح سے تڑپائیگا

کہکے رخصت ہوئی تن سے جان
دل کو اب اور سے بہلائیگا

بولے وہ غیظ سے دیکھا جو مجھے
چھادنی بزم مین کیا چھائیگا

بوسہ لیلو گا جو رخ کا صاحب
پھول کیطرح سے کمھلائیگا

پیاری صورت ہی عدو آئینہ ہین
وہ دیکھئے دیکھئے لڑ جائیگا

جلوہ یار کو اے حضرت دل
دیکھ کے اور مچل جائیگا

کیا کہے درد دل زار شمیم
آپ سنیئے گا تو گھبرائیگا

رات بھر آپ کی تکرار نے سونے ندیا
پھر یہ کہتے ہو ترے پیار نے سونے ندیا

خار خار غم فرقت سے رہا مین مضطر
شب ترے پھول سے رخسار نے سونے ندیا

شوق سے وا رہین آنکھیں مری برسون شب بھر
کیا کہون حسرت دیدار نے سونے ندیا

مجھکو بے چین رکھا درد سے نالہ کرکے
رات مرغ دل بیمار نے سونے ندیا

پاس موے وہ رہے رخ کو چھپائے شب بھر
حسرت بوسہ رخسار نے سونے ندیا

مشق فرقت مین رہی شام سے لیکر تا صبح
نالۂ و آہ دل نے زار سے سونے ندیا

ہاتھا پائی مین شب وصل ہوئی ختم شمیم
ایک سب پاس مجھے یار نے سونے ندیا

اگر دور مجھسے خود آرا نہ ہوتا
مجھے اپنی قسمت کا رونا نہ ہوتا

جوانی نے پردے مین رکھا نہ آخر
ترا حسن کبتک ہویدا نہ ہوتا

اگر رنگ لاتا نہ قبر مین ایدل
مسیحا ہمارا مسیحا نہ ہوتا

ترا حسن گر قتل کرتا نہ سب کو
یہ صورت یہ عالم یہ نقشا نہ ہوتا

شمیم آہ گر یار آتا مرے گھر
مرے دلمین خون تمنا نہ ہوتا

کیا کہون حال ہجر کی شب کا
لب پہ جاری تھا شور یارب کا

کسنے چوسا ہے رات کو سچ کہہ
رنگ پھیکا ہے مسی لب کا

مئے وحدت سے مست ہے ہر دم
پوچھنا کیا ہے رند مشرب کا

دیکھکر اون کی تیغ کا جلوہ
دل بھی سینہ مین میرے اوبکا

پست ہوتا ہے اسکی محفل مین
حوصلہ میرے سامنے سب کا

اور کچھ بھی نہین سوال مرا
بوسہ ملجائے پھول سے لب کا

پوچھتے کیا ہو حال عاشق کا
جان بلب ہوچکا ہے وہ کب کا

پنکھڑی ہے گلاب کی بالکل
وصف کیا ہو نزاکت لب کا

شب فرقت بلائے جان تھی شمیم
لب پہ جاری تھا شور یارب کا

نہ تختہ باقی رہا زمین کا نہ کچھ نشان چرخ ہفتمین کا
برا ہو اس آہ آتشین کا رکھا نہ اس نے مجھے کہین کا

وصال کی شب وہ ہائے شانوںپہ کھلنا گیسوئے عنبرین کا
وہ دمبدم منتین کسیکی وہ شور کرنا نہین نہین کا
جمال پر اپنے ناز یہ ہے کہ نام سنتے ہی حور عین کا
بگڑ کے محفل سے اُٹھ گئے وہ کبھی جو ذکر آگیا کہین کا
حیا سے آنکھین جھکی ہوئی ہین تمام بکھرے ہوے ہین گیسو
ذرا تو آئینہ لیکے دیکھو عرق خجالت بھری جبین کا
یہ چشم وحشی ہے یا ہے آہو یہ گال ہین یا گلاب تازہ
یہ ساعدین ہین کہ آئینہ ہی یہ رُخ ہے یا چاند چودہوین کا
وفور عشق بت ستمگر بلائے ہوش و حواس نکلا
نہ فکر مذہب نہ پاس ملت رہا نہ کچھ بھی خیال دین کا
جگر مین بھڑکی ہوئی ہے آتش ہمارا دل بھُن رہا ہی کیا کیا
کیا تھا دیدار آہ اک دن کسی کے رخسار آتشین کا
مری بغلین ہے وصل کی شب مگر نظر مین کجی ہے ابتک
نگاہِ اُلفت سے تیری ظالم عیان ہے نقشہ عتاب وکین کا
تمام گھر ہو گیا معطر دماغ مین تازگی ہے یکسر
شمیم زلف نگار ہے یہ کہ نافہ ہے یا یہ مشک چین کا
ابھی تو باد صبا نہ لیجا ہماری خاک اُس کے آستان سے
یہ آخری ایک آرزو ہے کہ بوسہ لون پائے نازنین کا
یہی تمنا ہے دلمین میرے کہ ہون مین ہاتھون سے اُسکے کُشتہ
مگر وہ کیا تیغ کو سنبھالے گران ہو جب بوجھ آستین کا
شمیم الفت بری بلا ہے قیامت ہی عشق کا بھی کرنا
خدا نہ عاشق کرے کسیکو کسی حسین کا کسی حسین کا

جلوۂ رخسار جانان برق جولان ہی رہا
دید کا اسکی ہمارے دلمین ارمان ہی رہا

چاک چاک ہر پردۂ دل مثل کتان ہی رہا
دل مرا وقف جمال ماہ رویان ہی رہا

اک نہ اک بت کا اسیر زلف پیچان ہی رہا
کعبۂ دل مین ہمیشہ کافرستان ہی رہا

انقلاب دہر سے آرام کیا ہوتا ہمین
چرخ زن سر پہ ہمارے چرخ گردان ہی رہا

جب بڑی حد سے پریشانی ہوئی راحت نصیب
مین پریشان ہی نہ تھا پھر بھی پریشان ہی رہا

بہر و عشاق اُسکے وصل سے ہوتے رہے
دہ پری طلعت ہوا اور پھر بھی انسان ہی رہا

ڈالکر باہین گلے مین اُنکا سونا یاد ہے
مین ہمیشہ شائق فصل زمستان ہی رہا

خنجر ہجر پہ پردیان گل رخسار سے
چاک سینہ ہی رہا اور زخم خندان ہی رہا

مین خیال مستی مخمور چشم یار سے
ہم جلیس محفل بادہ پرستان ہی رہا

ذوق کے مانند کیا دین ڈھونڈھتے ہو اے نعیم
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

دل مین خیال عشق صنم ہو کے رہگیا
مین برہمن خدا کی قسم ہو کے رہگیا

کی اُسنے جب دفا تو ستم اپنے پر کیا
لو انگبین مہر بھی سم ہو کے رہگیا

صد شکر نالہ دل وحشی بڑھا نہین
ہنگامہ اک نیا شب غم ہو کے رہگیا

مجھکو نہ آیا لطف تڑپنے کا اک ذرا
اُٹھا جو درد سینے مین کم ہو کے رہگیا

دھبا نہ رہتا رخ پہ جو ہو جاتا پائمال
نقش ہلال زیر قدم ہو کے رہگیا

وہ آئے شاد کام ہوئے ہم بھلا لیے
دونون کا آج بخت بہم ہو کے رہگیا

شرما گئی تڑپ کے یہ شمشیر چشم یار
کو چہ بہار باغ ارم ہو کے رہگیا

شمشیر ناز یار نے چور نگ دل کیا
پھولا پھلا یہ نخل قلم ہو کے رہگیا

اللہ رے پائے بوسی شاہ رسل کا شوق
پتھر پہ بھی نشان قدم ہو کے رہگیا

اُٹھے تو اُٹھ کے بیٹھ گئے میکدہ مین پھر
دل مین خیال قصد حرم ہو کے رہگیا

آیا شمیم ابرو کا اسکی خیال سر
محراب خانقاہ مین خم ہوکے رہگیا

مستی عشق سے کافر نے سنبھلنے نہ دیا
کوئی ارمان مرے دل کا نکلنے نہ دیا

شمع سان دل تو جلا تن مین نہ کچھ آگ لگی
سوزش عشق نے فرقت مین پگھلنے نہ دیا

عطر لوگون نے لگائے سر محفل مجھکو
دست افسوس بھی عیار نے ملنے نہ دیا

غم الفت سے یہ الفت رہی مجھکو ہمدم
پرورش دل مین کیا دل سے نکلنے نہ دیا

عشق وہ سنگ ستم ہی سر راہ الفت
جو گرا ٹھوکرین کھا کر تو سنبھلنے نہ دیا

شوق وصل بت خود کام نے خط مین آخر
کوئی فقرہ کوئی مضمون بدلنے نہ دیا

پاسبان در رہا ہجر مین ہمدم نالہ
حسرتون کو میرے سینہ سے نکلنے نہ دیا

ناتوانی یہ بڑھی ہجر بتان مین آخر
ضعف نے رنگ رخ زرد بدلنے نہ دیا

شوق تو سلسلہ جنبان تھا بہت ہی لیکن
روک رکھا دل ناداں کو مچلنے نہ دیا

طالع خفتہ نے افسوس شمیم افگار
اس بلائے شب ہجران کو بھی ٹلنے نہ دیا

چمکا ہے جمال اور بت ماہ لقا کا
چہرے پہ لہو آگیا خون شہدا کا

آتی ہی مگر کوچہ گیسوے بتان سے
انداز ہی مستانہ عجب باد صبا کا

شوخی کی کٹارین ہین لگاوٹ کی ہین تیغین
انداز نرالا ہی تری شرم و حیا کا

تم پردہ ذرا عارض انور سے ہٹا دو
اب دیکھنا باقی ہی ہمین صنع خدا کا

مین خاک ہوا خاک بھی سیماب کے مانند
کیا خوب یہ انجام ہوا کرب و بلا کا

اک حشر ہے بزم بت خود کام مین برپا
دامان قیامت کا ہی دامان حنا کا

ای شیخ کرو اور کہین خلد کی تعریف
یان دلمین گذرا ہی نہین کبر و ریا کا

اہی دوست ہوس خوب نہین وصل مین تیری
عقدہ نہ کھلیگا گرہ بند قبا کا

رشتہ جو ملا یا رگِ دل سے لئے مقتل
منہ سُرخ ہوا یار کی شمشیر جفا کا

جز شربتِ وصل اور مداوا ہی نہیں ہے
لینا نہ مرے سامنے تم نام دوا کا

ای ناوک مژگان نہ بچے سینہ میں دل
دیکھا جسے دیکھا جسے تاکا اُسی تاکا

اللہ رے یہ نور تجلی کی ضیا میں
آئینہ بنا ہی ترے نقشِ کفِ پا کا

گو فکر شمیم اُسنے بہت اپنی رسا کی
خاکہ نہ اوڑا مانی سے اس بانکی ادا کا

آج جلاد نے کیا وار لپٹ کر مارا
آفریں لب سے کہا ہاتھ سے خنجر مارا

خنجرِ ناز کا جب وار کیا قاتل نے
دل جگر دونوں کو سینے میں برابر مارا

مرغ سیماب تھا چرکوں سے دلِ زار اپنا
برق بن بنکے جو جلاد نے خنجر مارا

نہ ہوا پر نہ ہوا ساغرِ عشرت خالی
گو مرے سر پہ بہت چرخ نے چکر مارا

آہ اُس آتشیں رُخ نے مرے خط کو جب
پرزے پرزے کیا اور اُسپہ جلا کر مارا

نامہ وصل پہ وہ تیز ہوئے کچھ ایسے
نامہ بر قتل کیا جان سے کبوتر مارا

غمزۂ ناز و ادا کا یہ رہا ہم پہ اللہ
نہ ہٹا معرکہ سے دل نے جو لنگر مارا

دوست دشمن ہوا اللہ کی یہ قدرت ہے
پردے پردے میں مجھے نام بدکر مارا

منزلِ عشق میں ہارا تو رہا منزل میں
تونے میدان یہ اب ای دل مضطر مارا

خنجرِ غم نے دلِ زار کیا ہی چورنگ
آج اپنے کو سر معرکہ جیتکر مارا

جان جوکھوں تھا بہت عشق بتاں ہائے شمیم
آخر اس معرکہ کو دل ہی نے مر کر مارا

خواہاں نہیں ہے کوئی دلِ دردمند کا
میری پسند کا نہ تمہاری پسند کا

اب اُنکے گیسوؤں نے بھی ان بن کی ٹھان لی
اللہ رے دماغ دلِ مستمند کا

کیا بات ہی تقدس حضرت کی شیخ واہ
کیا پوچھنا نصیحت ناسودمند کا

گذرے کبھی وہ شاہ سوار سمند ناز ہون گرد راہ مرکب مشکین پرند کا

نالون کا ہمجلیس ہے آہون کا ہم طریق عالم عجیب کچھ ہے دل دردمند کا

ہر مرغ دل اسیر ہی زلفون کے پیچ مین اللہ کیا عروج ہے ان کی کمند کا

اس شعلہ رو کے ہجر مین یکسان ہوا ہی شمیم
دل کا تڑپنا یا کہ چٹکنا سپند کا

نہوگا ابتو کسی سے کبھی فیصلہ دل کا کہ دن بدن ہی فزون ورلولہ دل کا

ہی زور شور یہ ہر ایک آبلہ دل کا بگاڑ دے نہ کہین یہ معاملہ دل کا

رہا جو وصل حسینان کا میان ہر لحظہ مجھے کہین کا نرکھیگا ولولہ دل کا

نگاہ لطف سے اکبار دیکھ لو اُسکو ابھی تو ہوتا ہی ایجان فیصلہ دل کا

کبھی مسلتے ہو کرتے ہو پائمال کبھی کہین تو آٹھ پہر ہی یہ مشغلہ دل کا

طلب ہی دونون کو دونونکی پردہ پوش مین ہی دلکو اُنسے شکایت انھین گلہ دل کا

ادہر نگاہ ادھر زلف دونون خواہان ہین پڑا ہی جھگڑے مین کیسا معاملہ دل کا

تمھاری کاکل مشکین نے کیا غضب ڈھایا بھٹک رہا ہی دور اہی مین قافلہ دل کا

ہوا ہی آج یہ محبوس دفتر کا گل ہ بہت دنون مین ہوا جاکے داخلہ دل کا

ہنوز حسن کا اک بت کے ہی نظارہ کنان ابھی تو لائیگا رنگ اور ولولہ دل کا

کبھی ہی آہ کبھی نالہ ہی کبھی فریاد انھین سے رہتا ہی ہر دم مقابلہ دل کا

اوداس کیون ہو شمیم اسقدر نگھبراؤ
ملیگا دلسے ضرور آج کچھ صلہ دل کا

عیان جہان مین سب پر تو جور ہمسے ہوا ترے جمال کا ایجان ظہور ہمسے ہوا

ستم کیا جو کسی سنگدل سے الفت کی ہمارا شیفتہ دل چور چور ہمسے ہوا

لیا جو بوسۂ عارض تو کیون بگڑتے ہو خطا معاف کرو بس قصور ہمسے ہوا

کہانکی بند ہو خاموش یا بھی ہو آنا صحیح
کہ ترک مے کو کہین یہ ضرور ہمسے ہوا

شمیم ہم ایسے بت سنگدل ستمگر کو
دیا ہے دلکو بڑا یہ قصور ہمسے ہوا

کیا نہین معلوم کیون ساغر گلابی ہوگیا
تیرے لب کے روبرو اگر گلابی ہوگیا

آج جو مجھ ناتوان کی فصد لی فصاد نے
خون کا قطرہ نہ تھا نشتر گلابی ہوگیا

شکوہ غیر سیہ روپر ہوے ایسے خفا
مارے غصہ کے رُخِ انور گلابی ہوگیا

عارض رنگین کو تیرے دیکھکر ایماہ رو
چرخ پر رنگ شفق گسترگلابی ہوگیا

دور مے کا جب چلا ہے اسکی محفلین شمیم
عکس عارض کا پڑا ساغر گلابی ہوگیا

رنگ پان سے سرخ جب اُنکا دہن ہوجائیگا
گوہر دندان بہ از لعل یمن ہوجائیگا

کیا غضب کرتے ہو گیسو کو نچھوڑو رخپہ تم
سارے عالم مین ابھی سورج گہن ہوجائیگا

سب اکڑنا بھول جاوگے جوانی ہی ابھی
قد جھکیگا جب تو سیدھا بانکپن ہوجائیگا

ہون فدا اک ماہ وش پر ہی یقین مثل کتان
ٹکڑے ٹکڑے قبر مین میرا کفن ہوجائیگا

نا امید آیا اگر قاصد وہانسے اے شمیم
خانۂ دل یاس و حرمان کا وطن ہوجائیگا

کبھی اُجڑا مکان آباد کرنا
ہمارے دل کو آکر شاد کرنا

وہ خود بھی دیکھ لین آکر تماشا
ذرا تا خیر اے جلاد کرنا

تجھے آتا ہی کیا اور اے ستمگر
جلانا مارنا برباد کرنا

بہت فرقت مین ہی بیتاب بلبل
قفس مین پاس کچھ صیاد کرنا

تری فرقت مین کیا ہی اور اے بُت
تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا

ہوئی ہی ہچکیو نسے جان عاری
نہ للہ تم مجھے اب یاد کرنا

یہی ہے شغل فرقت کا شمیم اب
کبھی نالہ کبھی فریاد کرنا

ہوا ہے جوش پر جوبن کسیکا
نہ کیونکر چاک ہو دامن کسیکا

نگاہِ ناز نے بانکی ادا نے
دو بالا کر دیا جوبن کسیکا

برا ہوا اِس دل پُر آرزو کا
ہوا عارض گل سوسن کسیکا

بڑھایا سوز دل اُنکی ہنسی نے
جلایا برق نے خرمن کسیکا

نہین اندیشہ تاریکی گور
دل پُر داغ ہی روشن کسیکا

ہزارون ہو گئے ہین چاک دامن
ستم ہے واقعی جوبن کسیکا

دل اپنا کر کے اظہار محبت
بنا ہے مفت مین دشمن کسیکا

یہی کہتے ہین ابرو کے اشارے
بھریگا خون مین دامن کسیکا

سمجھکر میری قبر اُسنے مٹایا
جہان دیکھا کوئی مدفن کسیکا

شمیم آئی ہے کیا اُس زلف کی بو
معطر کیون ہے گھر آنگن کسی کا

تر اشکون سے ہی آج دامن کسیکا
سر رہ جو دیکھا ہی مدفن کسیکا

ترا نقش پا آفتین ڈھا رہا ہے
کسی کا ہی رہبر تو رہزن کسیکا

گیا وان مین دشمن کے نقش قدم پر
بنا رہنما آج رہزن کسیکا

اب ارمان نکلین کے ایدل ہمارے
مرادون پہ آیا ہے جوبن کسیکا

مجھے دیکھکر اپنے کوچہ مین بولے
یہان ہم بنائین گے مدفن کسیکا

ہزار اُسپہ کیجئے فدا دین و ایمان
نہ ہوگا وہ طفل برہمن کسیکا

حیا کا ہی گھونگھٹ ابھی شوخیون پر
دولھن بنکے آیا ہی جوبن کسیکا

نہین کرنے دیتا ہے عرض تمنا
ہے دشمن ہمارا لڑکپن کسیکا

دعا ہی یہ اپنی کہ روز قیامت
ہمارا ہو ہاتھ اور دامن کسیکا

اُٹھین آئینگی غوشیان آتے آتے
عروس نو آمد ہے جوبن کسیکا

نظر حور پر تم نہ ڈالوگے واعظ
اگر دیکھ پاؤگے جوبن کسیکا

ستاؤ نہ اتنا شمیم حزین کو
نہ لو صبر اے مشفق من کسیکا

مثل آئینہ دل عاشق مصفا ہوگیا
مشق کی یان تک کے روئے یار پیدا ہوگیا

اُن کے ہاتھون آج یون خون تمنا ہوگیا
قتل کو آئے تو دلمین رحم پیدا ہوگیا

واقعی تمکو شب وعدہ نہ آنا تھا یہان
پانوئین مہندی لگانیکا بہانا ہوگیا

سنتو لیسے ہای وہ کہنا کسیکا وصل مین
ابتو جانے دو ہمین دیکھو اُجالا ہوگیا

دنکو راحت ہے نہ شبکو نیند آک آفتین ہون
دشمن جان دوستو عشق اُس پریکا ہوگیا

بعد مردن آئے ہین غیر ونکو لیکر نعش پر
جان عاشق گئی اُن کا تماشا ہوگیا

تیغ قاتل چل گئی لطف شہادت آگیا
فیصلہ مدت مین تن کا اور سر کا ہوگیا

تم سے کیے جاؤ یہ ای ناصح بتو نسے پھر چکا
ہوگیا ابتو دل دیوانہ جسکا ہوگیا

حسرتین دل کی مری نکلین وہ آئے خیر سے
آج واعرصہ مین آغوش تمنا ہوگیا

کیا کہون حالت شمیم خستۂ دلریش کی
ہائے گھل گھلکر غم فرقت مین آدھا ہوگیا

جل کے خاکستر کا تو دہ میرا تن من ہوگیا
غیر کے ساتھ اُنکا آنا برق خرمن ہوگیا

دل بھی کہتا ہی اُٹھین کی سی یہ کیا اندھیر ہے
دوستی کا جسپہ دعوی تھا وہ دشمن ہوگیا

جمع اُسکے در پہ رہتی ہے خلائق رات دن
اک تماشا عاشق بیدل کا شیون ہوگیا

آرزوے دید دل ہی مین رہی اپنے سدا
تار نظارہ ہمارا وقف چلمن ہوگیا

راتدن پڑھتا ہے کلمہ اُس بت بدکیش کا
شیخ کو کیا ہو گیا یہ بھی برہمن ہو گیا

پھر بہار آئی ہوا پھر جوش وحشت کا فزون
تار تارا پنا گریبان تا بہ دامن ہو گیا

بلبلون کیطرح وان عشاق کا مجمع ہوا
جلوہ فرما جس جگہ وہ رشک گلشن ہو گیا

کیون نہ ہو اُسکے بہار حسن سے عالم نہال
جسجگہ اُس نے قدم رکھا وہ گلشن ہو گیا

آخر آنیکا سبب کیا کچھ تو ہو بات اے شمیم
اسقدر کیون مہربان وہ شوخ پر فن ہو گیا

دلدادہ اک پری کا ہوا پھر کسیکو کیا
نقصان مین نے اپنا کیا پھر کسیکو کیا

افسانہ میرے عشق کا اے ہمنشین اگر
مشہور اک جہان مین ہوا پھر کسیکو کیا

سودائی زلف کا ہون تو کیون طعنہ زن ہین گو
لی ہم خوشی سے سر پہ بلا پھر کسیکو کیا

شب حال بزم غیر کا پوچھا تو ناز سے
بولے وہ میری جان سے بلا پھر کسیکو کیا

معشوق دلنواز ہے یا ہے ستم شعار
خوش ہے وہ ہمسے یا ہی خفا پھر کسیکو کیا

مرتا ہون اس ادا پہ ستا کر کہا جب مجھے
ہم شوق سے کرین گے جفا پھر کسیکو کیا

مین نے جو یہ کہا کہ جوانی ہے جوش پر
کہنے لگے وہ ہوسکے خفا پھر کسیکو کیا

پوچھے شمیم کیون کوئی میری خوشی کی وجہ
مجھسے ملا وہ یا نہ ملا پھر کسیکو کیا

طرفہ عالم تری محفل مین مریجان دیکھا
کوئی بیدم کوئی بیدل کوئی بیجان دیکھا

سیر کرتے تجھے گلشن مین مری جان دیکھا
حور کو خلد مین گویا کہ خرامان دیکھا

خوش نہ پایا تری محفل مین کسی کو ہمنے
کوئی غمگین کوئی گریان کوئی نالان دیکھا

عاشقون مین ترے مغموم ہمین ہین ورنہ
کوئی خرم کوئی شادان کوئی فرحان دیکھا

مین نے جانچا ترے غمزونکو تو اپنے حق مین
کوئی نشتر کوئی خنجر کوئی پیکان دیکھا

کیون نہ آئے مرے گھر پر مئے درپہ تمنے
کوئی حارث کوئی حاجب کوئی دربان دیکھا

سخت حیرت تھی مجھے دل کی پریشانی پر
لی خبر اسکی پڑا ہاتھ جنون مین جس پر
چشم کافر نے تری سبکو کیا اپنا مرید
دردِ دل ہمکو اٹھاتا تھا بٹھاتا تھا ضعف
پڑ گئی آج جو خورشید قیامت پہ نظر

اُس سے بڑھکر تری زلفونکو پریشان دیکھا
ہمنے دامن پہ نظر کی نہ گریبان دیکھا
نہ یہودی نہ نصاریٰ ہی نہ مسلمان دیکھا
یہی تا صبح تماشا شب ہجران دیکھا
ہم یہ سمجھے کہ تمہارا رُخ تابان دیکھا

کہتے ہین وہ رُخ گلرنگ دکھاکر اپنا
کیون شمیم آج یہ دلچسپ گلستان دیکھا

آج تو مجھکو مسیحا کی نظر سے دیکھنا
بل نہ کھا جائے کہین جسکا نہ آجا ہین
سب بھلا دیگی جفا و جور کے انداز یہ

ہون بہت مین مضطرب دردِ جگر سے دیکھنا
بال لپٹے ہین تری نازک کمر سے دیکھنا
بچتے رہنا تم مری آہ جگر سے دیکھنا

کیا مرے زخمونمین پھر سوزش بپا ہی ای شمیم
درد کچھ آج اُٹھتا ہی جگر سے دیکھنا

ہر طرف کو دیا سر کار یہ کیا
نالے سُن سُن کے مرے کہتے ہین
دام گیسو ہے نہ پھنسا ای دل
شیخ جی آؤ زیارت کر لین
ابھی ہو آئے ابھی جاتے ہو
پاک دامن ہو اگر تم تو کہو
میسر الیٹا کے وہ بوسے لینا
جان کر جان نہ لی عاشق کی
زرد کا کوئی تو پہلو نکلا

نہ دیا بوسۂ رخسار یہ کیا
شور سا ہے پس دیوار یہ کیا
دیکھنا دیکھنا ہشیار یہ کیا
پاس ہے حنا نہ خمار یہ کیا
بیٹھے بیٹھے اے یار یہ کیا
گرم ہے محفل اغیار یہ کیا
کہنا وہ اُنکا خبردار یہ کیا
تجھکو منظور ہے اے یار یہ کیا
پھر گرا ہا دل بیمار یہ کیا

ہمسے ملنے مین تامل کیسا ‌ خاموشی اور دم اقرار یہ کیا

کیا ہوئی زندہ دلی اب وہ شمیم
پارسا آپ سا میخوار یہ کیا

دل طپیدہ مین اپنے قرار کیا ہوگا ‌ عروس عیش سے یہ ہمکنار کیا ہوگا

تم اور بادۂ وحدت نہین نہین ایشیخ ‌ تمہاری آنکھون مین اسکا خمار کیا ہوگا

ندیکھو ترچھی نگاہون سے ہوش مین آؤ ‌ جو تیر راست نہو دل کے پار کیا ہوگا

جو دل کہ دام ہوا و ہوس مین پابند ہو ‌ شہید جلوۂ روئے نگار کیا ہوگا

تمہین تو چاہیئے سرگشتگی ایحضرت دل ‌ تمہین اور ایک جگہہ ہو قرار کیا ہوگا

تڑپ تڑپ کے بڑی حسرتونسے جان نکلی ‌ رہیگا یون ہی جو پردہ تو یار کیا ہوگا

بھلا شمیم کی جانب خیال میخواری
جناب شیخ کرین اعتبار کیا ہوگا

اسطرف کو نہ کبھی آ کے مری جان نکلا ‌ حسرتین دلکی رہین دلمین نہ ارمان نکلا

صفت باد صبا جسکا تھا جویان نکلا ‌ مثل بوئے غنچۂ دل مین مرے پنہان نکلا

دشت گردی مین ہر اک بے سروسامان نکلا ‌ قیس کیا قیس کا سایہ بھی تو عریان نکلا

پردۂ زلف ہٹا عارض تابان نکلا ‌ ظلمت کفر مین پوشیدہ تھا قرآن نکلا

الفت زلف یہان تک مرے دلمین بیٹھی ‌ نالہ نکلا مرے منہ سے تو پریشان نکلا

رات بھر یاد کیا مصحف رخ کو تیرے ‌ دل دیوانہ مرا حافظ قران نکلا

دشت وحشت مین کیا جامہ تن یون ہمنے ‌ ثابت اپنا نہ کوئی تار گریبان نکلا

واہ ری شرم کہ بخشا مجھے آتے آتے ‌ مین سیہ نامہ جو تربت سے پشیمان نکلا

عاشق خستہ دل و نامہ بر و باد صبا ‌ جو ترے کوچہ سے نکلا سو پریشان نکلا

سنگ اسود کی بڑی دھوم سنی تھی ہمنے ‌ جا کے دیکھا تو وہ سنگ در جانان نکلا

درد و تکلیف کی عادی ہو پانون مرے نہ پڑا چین اگر خار مغیلان نکلا

صدمہ ہاے شب ہجر اٹھے یہ ہی حال شمیم
پر طاوس کی صورت دل نالان نکلا

نہ چھوڑنا کبھی اے بیخبر مگر لینا
چھپے ہوے در میخانہ سے وہ جاتے ہین
جو ایک روز ملے تو کھنچے رہو دس دن
وہ کیا نباہیگا عہد وفا کو عذر فریب
شب وصال ہو حسرت نکو نہ رہجاے
ہین اور صدمہ فرقت وہ اور بزم عدو
لیا جو سادہ دلی سے تو کیا لیا انکو

یہ دل کا سودا ہے اسکو ضرور کر لینا
جناب شیخ کی بڑھکر ذرا خبر لینا
انھین تو کھیل ہوا ہے بگاڑ کر لینا
جسے نہ یاد ہو دشمن کو دوست کر لینا
حضور اٹھتی جوانی کو بن سنور لینا
اسی عذاب ہوا ہے مری خبر لینا
ہزار نازسے تم لینا دل اگر لینا

شمیم پردہ غفلت پڑا ہے آنکھون پر
نتیجہ کچھ بھی ہو ہمکو تو فرض کر لینا

انکو میرا خیال ہو ہی گیا
حسن مہ کا زوال ہو ہی گیا
دختر رز کو حرام کہتا تھا
پھول بیٹھے ہین شیخ صاحب سے
وہ جو آئے تھے جان چلی تن سے
بگڑے بیٹھے ہین وہ کئی دن سے
لڑنا بھڑنا بگڑنا کھنچ جانا
دل بیتاب تیری چالون سے
اگلی صحبت کا لطف کیا ہین کہون

یہ خیال محال ہو ہی گیا
بدر گھٹکر ہلال ہو ہی گیا
واعظ آخر حلال ہو ہی گیا
عقد دختر کلال ہو ہی گیا
وصل ہوکر وصال ہو ہی گیا
دل لگی ہین ملال ہو ہی گیا
ہمکو اس ہین کمال ہو ہی گیا
پس گیا پائمال ہو ہی گیا
ہاے خواب و خیال ہو ہی گیا

ہم نہ کہتے تھے منھ نہ کھلواؤ
دیکھو آخر ملال ہو ہی گیا

شغل مے ذکر حسن دختر رز
مجھکو یہ حال و قال ہو ہی گیا

رفتہ رفتہ شمیم کو آخر
شاعری مین کمال ہو ہی گیا

تصور بندھ گیا آنکھو نمین جب شمشیر قاتل کا
جدھر دیکھا نظر آیا تماشا رقص بسمل کا

جب آتا ہون فغان کرتا تری محفلمین آتا ہون
کبھی اتنا نہ پوچھا خیر ہے کیا حال ہے دل کا

کف پا سے ترے دینے لگے اہل سخن نسبت
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے ماہ کامل کا

مجھے ہونے نہین دیتے ہین تیری یاد سے غافل
بڑا احسان ہے درد جگر کا سوز بسمل کا

بھلا جنت مین کیا ٹھہرینگے ہم ای حضرت واعظ
جو کوچہ یاد آیا اس بت زہرہ شمائل کا

نگاہ قہر سے محفل مین جب اس شوخ نے دیکھا
دکھایا مرغ قالین نے تماشا مرغ بسمل کا

جگر پر سوز دل پر درد جان پر غم ہے فرقت مین
شمیم اللہ حافظ ہے اب اس محفل کی محفل کا

دلبر جو نہ تھا پاس تو دلبر مین نہین تھا
آرام کا پہلو دل مضطر مین نہین تھا

گر وصل کبھی میرے مقدر مین نہین تھا
کیا دم بھی اجی آپ کے خنجر مین نہین تھا

مشتاق شہادت رہے مشتاق شہادت
دم کچھ کبھی تری برش خنجر مین نہین تھا

بجلی تھا چھلاوہ تھا کہ شعلہ تھا تر انور
تھا دل مین مرے اور دل مضطر مین نہین تھا

وہ بھول ہی جاتے تھے مرا وعدۂ وصلت
جو دن کہ مقدر تھا مقدر مین نہین تھا

آنکھین تو ملاؤ ادھر آؤ اجی کیا ہے
اک بیٹھا ہے دل زلف معنبر مین نہین تھا

کب آہ سے عالم تہ و بالا نہ ہوا تھا
کب پیکر فلک نالوں سے چکر مین نہین تھا

فریاد تھی نالہ تھا شب غم مین مگر دل
یہ ایک سپاہی تھا کہ لشکر مین نہین تھا

اس چشم کی مستی مین شمیم اور مزا تھا
وہ نشۂ مستانہ تو ساغر مین نہین تھا

عشق بتان مین کار سے ناکارہ ہوگیا — اک دل تھا اپنے پاس وہ آوارہ ہوگیا

اوا ضطراب دل سبب چارہ ہوگیا — آخر کو اختلاج ہی گہوارہ ہوگیا

اللہ رے نور حسن ستم ہے شباب بھی — عارض تمہارا بدر سے مہ پارہ ہوگیا

گذری تڑپ تڑپ کے شب ہجر خیر سے — مجھکو نسیم صبح کا گہوارہ ہوگیا

شعلہ بھڑک کے دل سے مرے جو نکل گیا — اتنا بڑھا فراق مین اک تارہ ہوگیا

حسن نگار و عشق دل زار ایک ہین — یہ آگ بنگیا تو وہ مہ پارہ ہوگیا

اُس تک پہونچ گئی مری دل کی لگی ہوئی — نالہ شب فراق مین ہرکارہ ہوگیا

اُس زہرہ وش کی یاد مین اکدم نہین قرار — اللہ دل بھی کوکب سیارہ ہوگیا

کیا نذر بھیجون اُنکو تپ ہجر سے شمیم
اک دل تھا وہ بھی آگ کا انگارہ ہوگیا

دل نے غم فراق سے رنجور کر دیا — اس خانمان خراب نے مجبور کر دیا

ابتو نگاہ بھی نہین لڑتی کبھی کبھی — اس بت کو اور حسن نے مغرور کر دیا

پیدا کئے خدا نے ہزارون ہی مہ جبین — دنیا کو نور حسن سے معمور کر دیا

قربان تیری نیم نگاہی کے اے صنم — سرسبز داغ سینہ کا انگور کر دیا

روز ازل سے تھا یہ لکھا سرنوشت مین — مجھکو قتیل عشق تمہین حور کر دیا

اے بت بلا کی سخت ہی چشم حسین بھی — جب کی نگاہ شیشۂ دل چور کر دیا

سچ ہے کہ پاس رہنے کی کچھ بات اور ہی — آنکھو نے دور دل سے سوا دور کر دیا

تیری نگاہ لطف کی کیا بات اے صنم — سوز غم فراق کو کافور کر دیا

مستی چشم یار نے دل مین شمیم کے
ہر آبلہ کو دانۂ انگور کر دیا

عالم اسباب پیدا ہوگیا — ایک لفظ کن سے کیا کیا ہوگیا

وہ جو بے پردہ ہویدا ہو گیا / آفتاب حشر ذرا سا ہو گیا

آئینہ دکھلا رہے ہین چارہ گر / کیا ترے عاشق کو سکتا ہو گیا

فرقتِ ساقی مین یہ سودا بڑھا / صحن گلشن مجھکو صحرا ہو گیا

جلوہ گر ہے آپمین اک تصویرِ بت / کعبہ دل ہی کلیسا ہو گیا

ق

آپکی ہر بات مین اعجاز ہے / جو کہا ویسا ہویدا ہو گیا

شوخی تقریر کی تاثیر سے / طائر تصویر گویا ہو گیا

کیا غضب کا ہی ترا نو خیز حسن / آئینہ سے اور سکتا ہو گیا

چھیڑتے ہین اسکو طفلانِ چمن / تیرا دیوانہ تماشا ہو گیا

اب کوئی دم کا یہ دل مہمان ہی / تو اگر پہلو سے اُٹھا ہو گیا

شوق سے لیتا ہی ہر اک نازنین / دل بھی گویا اک کھلونا ہو گیا

وہ مسلمان جسکو کہتے تھے تسنیم / آج ہی اک بت پہ شیدا ہو گیا

کیونکر نہ رہے دھیان مری دلشکنی کا / حقا کہ تو مختار ہے محتاج و غنی کا

شوخی لب پان خوردہ جاناں کی جو دیکھی / دل خون ہوا رشک سے لعل یمنی کا

کانٹا نگیا کوہ غم الفت شیرین / فرہاد کو آیا نہ چلن کوہ کنی کا

دشوار ہے آغوش تصور مین بھی آنا / اللہ رے عالم تری نازک بدنی کا

انسان کو لازم ہے چلن راست روی کے / دنیا مین مدارا ہی نہین طبع دنی کا

ہر ایک سے ملتے ہو برا ہو کہ بھلا ہو / رونا ہے مجھے آپ کی اس بد چلنی کا

دل لوٹتی ہین مست بنا کر وہ نگاہین / ساقی یہ نیا ڈھنگ ہی اب راہ زنی کا

سر کش کو کہین پھولنا پھلنا نہین ملتا / گلشن مین برا حال ہی سرو چمنی کا

انکا رہین اسقدر جہ شب و روز تسنیم اب / گویا کہ خوشی نام ہے رنج و محنی کا

بے یار ہم اسیر ہین رنج و محن مین کیا
اور گل کے پاس شاد ہے بلبل چمن مین کیا

ہر سو نگاہین لڑتی ہین اب انجمن مین کیا
بیہا کیان نئی ہین تمہارے چلن مین کیا

ہر سو مچا ہے شور سا اک انجمن مین کیا
یارون نے جلکے آگ لگا دی وطن مین کیا

دل مین ہے آرزوے اسیری نئی ہے بات
دل بستگی ہے زلف شکن در شکن مین کیا

الفت ہوئی جو اُنسے تو فرقت ہوئی نصیب
پہلے خزان بہار سے آئی چمن مین کیا

ملتا نہین دماغ ملاتے نہین نگاہ
پتھر کا دل ملا ہے اُنھین سادہ پن مین کیا

دیکھو جسے ہے رنگ مین اپنے رچا ہوا
اندھیر سا مچا ہے سواد وطن مین کیا

اپنا نہ کوئی دوست نہ ہم ہین کسیکے دوست
کیا جانین آپ لطف ہے دیوانہ پن مین کیا

بلبل بہار مین ہے نہایت شکستہ دل
باقی نہین وہ بوے وفا اس چمن مین کیا

اُن کے رخ حسین پہ نہین زلف عنبرین
آیا ہے آج دیکھیے سورج گہن مین کیا

سوکھے ہوے ہین برگ تو مرجھائی ڈالیان
وہ لطف اب کہان ہے دھرا ہے چمن مین کیا

پیچیدگی سے کم نہین وصف دہان یار
الجھاوے پڑتے جاتے ہین ہر اک سخن مین کیا

ظاہر کی دوستداری ہے ظاہر کی خاطرین
فرق آگیا ہے سلیے جہان کے چلن مین کیا

نازو ادا و حسن جوانی غرور حسن
لاکھون ادائین آگئین اک بانکپن مین کیا

پیتے تھی مے کہ خاطر آزردہ شاد ہو
اِسنے تو اور آگ لگا دی بدن مین کیا

اے درد سوزش غم پنہان کو دیکھنا
تخفیف ہو چلی مرے دلکی جلن مین کیا

اللہ ری سادگی کہ یہ خود ہے ترا بناؤ
ہر دم نئی ادائین ہین اس سادہ پن مین کیا

اُنکی نئی جوانی ہے اُنکا نیا سنگار
اللہ تونے حسن دیا بار سن مین کیا

شعر و سخن سے مس ہی نہین کچھ مجھے تبسم
کیا جانے بک رہا ہون مین دیوانہ پن مین کیا

سبزۂ خط سے دوبالا حسن جانان ہوگیا
اور بھی تازہ خزان سے یہ گلستان ہوگیا

پھر بہار آئی جنون کا اپنے سامان ہوگیا
پھر مرا ہمدم ہر اک خار مغیلان ہوگیا

تھا جو اُس سفاک کے تیغ تبسم کا شہید
میرے تن پر آتے ہی ہر زخم خندان ہوگیا

پردۂ فانوس مین چھپتی نہین جسطرح شمع
صاف چلمن سے رخ روشن نمایان ہوگیا

بعد مدت کے ہوئی کچھ کچھ تو امید وصال
پھر وفا کا از سر نو عہد و پیمان ہوگیا

درد سر مین جسکو صندل کا لگانا تھا گران
اب وہی سر ہو کہ وقف سنگ طفلان ہوگیا

اب تصور بھی بتون کا اے خدا آتا نہین
یہ دل آئینہ کیسا ہائے ویران ہوگیا

خاصیت باد صبا کی ہے بہار حسن مین
جس جگہ اُسنے قدم رکھا گلستان ہوگیا

ایک تھا دو ہوگیا مین یار کی تلوار سے
اب سفر ملک عدم کا مجھکو آسان ہوگیا

نازکی اُٹھنے نہین دیتی ہے بار تیغ کو
میرے قاتل کے اداؤن کا مین قربان ہوگیا

کلبۂ احزان مین جب اُسنے قدم رکھا شمیم
حسن سے ذرہ چمک کر ماہ تابان ہوگیا

اُنکے اس کہنے سے یان ٹکڑے جگر ہونے لگا
لو اذان ہونے کو ہے وقت سحر ہونے لگا

تم چلے اللہ حافظ ہے ہماری جان کا
اشک ابھی سے بہ چلے درد جگر ہونے لگا

دیکھ لیتے ہین وہ شرمیلی نگاہون سے مجھے
اب تو کچھ کچھ آہ مین میری اثر ہونے لگا

پھر رلاتی ہے کسیکی یاد مجھکو رات دن
پھر مرا دامن مرے اشکون سے تر ہونے لگا

نامہ بر نے کہہ دیا کیا اوسنے آکر اے شمیم
بیقراری بڑھ گئی درد جگر ہونے لگا

تیری آنکھین پھرین کیا ساری دنیا کا چلن بگڑا
گل و بلبل مین باہم چل گئی رنگ چمن بگڑا

کسیکی چشم کا وحشی جو پایا مجھکو صحرا مین
تو مجھسے دشت غربت مین اکڑ کر جنگلی ہرن بگڑا

نہ جھگڑین دل جگر آپسمین دونون زخم پیکان مین
برا ہوگا جو اس قصہ پہ وہ ناوک فگن بگڑا

دل مجروح دم بھرتا ہی قاتل کا دم آخر
نہین رہتی ہی پھر امید جب زخم کہن بگڑا

نہ وہ بلبل ہی باقی ہی نہ وہ گلشن پہ جوبن ہی
ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے رنگ چمن بگڑا

ہزارون پھبتیان قمری کی چاہت پر کہین اُسنے
چمن مین دیکھکر وہ سرو کا جو دہ پن بگڑا

شمیم گیسوِ عنبر فشان نے وہ ہوا باندھی
خطار مشک پر کیا کیا نہ بازار ختن بگڑا

سوال وصل پر تم گالیان لاکھون جو دیتے ہو
ہمارا کیا گیا اسمین تمہارا ہی دہن بگڑا

بڑی منت سے لایا تھا شمیم اسکو یہانتک مین
ستم ہی ہو گیا گھر تک مرے آکے وہ من بگڑا

مثال تیغ مجھپر کارگر ہر تار بستر تھا
نحیف و زار تھا پھر بھی مرا تن بار بستر تھا

نسویا ایکدن بھی چین سے بستر پہ مین ہرگز
مثال قیس وحشت مین مجھے بھی عار بستر تھا

شب ہجران خیال گیسوے خمدار جانان مین
مری نظرون مین ہر اک تار بستر مار بستر تھا

کچھ ایسی آتش ہجران شب فرقت میں بھڑکی تھی
مثال شعلہ جوالہ ہر اک تار بستر تھا

نتھا آغوش مین وہ راحت افزای دل عاشق
تو شب بھر میری نظرون مین مرا تن بار بستر تھا

شمیم ایسا کیا لاغر ہمین کچھ سوز فرقت نے
کہ لوگون کو رگ تن پر گمان تار بستر تھا

مرا دل تو نذر بتان ہو چکا
نہان تھا جو پہلے عیان ہو چکا

اٹھائین بہت آفتین ہجر کی
بس اب ضبط آہ و فغان ہو چکا

کسی چشم میگون کا اب دور ہی
ترا دور پیر مغان ہو چکا

مرے دل کو تو نے جو مسکن بنایا
ترا در ہمارا مکان ہو چکا

چمن پر خزان کی حکومت ہوئی
زمانہ ترا باغبان ہو چکا

شمیم اب خموشی کا وقت آگیا
جو کچھ حال تھا سب بیان ہو چکا

میرے ہمراہ جو تو باغ مین اے یار نتھا
کوئی ایسا گل تھا نظر مین جو مری خار نتھا

حیف وہ دن کہ مجھے تمسے سروکار نتھا
کوئی تکلیف نہ تھی کچھ بھی مجھے آزار نتھا

دور تھے مجھسے مرے تاب و توان صبر و قرار
فرقت یار مین اپنا کوئی غمخوار نتھا

ضد دلائی تھی فقط ابر بسینے اس کو
کچھ برسنے پہ مرا دیدۂ خونبار نتھا

پارۂ گریبان تیرے نکلے سے نکلتی کیونکر
نوک مژگان تھی کبھی دلمین کوئی خار نتھا

مجلس وعظ مین یہ سارے بکھیرے دیکھے
کوئی بھی محفل رندان مین گنہگار نتھا

ہمنشین کیا کہون ہجر کا کیا حال کہون
کوئی مونس نتھا ہمدم نتھا غمخوار نتھا

اسکی غیرت تھی کہ بے صبر کریگی خلقت
ورنہ مرنا بھی مجھے کچھ ہجر مین دشوار نتھا

تنے برباد کیا دلکو مرے خوب کیا
کوئی بدبخت کا دنیا مین خریدار نتھا

آہین کرتا رہا مین شام سے لیکر تا صبح
ہجر مین بھی مجھے اک شغل تھا بیکار نتھا

کیون نہ ہی پھانسی کیا کسلیئے تلوار سے قتل
مین اگر شیفتۂ ابروے خمدار نتھا

دوستگر تھے تو پھر کیون انھین چاہا اے دل
کیا کوئی اور زمانہ مین طرحدار نتھا

باغ مین جاکے دل افسردہ ہوا اور شمیم
مے نہ تھی ابر نہ تھا نغمہ نہ تھا یار نتھا

علم بیکار ہوا جہل ہوا فن اپنا
ہوگیا طالع بیدار بھی دشمن اپنا

نازنینون کو نئے طرز سے یہ پھانستا ہے
ایک آفت ہی بلا ہے دل پرفن اپنا

یہ زمانہ ہے نیا مذہب آزادی کا
جھگڑا طے کر رکھین بس شیخ و برہمن اپنا

اپنے بیگانے تو سب ہوگئے بیزار مگر
دل بھی ہوجائے نہ اکدن کہین دشمن اپنا

دونون آوارہ و آزاد ہوے خوب ہوا
نہ ٹھکانا کہین دلکا ہے نہ مسکن اپنا

اللہ اللہ بہار دل پر داغ شمیم
بھر گیا کیا گل امید سے دامن اپنا

تھا غضب منھ سے نکلنا شعلۂ آواز کا
راکھ کا تودہ ہوا تن عاشق جانباز کا

کس طرح مضطر ہو دل کچھ سُن کے نغمہ ساز کا
پردہ پردہ میں مجھے شک ہے تری آواز کا

پوچھنا کیا ہے مری جان آفت جان ہیں یہ سب
آپ کے انداز کا غمزے کا ہر اک ناز کا

وار ہے تیغ نگہ کا تیر مژگان کا چلے
دل مرا مشتاق ہے اک غمزۂ غماز کا

اصل حکمت ہر سخن سے ہر ادا عین شفا
غلغلہ ہے دہر میں اُنکی لب اعجاز کا

کیوں اطبا کرتے ہیں تشخیص میرے مرض کی
ہوں میں کشتۂ یار کی چشم فسوں پرداز کا

وہ جمال عالم آرا اپنے خود ہوگا نظیر
کاش آنکھوں سے اُٹھے پردہ دوئی کے راز کا

درد دل درد جگر درد والہائے فراق
ہے یہی قسمت کا حصہ آپکی جانباز کا

عشق وہ شے ہے کہ آخر کار انسانکو شمیم
دھیان کچھ رہتا ہے انجام کا آغاز کا

میں نے جب دیکھا بت رنگین ادا تصویر کا
محو حیرت ہو گیا پُتلا بنا تصویر کا

قم باذن اللہ جب اس رشک عیسیٰ نے کہا
روح تن میں پڑ گئی پُتلا چلا تصویر کا

ہاتھ پہنچے سے اُڑا دے اُس بت سفاک نے
کیا ملا افسوس مانی کو صلا تصویر کا

بزم میں گردش ہے شوق دید سے چاروں طرف
ذوق نظارہ ہوا ہے رہنما تصویر کا

جبکہ ہے محفوظ یہ باد خزاں سے اے شمیم
کیوں نہ ہوے بوستاں پھر دلربا تصویر کا

یہ اور مقابلہ کرے مژگان یار کا
اللہ رے حوصلہ دل ناکردہ کار کا

کس کے لیے شکوہ حسن نے برپا کیا یہ ظلم
شق ہو گیا ہے باغ میں سینہ انار کا

تم نونہال حسن ہو لازم ہے خلق بھی
جھکنا ہی ٹھیک ہے شجر باردار کا

ہے نقد اشک اس قد بالا پہ سب نثار
بالائے چرخ ہی ہے فقط جان نثار کا

کس کام کی زبان وہ نہ جسکو کبھی ملا
اکبار ہے مزار لب شیرین یار کا

جلوہ دکھاؤ پاس سے ہو یا کہ دور سے
دل توڑنا نچاہیے امیدوار کا

تار نفس گران ہے مجھے فرط ضعف سے
ترک لباس جامہ ہے اس جسم زار کا

وہ نونہال گلشن خوبی نہین ہے پاس
نظرون مین کم خزان سے ہے رتبہ بہار کا

ق

ہمکو نہ چین شہر مین ہے اور نہ دشت مین
سودا ہے جیسے کاکل مشکین یار کا

ناصح کی پند سے نہین اکدم یہان نجات
کھٹکا وہان ہے سر زنش نوک انار کا

افطار مے سے گر کرے زاہد نہین بعید
ہے اجتماع ماہ صیام و بہار کا

جاتا رہا ہے دیدہ گریان سے اب قرار
ہم چشم ہو گیا ہے دل بیقرار کا

ہنس ہنس کے زخم تیغ نگہ کھائے ہے شمیم
اللہ رے کلیجہ دل بیقرار کا

زلف مین وہ رخ چمک کر رہ گیا
ابر مین یا مہ جھلک کر رہ گیا

سانپ سمجھا زلف کو تیری مگر
دست ناصح ہم ہہک کر رہ گیا

پیچ مین زلفون کے جو کوئی پھنسا
ہاتھ ملکر سر پٹک کر رہ گیا

دیکھی سوسن نے جو سبزے کی بہار
خار سینے مین کھٹک کر رہ گیا

وان تو غیرون پر چلا تیر نگاہ
یان دل بسمل پھڑک کر رہ گیا

سمت مسجد شیخ آج آیا نہین
کیا کسی بت سے اٹک کر رہ گیا

جب خیال آیا کسی بت کا شمیم
دل مین اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا

کیا بے پردہ نظارہ جو اسکے روئے تابان کا
زمانے کیطرح پلٹا عقیدہ ہر مسلمان کا

جسے دیکھو وہ دم بھرتا ہے اسکی چشم فتان کا
تصدق فتنۂ محشر فدا آشوب دوران کا

یہ کیون حیرت تمہین ہے آئینہ کو دیکھکر ششدر
جما ہے عکس اسمین صاف میری چشم حیران کا

یقین ہے پھر نہ نکلین آسمان پر اسطرح انجم
جو عالم دیکھ لین شبکو ترے ماتھے کی افشان کا

تری وحشت کو کیا طوق و سلاسل روک سکتی ہی
مین وہ آزاد ہون ڈہون ذرا دیکھون جا کر زندان کا

وبال جان ہی سیر گلشن دنیا ہر انسان کو
ہی طومار بلا اک ایک پتہ اس گلستان کا

خیال زلف تاریکی مین دود آہ کا جھرمٹ
بلا کا سامنا ہی کاٹنا شبہای ہجران کا

پہنچنا بزم مین اس بت کی مجھکو غیر ممکن ہی
کہ وہ منظور دشمن چرخ اثیر قہر و زیان کا

سے آہ شرر افشان نے کیا کیا گل کھلائے ہین
تماشا دیکھتا ہون جا بجا صحرا کے دامان کا

جنون سے چین سا ہر پھر کے ہندوستان نہین آتا ہی
ہوا ہی جب سے دل شیدا انہونکی زلف پیچان کا

خجالت سے پڑ گئی اوس حسن عارض گل پر
سنا ہی آج انکا قصد ہی سیر گلستان کا

مثال خندہ دندان نما ہی ہر دہان زخم
شہید ناز ہون موج تبسم ہای پنہان کا

نہین ہی بے سبب سرخی گل رخسار قاتل پر
اثر ظاہر ہوا ہی صاف یہ خون شہیدان کا

جو تھے ہمراز انکے اب ہی دشمن بنے اپنی
بہت مشکل ہی کھلنا بھید انکے راز پنہان کا

لئے لپٹا کر انکو بوسہای لعل لب پیہم
ملا قسمت سے مجھکو آج چشمہ آب حیوان کا

شمیم ایسا بھی کوئی عشق مین خود رفتہ ہوتا ہی
نہ ہوش اپنے سر و پا کا نہین کچھ دین ایمان کا

جلوہ فرما جو وہ غارتگر ایمان ہوگا
اپنے مذہب پہ نہ ہندو نہ مسلمان ہوگا

جب کہا وصل تمہارا کسی عنوان ہوگا
بولے ایسے ہی خوش اقبال ہوئی ہان ہوگا

ترے دیوانہ کی صحرا مین یہ عزت ہوگی
کہ قدم بوس ہر اک خار بیابان ہوگا

انکی آنکھون کی محبت مین ہوا ہون کشتہ
سبزہ مرقد کا مرے وقف غزالان ہوگا

ابر پھر اٹھتے ہین پھر باغ مین آئی ہی بہار
در میخانہ پہ پھر مجمع رندان ہوگا

زندگی عاشق ناشاد کی ہونا معلوم
درد ایسا ہی جو دل مین شب ہجران ہوگا

وہی کیون قتل کرے خود ہی نہ مر جاؤن شمیم
منت اس شوخ کا سر پر مرے احسان ہوگا

وعدۂ وصل کو اے یار نہ زنہار گھٹا
حوصلہ دل کا بڑھا صحبت اغیار گھٹا

آؤ میخانہ چلین لطف ہے مے نوشی کا
طرف کعبہ سے آتی ہے دہوان دلدار گھٹا

آج لیچل تو مجھے انجمن جانان مین
میری طاقت کو نہ یون اے دل بیمار گھٹا

کھینچ لائیگا اِسے جذبۂ الفت میرا
بڑھگیا جوش تو ضعف دل بیمار گھٹا

گُل کھلائیگی چلو پھول اُڑائین ہم بھی
جھومتی آتی ہے وہ جانب گلزار گھٹا

کوئی پوچھیگا نہ پھر جلوہ فروشی معلوم
حُسن کا نرخ اگر بر سر بازار گھٹا

نرگس مست نے بدمست کیا اے ساقی
دل سے اب نشۂ مے نوشی میخوار گھٹا

فرق ہر طرح نکالا تری یکتائی مین
نہ کبھی تفرقۂ کافر و دیندار گھٹا

خلش نوک مژہ سے نہ ملا چین شمیم
عمر بھر دل سے نہ یہ درد کا آزار گھٹا

دل مرے پہلو سے حسن روئے تابان لیچلا
ہوش میرا حلقۂ زلف پریشان لیچلا

اضطراب شوق سوئے بزم جانان لیچلا
مین دل مضطر کو مجھکو قلب حیران لیچلا

کھینچکر تصویر حسن روی جانان لیچلا
کھینچکر مین رونق بزم حسینان لیچلا

اُسکی بزم ناز مین تقدیر بھی پھرنے لگی
کوئی عیش وصل کوئی درد ہجران لیچلا

پھر بہار آئی وہی سودائے گیسو بڑھ گیا
عشق دامنگیر تھا جیب و گریبان لیچلا

شکل پروانہ بناہر طالب دیدار حسن
اُسکی محفل مین جو نور شمع عرفان لیچلا

مین وہ محروم ازل ہون اُنکی بزم ناز سے
حسرت و یاس والم کا ساز و سامان لیچلا

لڑ گئین اُس سے جو آنکھین لیسے دل بھی ملگئے
گوہر امید سے بھر کر مین دامان لیچلا

واہ ری شان کریمی مجھکو بخشتا روز حشر
مین جو تربت سے نکلکر فرد عصیان لیچلا

ایک تھا در ہوگیا شمشیر چشم یار سے
اپنے قاتل کا یہ سر پر بار احسان لیچلا

اُسکی تیر ناز نے وہ گُل کھلائے اے شمیم
واغہائے دل سے تازہ اک گلستان لیچلا

شیخ نے آکر میخانہ مین جب شغلِ مے گلفام کیا
سارے رندونکو ممنون بنایا پیرِ مغان کا نام کیا

سبکو ڈالا فکر و الم مین کہیے کسکو رام کیا
دنیا کو پامال کیا اور آپنے آرام کیا

سیر کو نکلے جسدم گھر سے وار کیے دو تیغ نگہ کے
اسکو مارا اُسکو مارا یار نے قتلِ عام کیا

ہے یہ مسافرخانہ دنیا روز مسافر آتے ہین
دن بھر کے ہین ہائے مانند شام ہوئی تو قیام کیا

بے دیکھے تجھکو حسن پہ تیرے سارا زمانہ مرتا ہو
آخر آخر چوری چھپے سے آپ کو طشت از بام کیا

ظاہر دیکھو دیوانہ ہو اور باطن مین فرزانہ ہو
آپ کو چھوڑا آپ سے گذرا جسنے ترکِ اسلام کیا

حلقہ حلقہ زلف دوتا کا بندہ پرور دام بلا تھا
طائرِ دل کو خوب پھنسایا وحشی کو بھی رام کیا

کس جذب سے کھینچا اُس گل کو پھر قائل ہین قائل ہون
کیا کہتے ہین کیا کہتے ہین واللہ عجب یہ کام کیا

دشمن کیسے دوست کہانکے ظاہر کی یہ باتین ہین
خود کو دیکھا غیر کو جانا سارے جہانسے ابرام کیا

مذہب تو ہو بادہ ہوائی کرنے لگے ہین عقل آرائی
آزاد ہوئی ہو ساری خدائی فیشن کو بدنام کیا

تونے شمیمِ خوشگو کا دیوان کو اُٹھا کر دیکھا ہے
شعر و سخن کے پردہ مین ہے روشن ترا نام کیا

مین جبسے اُنکا طالبِ دیدار ہو گیا
دونون جہانکے عیش سے بیزار ہو گیا

غمزہ تھا دلفریب دل آزار ہو گیا
دلدار مریجان کو خونخوار ہو گیا

اکبار بھی نہ جلوۂ جانان ہوا نصیب
دو چار بار مین نہین سو بار ہو گیا

جلوہ کنان ہوا پسِ چلمن جو حسین
رشکِ شعاعِ مہر خس و خار ہو گیا

ساغر کی دو نوید کسی بادہ خوار کو
مین تو تمہاری آنکھ کا سرشار ہو گیا

تدبیر کار ہا نہ دوا اُود وش کا ہین
کچھ ایسا تیرے عشق مین لاچار ہو گیا

بہکا دہ ایسا ایک ہی جرعہ مین ای شمیم
کیا لال لال پھول سا رخسار ہو گیا

ردیف باے موحدہ

سارے عالم مین یہ ہی فیضِ نمایانِ عرب
چار سو ہی بوے گلہاے گلستانِ عرب

روم مصر و شام ہین سب زیرِ فرمانِ عرب
سارے عالم پر ہی ظاہر تیغِ بُرّانِ عرب

تھا نزولِ حشرِ صغریٰ آپکا ہونا وصال
چاک تھا ماتم سے ہی ہر کیا گریبانِ عرب

سر مین سودا ہی رسولِ پاک کے دیدار کا
دلمین رکھتا ہون سدا اپنے مین ارمانِ عرب

آپ نے سب پر کیا یہ انکشافِ علمِ دین
تھا فلاطونِ زمان طفلِ دبستانِ عرب

دین و دنیا دونون ہاتھ آجائین میسر خیر سے
اے خوشا قسمت اگر ہون زیرِ دامانِ عرب

پرسشِ روزِ قیامت کا نہ ہو اصلا خیال
اے زہے قسمت اگر ہو جاؤن قربانِ عرب

سربلندی ہو گئی پستی سے حاصل آخرش
جھکے ہین خورشید سان کیا خاکسارانِ عرب

چشمِ حورانِ بہشتی پر ہمیشہ فخر سے
طعنہ کرتے ہین مگر خیلِ غزالانِ عرب

ہند سے اب تو مدینہ کو بلا لو تم مجھے
اے خوشا قسمت کہ ہون مین بھی حدی خوانِ عرب

سر مین سودا ہو مرے زلفِ رسول اللہ کا
پازن ہون یہ اور ہون خارِ مغیلانِ عرب

آرزو خدمت کی جنکی کرتی ہین حورین سدا
رکھتے ہین وہ رتبہ عالی شہیدانِ عرب

درد کی اپنے دوا ہوگی وہین جا کر شمیم
دل کریگا شاد ہر اک نخلِ بستانِ عرب

ہی ہے رہا وہ شوخ جو برہم تمام شب
کیسی خوشی یہان تو رہا غم تمام شب

دونون پہ کچھ عجیب تھا عالم تمام شب
بیتاب وہ اُدھر تھے اِدھر ہم تمام شب

یہ جوشِ بیقراری دل تھا کہ کوچہ مین
پھرتے رہے ہین طوفِ کنان ہم تمام شب

وصلِ صنم مین خوف رہا صبحِ ہجر کا
غم بھی رہا ہی عیش سے توام تمام شب

تلخی ہجر زہرِ ہلاہل سے کم نہین
بیجان کبھی رہا کبھی بیدم تمام شب

صبح شب وصال تو خوش ہو کے جائے
کیون وصل غیر پر انھین محجوب کر دیا
یارب گیا ہو کونسا گل باغ دہر سے

مانا کہ بیوجہ رہے برہم تمام شب
بس اتنی بات پر رہے برہم تمام شب
روتی رہی ہے آج جو شبنم تمام شب

اقرار وصل سے اترا تا ہوا تسیم
درد جب گر رہا تو مگر کم تمام شب

بگڑا ہے ہمسے وہ ستم ایجاد یا نصیب
کسطرح شاد ہو دل ناشاد یا نصیب
کچھ تو وہ رحم کھائیگا یہ حال دیکھکر
آزاد ہوگا وہ لطف وہ عیش چمن کہاں
ہم بھی تو دیکھین کس طرح ہوتا نہین اثر
باقی نہین ہی ضعف سے طاقت بدن مین کچھ
صیاد نے رہائی کے بدلے مین حیف ہے
مین بھی دخیل اور عدو بھی شریک ہو
جب آئے دن قریب مری قید بڑھنے کے

ہوتے ہین روز و شب ستم ایجاد یا نصیب
وہ ہی بہت ہو ناکردہ شیاد یا نصیب
چل تو سہی تو اے دل ناشاد یا نصیب
اب ہم ہین اور خانۂ صیاد یا نصیب
لو آج وسلیے کرتے ہین فریاد یا نصیب
کسوقت مین ہوا ہین انھین یاد یا نصیب
پھر قید کی بڑھائی ہے میعاد یا نصیب
ہون جمع ایک وقت مین اضداد یا نصیب
بڑھنے لگا تغافل صیاد یا نصیب

ایسے کے آگے پیش بناؤ گے اے تسیم
چھوٹے سے سن ہی مین ہی وہ اُستاد یا نصیب

تھا غیر زیب پہلوے دلبر تمام شب
وہ اور خندہ زن ہو سحر تک رقیب سے
کیا کام اضطراب کا ایجان وصال ہین
کن دقتون سے آہ کٹی ہی شب فراق
کیا پوچھتے ہو حال ہے کیونکر مرے بغیر

یان سینہ پر روان رہا خنجر تمام شب
مین اور اُسکے کوچہ مین مضطر تمام شب
وعدہ ہی مجھسے آپ سے دن بھر تمام شب
تھا دل پہ ہاتھ گاہ جگر پر تمام شب
دن کو جو بیقرار رہون مضطر تمام شب

نالون سے میرے یہ فلک کینہ جو شمیم
کانپا کیا ہی خوف سے تھر تھر تمام شب

خود بھی نہ آئے راہ دکھائی تمام شب — تڑپا کیا ہین نیند نہ آئی تمام شب
بجھ بجھ گئی نہ ہائے مرے ساتھ جل سکی — گو شمع کو ہزار جلائے تمام شب
کیون صبح کو دماغ معطر نہ ہو مرا — سونگھا کیا ہون دست حنائی تمام شب
کسطرح دور ہوتی مری تیرگی بخت — اُسنے نقاب ہی نہ اُٹھائی تمام شب
بوسہ جو مینے لیلیا شرمائے اسقدر — تا صبح پھر نہ آنکھ ملائی تمام شب
کیسا وصال عیش کہانتکہ سینے پر — چلتے رہے وہ پائے حنائی تمام شب

کھٹکا رہا فراق کا جو وصل مین شمیم
وحشت کے مارے نیند نہ آئی تمام شب

آیا جواب نامہ کا روشن ہوا نصیب — وہ آئین مہمان مرے گھر خوشا نصیب
وہ آئے آکے غیر کے ہمراہ ہولئے — کیا ماند ہوگیا مرا چمکا ہوا نصیب
کوئی ہے شاد وصل کوئی مبتلائے ہجر — راحت کسیکو ہے تو کسیکا بلا نصیب
ہم اور خون روئین تمہارے فراق مین — غیرون کے واسطے ہو لگانا حنا نصیب
وہ آئے شادکام ہوئے ہم وصال سے — لو آج خوب لڑ گیا اُنکا مرا نصیب
وہ آتے آتے راہ سے آخر پلٹ گئے — کیا کیا چمک چمک کے مرا سو گیا نصیب

کچھ تو خیال ہوگا دل بیقرار کا
چل تو شمیم آج وہانتک لیجا نصیب

مین کرون اُنسے خود ادا مطلب — وہ سنین میرا اے خوشا مطلب
ڈھونڈھتا ہون مین کیا ہوا مطلب — ہوش اُڑتے ہی اُڑ گیا مطلب
اک عنایت کا تیری طالب ہون — اور کچھ بھی نہین مرا مطلب

چپکے چپکے سُنا گئے وہ سب
باتون باتون مین کہہ دیا مطلب

کہتے ہین پاس جب بلاتا ہون
جانتا ہون مین آپ کا مطلب

جبکہ ہے عذر آنے جانے مین
آپکو پھر کسی سے ہے کیا مطلب

رعب چھایا یہ حسن کا اُسکے
لب پہ آ آ کے رہگیا مطلب

ماننا یا نہ ماننا صاحب
سُن لو سُنلو کبھی مرا مطلب

ضعف تھا یہ مریض کو تیرے
کہ لبون تک نہ آسکا مطلب

سر کے بل جاؤن سوئے یثرب مین
جلد بر آئے یا خدا مطلب

ہوش جاتے رہے جمال کو دیکھ
نامہ بر نے نہ کچھ کہا مطلب

اُف رے شوخی کہ اُس پریوش نے
کچھ سُنا کچھ نہین سنا مطلب

نامۂ شوق سے لکھنے جب بیٹھا
اور دو ہاتھ بڑھ گیا مطلب

سنتے سنتے وہ اُٹھ گئے ہی ہی
کہتے کہتے مین رہگیا مطلب

وہ شمیم اور آئین میرے گھر
کیا اثر کر گیا مرا مطلب

فصل خزان سے نام و نشان بے نشان ہے اب
صوت ہزار و نغمۂ بلبل کہان ہے اب

برگشتگی سے بخت کی سب کچھ عیان ہے اب
پھر دل ستم کشیدۂ جورِ بتان ہے اب

یہ فیض عام پیر مغان ہے کہ محتسب
میخانہ مین جو پیر تھا پہلے جوان ہے اب

ہان اے ہوائے شوق اُلٹ دے ذرا اسے
پردہ ہمارے اُنکے فقط درمیان ہے اب

تم سوئے چرخ دیکھ لو دزدیدہ آنکھ سے
پر خاش پر بہت ہی مری آسمان ہے اب

وہ بار بار دیکھتے ہین شرم سے اِدھر
ای جذب شوق دل کو کدھر ہے کہان ہے اب

جس دل پہ اتقا کا بھروسہ تھا ای شمیم
وہ دل شہید خنجر ناز بتان ہے اب

ردیف باے فارسی

بیدھڑک ہو کے جب ملینگے آپ
خویش و بیگانے سب ملینگے آپ

اہتو بیجان ہین ہوز فرقت سے
جان آئیگی جب ملینگے آپ

کونسی رات ہو کے بے پردہ
مجھسے کب لب بلب ملینگے آپ

ولولہ دل کو ہے یہ ننگے میرے
آفت آئیگی جب ملینگے آپ

حشر کے دن کا ہو اگر وعدہ
مین یہ سمجھونگا اب ملینگے آپ

یون نہ مانینگے آپ کچھ میری
نالے کھینچونگا تب ملینگے آپ

تم جو صحبت مین مجھکو بلواؤ
دیکھ لینا کہ سب ملینگے آپ

اے شمیم آہ کیا کہون اُسنے
وقت رخصت کہ کب ملینگے آپ

مرے دلپہ تجلی گراتے ہین آپ
غضب کرتے ہین مسکراتے ہین آپ

نہ آنا ہی ہرگز نہ آئینگے ہرگز
یون ہی روز باتین بناتے ہین آپ

مرے دلمین اب کیا ہی جو چھیڑتے ہین
جلے کو عبث کیون جلاتے ہین آپ

دھوان دھار کرتے ہین سارا زمانہ
لبون پہ مسی جب لگاتے ہین آپ

ذرا دل ہی مین آپ انصاف کیجے
کبھی آ کے صورت دکھاتے ہین آپ

ہنسو بولو کیسی حیا دیکھو صاحب
عبث شرم سے منھ چھپاتے ہین آپ

شمیم اب نہ لکھئے کوئی اور نامہ
کوئی دم مین تشریف لاتے ہین آپ

ردیف التاء

مدام پیش نظر ہی جو یار کیصورت
نہین اب مجھے نظر آتی قرار کیصورت

غم فراق نے اسدرجہ کر دیا لاغر / کہ گھلتے گھلتے ہوا ہین غبار کیصورت

نگر تو منع ہے مجھے دیکھنے سے ای ناصح / کمال شوق مین تکتا ہون یار کیصورت

مزا ہو یار ہو خلوت ہو اور گلشن ہو / یہ دونون ہاتھ ہون گردن مین یار کیصورت

خدا کا شکر ہی الفت ہماری لائی رنگ / وہ مضطرب ہین دل بیقرار کیصورت

نیا ستم ہی وہ ہر روز اختراع کرتا / نہین قرار اُسے روزگار کیصورت

وہ ہوئے جاتے ہین مغرور حسن پر اپنے / ابھرتا آتا ہی جوبن انار کیصورت

کبھی تو دلکو تسلی ہو سوز فرقت سے / کبھی تو دیکھین بت لونہار کیصورت

کبھی ہی وصل سے خوش گاہ ہجر سے پر غم / ہمارا دل ہی خزان و بہار کیصورت

کھٹک ہی زور دنیہ ہر آبلہ مین اپنی شمیم / نہین جو دیکھی ہی مدت سے خار کیصورت

دیکھ سکتا ہی بھلا کون کمر کیصورت / کسکو آتی ہی نظر تار نظر کیصورت

جستجو جاکے کرون تیری کہان پر آخر / سیکڑون گھر ہین مشابہ ترے گھر کیصورت

شعلہ رو ہونکی محبت مین یہ حالت ہی ہوگی / لخت دل منہ سے نکلتے ہین شرر کیصورت

رحم کر رحم یون ہی پائے حنائی چومون / آستان پر مین ہون حلقۂ در کیصورت

چودھوین شب ہے قمر بنکے بہت نکلا ہی / تم بھی آجاؤ لب بام قمر کیصورت

کرۂ نار نہان ہی مرے دلمین شب غم / آہین منھ سے جو نکلتی ہین شرر کیصورت

شب ستمگر نے گرایا جو نظر سے مجھکو / بجھ گئین حسرتین سب شمع سحر کیصورت

اے شمیم اُسکی جوانی کا جو آغاز ہوا / حسرتین بڑھنے لگین تازہ ثمر کیصورت

مشتاق ہین جلوے کے خریدار محبت / پھر تازہ کرو گرمی بازار محبت

بڑھتا ہی چلا جای یہ آزار محبت / اچھا نہ ہو یارب کبھی بیمار محبت

ہر داغ ہے دل کا گلِ خندان کے برابر
سرسبز مرے دم سے ہی گلزار محبت

انجام محبت ہی فنا آپ مین ہونا
لٹکا سرِ منصور سرِ دار محبت

بڑھتی ہی رہی سلسلۂ زلف کی الفت
یارب نہ چھٹے کوئی گرفتار محبت

جب رنج بڑھا حد سے تو راحت ہوئی حاصل
کیا خوب ہوئی کثرت آزار محبت

دل مین وہ نہین مستی بیخود مرے ساقی
اک اور ابھی بادۂ سرشار محبت

یہ حال ہوا عشق بتان سے کہ شمیم اب
دل کشتۂ الفت ہی جگر زار محبت

ردیف تاے ہندی

وصل کی شب ہے نہ تم اور بڑھاؤ گھونگھٹ
شرم کیا چیز ہے منھ پر سے ہٹاؤ گھونگھٹ

ہمنے مانا کہ حیا سے نہین اٹھتا تمسے
ہم اٹھا لینگے خود ہی پاس تو آؤ گھونگھٹ

مین نے اُنسے جو کئی بار کہا خلوت مین
بولے جھنجھلا کے ہٹاتے نہین جاؤ گھونگھٹ

جان سے جائیگا مشتاق جمالِ عارض
دیکھو دیکھو نہ تم اور بڑھاؤ گھونگھٹ

شربت دید سے بیمار کو صحت بخشو
جلوہ دکھلاؤ مری جان ہٹاؤ گھونگھٹ

تم ہو اور مین ہون شب وصل ہے اور خلوت ہے
بے تکلف رخ روشن سے ہٹاؤ گھونگھٹ

یہ نہ مانیگا شمیم جگر افگار کبھی
بس بہت ہو چکی اب رخ سے ہٹاؤ گھونگھٹ

وصل مین تو دلی ارمان نکالو جھٹ پٹ
صبح ہوتی ہے مقدر کو جگا لو جھٹ پٹ

وصل مین روٹھکے بیٹھے ہین وہ مجھسے لیکن
نیچی نظرین یہی کہتی ہین منا لو جھٹ پٹ

دیکھکر بزم مین مجھکو وہ عدو سے بولے
دیکھو دیکھو انھین محفل سے نکالو جھٹ پٹ

کاہشِ جان ہے پیوستہ غم فرقت ہر دم
اب نہ ترساؤ مری جان بلا لو جھٹ پٹ

دیکھکر حال دگرگون مرا وہ کہتے ہین
ہوش مین آؤ طبیعت کو سنبھالو جھٹ پٹ

ایک مدت مین رہا خوگر رنج فرقت
وصل کی رات ہے ارمان نکالو جھٹ پٹ

عرصۂ حشر مین اک اور نہ محشر ہو بپا
دیکھو دیکھو رخِ روشن کو چھپالو جھٹ پٹ

سر بالین پہ مرے آکے کہا اُس بُت نے
تمکو جانا ہے کہین اور تو جالو جھٹ پٹ

خیر سے آئیگا وہ ماہ لقا آج شمیم
دلِ بیتاب کو پہلو مین سنبھالو جھٹ پٹ

ردیف ثاے مثلثہ

چلا بہر دید حسینان عبث
مرا دل ہوا دشمنِ جان عبث

یہ کینہ ہے اے چرخ گردان عبث
ہو بعد دم گورِ غریبان عبث

نہو جبکہ پہلو مین وہ گلبدن
تمنائے سیرِ گلستان عبث

وہی ایکدن کی تر و تازگی ہے
یہ گُل آہ ہوتے ہین خندان عبث

وہ جوشِ جوانی وہ جوبن کا عالم
پھنسی دیکھکے مفت یہ جان عبث

گرفتار رنج و بلاے زمانہ
بتائین تمہین کیا مریجان عبث

ادھر دیکھلو اک نظر لطف سے
کرو تم نہ کچھ فکر درمان عبث

فسونگر ہے مکار وہ آہ ایدل
کہان جا پھنسا دشمنِ جان عبث

نہو جب اثر اس بُتِ سنگدل پر
تو اظہار اندوہ و حرمان عبث

نہین کوئی بہتر دوا وصل سے
نہ کر چارہ گر فکر درمان عبث

شمیم اُسپہ قابو نہین جبکہ اپنا
تو ہے فکر اندوہ ہجران عبث

تھی غضب وہ چشم فتان الغیاث
کردیا مدہوش و حیران الغیاث

اے سیہ بختی مری ہو وہ قمر
رونق بزم حریفان الغیاث

دل پھکا جاتا ہے سینہ مین مرا
الغیاث اے سوز ہجران الغیاث

الفت شعلہ وشان کر کچھ مدد
دل تپان ہی سینہ بریان الغیاث

فصل گل آئی رہا صیاد کر
کرتے ہین محبوس زندان الغیاث

ہند مین مضطر رہو کیون شرب چلو
الغیاث اے مرتضیٰ خان الغیاث

وصل عدو کا آہ نمایان اثر ہے آج
فریاد بے صدا ہی فغان بے اثر ہی آج

جلوہ نما جو بام پہ رشک قمر ہے آج
کہتے ہین سب یہ دیکھ فروغ قمر ہی آج

کن حسرتوں سے ہوتے ہین رخصت کسی سے ہم
کس بیکسی کی آہ نمایان سحر ہی آج

تلخی ہجر چاشنی موت ایک ہے
دم رک رہا ہے آنکھون مین لخت جگر ہی آج

اللہ کس کے خرمن جان پر گری برق
بیچین و مضطرب سبھی بہت وہ نظر ہی آج

وہ سب تمہاری ایک ادا نے اڑا لیا
اگلا سا جوش دلمین کہان ہی کدھر ہی آج

اب تاب ضبط صدمہ فرقت نہین رہی
لو تم بھی دیکھ لو کہ ہمارا سفر ہی آج

قاصد یقین نہین یہ خدا ساز بات ہی
میر الحاظ یار کو مد نظر ہی آج

کیا اے شمیم حال شب ہجر ہو بیان
بیچین دل ہی سینہ مین مضطر جگر ہی آج

یاد آئی ہین تمہاری آج
کٹی مشکل سے رات ساری آج

بوسہ نقش پائے یار لیا
آگئی کام خاکساری آج

شب فرقت کی کیا سحر ہی نہین
ہوگئی رات کیسی بھاری آج

کسکے ماتم مین بال کھولے ہین
کسکی ہوتی ہی سوگواری آج

پھر ہوا لطف عام پیر مغان
پھر ہوا ذوق میگساری آج

کر گئے ہین وہ وصل کا وعدہ / کل سے بڑھکر ہی بیقراری آج

ابر آئے ہین گھر کے گلشن پر / کیجیے شغل میگساری آج

ساتھ دشمن کے اُنکو دیکھا ہی / تیر دل مین لگا ہے کاری آج

یاد آئے شمیم کسکے لب / خون آنکھون سے کیون ہی جاری آج

بلوائین مجھے یا کہ وہ خود آئین ادہر آج / اے نالہ پر درد دکھا اپنا اثر آج

وہ آئے جو پہلو مین بت رشک قمر آج / سینہ سے کرون یاس کو مین شہر بدر آج

وہ آکے ملے بھی تو نگاہین نہ ملائین / لڑتی ہی رہی خواب مین بھی اُنسے نظر آج

پاتا ہی شفا اُن کا مریض ایک نگہ مین / بڑھ چڑھکے ہی اعجاز سے بھی اُنکی نظر آج

غصہ بھی سہونگا مین جفائین بھی سہونگا / سب کچھ مجھے منظور ہے اک بات مگر آج

تیر نگہ ناز نہان ہے مرے دل مین / اُٹھ اُٹھکے خبر دیتا ہی کچھ درد جگر آج

اے صبر مدد کر مری چھٹتے ہین وہ مجھسے / ہوتی ہے قیامت کی نمود از سحر آج

وہ جلوہ نما بزم عدو مین ہوے جا کر / اڑتی ہوئی پائی ہی یہ ہمنے بھی خبر آج

کیون تیغ بکف آج شمیم آتا ہے قاتل / کیا جانے کہ کیا اس کو ہی منظور نظر آج

ردیف حا

وہ بات باتمین کھنچتے ہین اب کمان کیطرح / ادا ادا مین بگڑتے ہین آسمان کیطرح

نکل گئے مرے ارمان دل بھی تنگ آ کر / کبھی تو نالہ کیصورت کبھی فغان کیطرح

حرم کو دیکھ لیا بت کدہ کو ڈھونڈھ لیا / نشان ملا نہ ترے گھر کا لامکان کیطرح

جناب شیخ بھی دیکھین تو لوٹ ہو جائین / وہ پیاری پیاری ادائین وہ بانکی بانکی طرح

بہار حُسن صنم نے یہ رنگ دکھلایا — کہ لٹ گئے مرے ارمان خزان کیطرح

نگاہیں پھیر کے وہ دل پہ وار کرتا ہے — نئی نکالی ہے ظالم نے امتحان کیطرح

پھر آنلاش میں اسد رجہ اک ستمگر کے — زمین پھری مرے ہمراہ آسمان کیطرح

ترے دہن سے کبھی حرف سخت جو نکلے — چبھے وہ دل میں مرے خنجر و سنان کیطرح

ہوا یہ بدلی یکایک نسیم گلشن کی — نہ وہ بہار کی صورت نہ وہ خزان کی طرح

پھر چلی دہر مین ہوا ئے قدح — بزم میخوار مین پھر آئے قدح

پھر وہی عیش زندگانی ہے — پھر ہر اک رند خوش ہو پائے قدح

پھر وہی موسم بہار آیا — پھر ہر اک لب ہی دہا ئے قدح

ہم وہ ہین رند حضرت ناصح — غیر ممکن ہی چھوٹ جائے قدح

مجمع رندون کا آج ہے ساقی — بزم عشرت مین دور پائے قدح

شرم سے وہ لجائے جاتے ہین — پھر نیا آج گل کھلائے قدح

مست و بیخود ہوان مین نسیم ہر دم — چشم مخمور کا بجائے قدح

ردیف خای معجمہ

پیاری صورت ہے انتہا کی شوخ — بھولی بھولی غضب بلا کی شوخ

لخت دل سے مرے ملا لو تم — ہو گی رنگت نہ یون حنا کی شوخ

لب نازک پہ سرخی پان سے ہے — اسکی تصویر مین بلا کی شوخ

دل دھڑکانے سے لگ گیا اپنا — بار سے اک حور پھر ہے تا کی شوخ

دل کو زخمی کیا جگر چھیدا — تیغ مژگان سے ہے کیا بلا کی شوخ

لائی خوشبو نسیم مدت مین — بھینی بھینی کسی قبا کی شوخ

کون محمل نشین آتا ہے — آج آواز ہے درا کی شوخ

لے لیا دل کو باتون باتون مین — نگہ ناز ہے بلا کی شوخ

دیکھکر خون دل کو میرے کہا — رنگت ایسی نہین حنا کی شوخ

کیون نہو اے نسیم شوخ غزل
جب طبیعت بھی ہو بلا کی شوخ

ردیف دال

کوئی بھی وار نہ قاتل کا چلا میرے بعد — دہن زخم نہ مقتل مین ہنسا میرے بعد

تمکو آے گا نہ پھر لطف جفا میرے بعد — کسکا دل ہے جو سہیگا یہ جفا میرے بعد

پیچ و خم اُسکے فقط میرے لئے تھے ورنہ — بل کی لیتی نہین وہ زلف دوتا میرے بعد

تھے یہ چہچہے وہ بلبل و گل کے نہ رہے — اور ہی ہو گئی گلشن کی ہوا میرے بعد

ایک مجھسے ہی فقط ضد تھی سب تجھے او ظالم — کون بے فیض ترے در پہ رہا میرے بعد

سوگ کیسا کہ وہان خوب ہوئی آرایش — لو وہ ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد

نہ ملی فرصت دیدار عدو کو ہرگز — محو نظارۂ جانان وہ ہوا میرے بعد

بند اُس بت کی قبا کے مرے ہاتھون سے کھلے — نہ ہوا کوئی بھی پھر عقدہ کشا میرے بعد

بھیڑ سی بھیڑ ہے غیرون کی ترے کوچہ مین — ایک محشر سا ہے ہر سمت بپا میرے بعد

میرے دم تک ہے فقط قدر تری او کافر — کوئی پوچھے گا نہ پھر تجھکو ذرا میرے بعد

ہاے رنگ اور نکالا بتِ کمسن نے نسیم
اور جوبن پہ ہوا نام خدا میرے بعد

ستم ہی آئیگا آئی جو تا زبان فریاد — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد

ستم رسیدہ وہ ہین ہم کرین جو عزم کبھی ہمارے ساتھ کرے سنگ آستان فریاد

شفیق حال ہین محبوس خستہ دل کی یہی ہمیشہ کرتی ہین پانون کی بیڑیان فریاد

یہ ہائے اوس پڑی کیسی باغ عالم مین بجائے خندۂ عشرت ہے ہر زبان فریاد

لے آئی اُس بُتِ کافر کو مضطرب کرکے بہت دنون مین ملی آج مہربان فریاد

شمیم کوچۂ الفت مین رہنا تم ثابت
نکالنا نہ کہین وقت امتحان فریاد

چمن سے آج نکلتا ہے کچھ دھوان صیاد جلا نہ ہو کہین بلبل کا آشیان صیاد

پتہ لگے نہ مکان کا ترے کہین ہرگز کرون جو کھول کے داغ الہ فشان صیاد

ستانا بیکس و بیدل کا کچھ نہین اچھا کہین نہ ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد

بھلا قفس سے کہان جا سکونگا تو ہی سمجھ نکال لے مرے پانون سے بیڑیان صیاد

پھنسا جو دام مین مین ناتوان و زار و نحیف تو پڑ گئین تنِ نازک پہ بدھیان صیاد

نہ کھاتا دانہ نہ پھنستا مین دام مین تیرے لے آئی موت ہی مجھکو کشان کشان صیاد

قبائے گل کے ہوئے پرزے پرزے گلشن مین اُڑائین یہ مرے نالون نے دھجیان صیاد

فراق گل کی عجب طول اک کہانی ہے بڑے مزے کی ہے سن لے تو داستان صیاد

کئے یہ جور و ستم تو نے موسم گل مین اُٹھایا باغ سے بلبل نے آشیان صیاد

شمیم دشت مین مسکن بنائینگے اپنا
یون ہی جو کرتے رہے ظلم باغبان صیاد

ردیف دال ہندی

دہر مین آ کر جوانی پر گھمنڈ
چند روزہ زندگانی پر گھمنڈ

حیف اے دل زندگانی پر گھمنڈ
ہیچ ہے ہونا جوانی پر گھمنڈ

جلوۂ بت ہو مبارک ناصحا
آپ کو اور آنا کانی پر گھمنڈ

یان دبال دوش میرا سر ہوا
اور وان تھا تیغ رانی پر گھمنڈ

ظاہرا ہین گو کہ باہم رنجشین
دل کو ہے اُس یار جانی پر گھمنڈ

دامن جانان اُچھل کر چوم لون
ہان یہ ہے اس ناتوانی پر گھمنڈ

شب جو باتین کین دہن ظاہر ہوا
یار کو تھا بے دہانی پر گھمنڈ

سُن تو لو مضطر نہ ہو جاؤ اگر
مجھکو ہے اپنی کہانی پر گھمنڈ

مثل راسخ ہی شمیم ہر دم مجھے
اُسکے فضل و مہربانی پر گھمنڈ

ردیف ذال

آج دلبر نے جو بھیجا ہے مجھے لکھکر کاغذ
چوما چاٹا کبھی رکھا کبھی سر پر کاغذ

تو بھی ایدل اُنھین لکھو آج مقرر کاغذ
ابتو وہ نام خدا پڑھتے ہین فر فر کاغذ

آہ دل ساتھ ہین اپنے جو اُسے لیجائے
اسکے آغوش مین جا کے گرے اُڑ کر کاغذ

وصف تل کا جو کبھی نامہ مین لکھکر بھیجون
خال رُخ کا ترے بنجائے ستمگر کاغذ

ذوق دیدار تھا اُس پردہ نشین کا ایسا
ایکدن مین اُسے لکھے ہین بہتر کاغذ

پڑھکے خط میرا یہ قاصد سے کہا اُس بت نے
اور دو چار لے آ یون ہی بنا کر کاغذ

کار خنجر کا مرے دل پہ ہے کرتا ہر دم
اس ستمگر کا ہے آفت کا ستمگر کاغذ

اپنی بیتابی کا مضمون جو لکھا اس مین
صفحہ حشر ہوا شوق سے پڑھکر کاغذ

مثل نواب سے خط یار کو لکھیون مین شمیم
خوب سے خوب ہو بہتر سے ہو بہتر کاغذ

وصل کا اُس بت سیمین کو لکھون گا کاغذ
کوئی عمدہ سے عمدہ مرے خط کا کاغذ

گالیان خوب لکھین پاسخ خط مین اُسنے / مجھکو پہونچا مری تقدیر کا لکھا کاغذ

شوخ مضمون کو مرے دیکھکے قاصد سے کہا / کسنے بھیجا ہی غضب کا یہ ستم کا کاغذ

جان لو آئی مرے تن مین جو دیکھا اُسکو / حرز جان ہو گیا اُس شوخ کا لکھا کاغذ

اسطرح بیکسی ہجر کا لکھا احوال / مضطرب ہو گیا وہ جب مرا دیکھا کاغذ

سوزش دل کا لکھا حال جو مینے اُسکو / جل گیا راستے ہی مین مرے خط کا کاغذ

مرثیہ سنج ہے مومن کیطرح تو بھی شمیم / رو دیا جس سے کہ دیکھا ترا لکھا کاغذ

ردیف راے مہملہ

یہ حالت ہو گئی اپنی جفائین اُنکی سہہ سہکر / کھٹک ہوتی ہی تھم تھم کر چمک ہوتی ہی رہ رہکر

تڑپ جاتا ہی دل ہر عضو تن سے شعلے اُٹھتے ہین / کسیکی چاند سی صورت جو یاد آتی ہی رہ رہکر

ہوا سب راز پنہان آشکارا ہو گیا رسوا / ستم ڈھایا سرشک دیدہ نے آنکھونسے بہہ بہکر

ہمارے زخمہائے کہنہ ہر دم تازہ ہوتے ہین / کہ بجلی گرتی ہی جب وہ نظر کرتے ہین تو تھہر تھہرکر

نہ کیونکر ہو چمک پہلو مین تھم تھم کر شب فرقت / کہ دلمین چٹکیان لیتا ہی بیٹھا کوئی رہ رہکر

وہ پھر دن سنتے ہین میری کہانی لطف آتا ہی / لے آئے راہ پر آخر ہم اپنا درد کہہ کہکر

کچھ ایسے ہو گئے مضطر کہ آخر ہو گئے بیخود / وہ میرا حال سُن سُنکر مین اپنا حال کہہ کہکر

نہ ہوتا کوئی بھی دشمن جو ضبط آہ یہ کرتے / پھنسایا دام مین بلبل نے خود اپنے کو چہک چہکر

وہ کہتے ہی رہے بس بس نمانی ایک بھی ہمنے / گلے سے خوب ہی انکو لگایا رات رہ رہ کر

جگر افگار ہی مضطر ہے دل چہرہ پہ زردی ہے / یہ حالت ہو گئی رنج فراق یار سہہ سہکر

غم الفت اور اُسپہ ہجر کی آفت شمیم ہے / سرشک دیدہ پہنچی آنکھ سے دلمین یہ بہہ بہکر

دیکھلے بت کو خدا کو مان کر — شیخ اتنا آج تو احسان کر
دلربا دلکش اداؤن سے تری — لے لیا دل کو کلیجہ چھان کر
طوطا چشمی کی بت پندار نے — پڑ گیا آفت مین اپنا جان کر
اے صنم کس دن مرے گھر آؤ گے — بات کہنا کچھ خدا کو مان کر
گر یہی ہرجائی پن ہے آپ کا — جان دیدونگا مین اپنی جان کر
وصل کی شب ہی حیا کو چھوڑ دے — آج تو پورے مرے ارمان کر

سوئے یثرب لو لگاؤ اب شمیم
عشق بت چھوڑ و خدا کو مان کر

تاب جلوے کی ترے دل مرا لائے کیونکر — اے صنم حال دگرگون ہے دکھائے کیونکر
دل مرا تنگ ہے انکا قد بالا ہے بلند — مجھکو حیرت ہے کہ وہ دل مین سمائے کیونکر
آہین اٹھتی ہین مرے سینہ سے لیکن بے اثر — جذب دل انکو مگر کھینچ کے لائے کیونکر
سخت جان مین ہون تو نازک ہے کلائی انکی — سر مرا تن سے وہ عیار اڑائے کیونکر
حسن پر اپنے وہ مغرور ہین عاجز دل سے — ہائے امید مری اسنسے بر آئے کیونکر
وہ شہ حسن ہے مین عشق مین اسکے ہون گدا — شرم آتی ہے مجھے پاس بلائے کیونکر

وہ جو روٹھا ہے شمیم اسکی بلا سے روٹھے
دل بھی ضدی ہے مرا اسکو منائے کیونکر

وصل کی شب ہے جگاؤن کیونکر — سوئے فتنے کو اٹھاؤن کیونکر
گھر پہ دلدار کو لاؤن کیونکر — اپنی تقدیر جگاؤن کیونکر
اس کو تنہائی مین پاؤن کیونکر — حالت زار سناؤن کیونکر
وہ ستمگر نہین سنتا میری — حال دل کا مین سناؤن کیونکر
اب وہ نالون مین نہین زور ذرا — حشر کوچہ مین اٹھاؤن کیونکر

پاسبان سخت ہی دشمن ہے فلک | یار کو جاکے مناؤن کیونکر
ضعف سے پاؤن تو اُٹھتے ہی نہین | خاک جنگل کی اُڑاؤن کیونکر
دل دیا جان بھی حاضر ہے صنم | حوصلے اور بڑھاؤن کیونکر
قبضۂ غیر مین ہے وہ نادان | اُس کو فقرے دمین اُڑاؤن کیونکر
عشق کندہ ہے ازل سے دل مین | نقش اُلفت کو مٹاؤن کیونکر

کم ہی کیا خار محبت سے شمیم
کانٹے بستر پہ بچھاؤن کیونکر

فراق ظاہری سے تنگ ہی دل شادمان ہوکر | خیال یار رہتا ہے ہمارے تن مین جان ہوکر
خطا پائیگا ای دل تو نہ لینا زلف کا بوسہ | پڑینگی پاؤن مین کاکل کے حلقے بیڑیان ہوکر
نہ کھُلتا بھید اُلفت کا جو یہ ضبط فغان کرتا | کیا رسوا دل نالان نے مجھکو رازدان ہوکر
کمر کو اور دہن کو جب لکھا معدوم تو بولے | نہ سمجھے بات اتنی بھی تم اتنے نکتہ دان ہوکر
کیا افشا غم الفت کو انکی اشکباری نے | بیان کرتی ہین آنکھین راز دل اپنا بیان ہوکر
وہ بحر حُسن خوبی جب نہاتا ہی لب دریا | تو موج زلف لہراتی ہی رخ پر مچھلیان ہوکر

یہی ذہن رسا کا ای شمیم اپنی ارادہ ہے
کہ لے ملک معانی کو مگر معجز بیان ہوکر

خفا وہ شوخ ہوا تیز و تُند خو ہوکر | ہم اُسکی بزم سے آئے بے آبرو ہوکر
سماعی بات کا کیا اعتبار ہو لیکن | ستم ہی کہتے ہو تم میرے روبرو ہوکر
یہ مست تھا کہ لبون سے ترے بُت کافر | لپٹ گیا ہمہ تن حرف آرزو ہوکر
وہی ہے ڈر کہ ترے کانین ہی آویزان | صدف مین جو کہ رہا تھا بے آبرو ہوکر
نکیون حریق شب ہجر اور جل جائے | وہ سرد مہریان کرتا ہے شعلہ رو ہوکر
الٰہی کون سی دلچسپ ایسی جا ہی یہان | ازل سے آتا ہی جو گل تو سرخرو ہوکر

ہوا ہے بوسہ مین امید ہی شمیم سے مجھے
دہن مین اُسکے رہون حرف آرزو ہوکر

نہین ممکن کہ قابو ہو مجھے اُس شوخ بدظن پر
مرے ہی حسرتون کا خون ہوگا میری گردن پر

گوارا کرے محنت ایدل راحت طلب تن پر
مگر تا حد امکان بار منت لے نہ گردن پر

دماغ ماہ تابان عرش پر اب ہی مگر کب تک
ذرا آنے تو دو اُس طفل مہ پیکر کو جوبن پر

معزز جو سوا ہین۔ ہی سیہ بختی سوا اُن کو
ہمیشہ جامۂ اسود رہا ہے کعبہ کے تن پر

ادہر چاک جگر پر مرے وہ ٹانکے لگاتے ہین
اُدہر تھا خندۂ دندان نمائی زخم سوزن پر

کبھی غصہ سے پیشانی پہ جو بل پڑگیا اُسکی
ہلال عید کا عالم ہوا ہے بانکی چتون پر

شہید ناز کا محشر مین شاہد کون نکلے گا
مگر ہان چند چھینٹین خون کی ہین قاتل کے دامن پر

دباؤ بڑہنے والے کو کہ حد سے بڑہتا جاتا ہی
نگاہین پڑتی ہین نام خدا اب اُٹھتے جوبن پر

کسی نے بھی نہ دیکھا دل اڑایا کسطرح اُسنے
گمان جادو کا اب ہوتا ہی چشم شوخ پرفن پر

سوال وصل پر کیا کیا وہ بگڑے بزم خلوت مین
گری برق غضب افسوس میرے وصل کے خرمن پر

دل نادان کے کہنے سے چلے پھر کوئے جانان کیا
شمیم اتنا بھروسہ اور وہ بھی قول دشمن پر

کیونکر وصل مین ہو یاس مجھکو اپنے ارمان پر
تبسم تک نہین آتا لب رنگین جانان پر

نہین افشان کی ذرہ آبروے خمدار جانان پر
صف عشاق مین جوہر عیان ہین تیغ بران پر

نہین گو دسترس حال دل محزون کہے ارمان پر
پہنچ سکتا نہین کیا ہاتھ بھی اپنے گریبان پر

کیونکر طعنہ زن ہر قطرہ آنسو ہو مرجان پر
مرا دل خون ہوا ہے آج اُنکی سرخی پان پر

چھپا کر رخ کو بالون سے ہوئی پنہان وہ نظر دلسے
پریشانی نہی حاصل ہوئی حال پریشان پر

کیا کر جل نہ او زلف سیاہ عشاق سے اتنا
نہین زیبا ہے تجھکو ناز اس حال پریشان پر

نہ تجھکو کچھ بھروسا ہے مری توبہ پہ اے زاہد
مجھکو کچھ بھروسا ہی بتون کے عہد و پیمان پر

تغافل سے نہین غافل وہ پھر کیا لوگ کہتے ہین
کہ اُسکو کچھ توجہ ہی نہین حال اسیران پر

چمن مین قطرۂ شبنم بنگیا اور بحر مین گوہر
حصول قدر ہی موقوف استعداد انسان پر

فلک نے نیک اختر کو جگہ جب دی تو اعلی دی
مقام خال مشکین دیکھیے ہے روے جانان پر

نہین منظور ہے صیاد بلبل کی جو آزاری
قفس ہی کو توڑ رکھدے لاکے دیوار گلستان پر

پھر آخر عاشق و معشوق ہو جاتے ہین اک صورت
ہوا ثابت نظر کی گل کی جب چاک گریبان پر

منجم نے کہا مجھسے پڑی ہی جب سرنوشت اُسکی
لکھا ہی حشر تک رونا بیاض چشم گریان پر

ہماری آہ آتش بار کے بیشک شرارے ہین
گل لالہ نہین ہین جابجا صحرا کے دامان پر

یہ سوکھا جامۂ تن اک گل تر کی محبت مین
کہ اک کانٹا نہین ایسا کوئی صحرا کی دامان پر

شمیم خوش نوا موقوف کیجے شعر خوانی کو
گرے پڑتے ہین سُننے کو سخندان اب سخندان پر

وفور شوق سے قابو نہین باقی رہا دل پر
تمنا لوٹتی پھرتی ہے آب تیغ قاتل پر

نہ ہو زلف سیہ کسطرح روے پاک قاتل پر
کلف ہوتا نہین کس شب نمایان ماہ کامل پر

جوانی اور پھر رنگین مزاجی سخت مشکل ہے
وہان قبضہ نہین جو بن پہ یان قابو نہین دل پر

خجالت سے کٹا جاتا ہی یہ گھٹتا نہین ہرگز
کہ ہے خورشید کا احسان روے ماہ کامل پر

نگہ بگڑی تھی اُسکی اب لگین زلفین بھی بل کھانے
بلا کا سامنا ہی سخت مشکل ہے یہ مشکل پر

پھڑک جاتا ہی دل پہلو مین کیا جوش شہادت ہے
نگہ پڑتی ہی جب آئینۂ شمشیر قاتل پر

مجھے کیونکر نہ آئے رشک اُسکو دیکھکر ایدل
کہ ہی فانوس کو کسطرح قبضہ شمع محفل پر

وہ قاتل دم بخود ہی فرط حیرت سے پس از کشتن
کوئی تھا درد کا مضمون چشم قاتل پر

زمانے مین لیے پھرتی ہی اُسکا حسن پنہانی
مجھے ایدل بڑی حیرت ہی بوے گل کی محمل پر

رہی بعد فنا بھی عاشق و معشوق سے نسبت
لگاتا شاخ گل کو باغبان خاک عنادل پر

مری ناکامی بخت سیہ کا رنگ نکھرا ہے
سیاہی جو سوا ہی زلف دود شمع محفل پر

لئے پوشیدہ دام زلف وہ صیاد پھرتا ہی
نہ ہرگز کھولنا اپنے کبھی ای طائر دل پر

نہ کیون گردش مین لائین اک جہانکو اپنی چالونسے
بلا کے فتنے بیٹھے ہین سواد چشم قاتل پر

مسخر کر لیا ہی اُس پریکو میٹھے باتون سے
زبان کو ہی مری کیا فوقیت تسخیر عامل پر

شب فرقت ہی کیا کم تھی کہ ذکر اُنکا نکل آیا
گرا ہی لشکر غم لوٹ کر ارمان بھرے دل پر

کتابی چہرۂ جانان پہ ہی زلف سیہ شب بھر
ہوا ہی ہندوٗ کافر کا قبضہ اب حمائل پر

پلا بھر بھر کے ساغر آج تو دریا دلی سے تو
شراب ارغوانی ساقیا ہی وقف محفل پر

تمہین جانا ہے جاؤ شوق سے اتنا تو فرمائے
تمہارے ہجر مین گذریگی کیونکر مضطر دل پر

شمیم نکتہ دان کیا خوب لکھی ہے غزل تمنے
کہ جو دل کھینچنے مین فوق ہی تسخیر عامل پر

ہے فدا ہر دم بت عیار پر
کعبہ دل حلقۂ زنار پر

ہے فزون داغونسے یہ گلزار پر
نظر مین پڑتی ہین دل افگار پر

بزم مین ہر دم نظر ہے اسطرف
لوٹ ہی یہ دل ادائے یار پر

ساقیا بھر دے مئ گلگون کا جام
ابر ہے چھایا ہوا گلزار پر

اے مسیحا جلد لے آکر خبر
آج کی شب ہے گران بیمار پر

اُف ری مستانہ روش ظالم تری
مرمٹے ہم شوخی رفتار پر

دیکھئے کسدن نظر ہو لطف کی
آنکھ رہتی ہے نگاہ یار پر

آشیان بلبل کا تھا جو باغ مین
برق تھا آکر گری گلزار پر

ابر مین ہے لطف میونوشی شمیم
جھمگٹھے ہے خانۂ خمار پر

ہجر مین شاد رہیگا دل شیدا کس پر
یار جاتا ہے سب مجھے چھوڑ کے تنہا کس پر

صورت آئینہ حیران ہی چمن مین ہر دم
عاشق زار ہوئی نرگس شہلا کس پر

وہ زمانہ ہی نہین ہائے وہ ساقی ہی نہین
ہم کرین دید مین اب خواہش صہبا کس پر

بل کی اینٹھ بہت آج ترے شانون پر
آفتین لائیگی یہ زلف چلیپا کس پر

آہ سفاک جفا دوست ستمگر قاتل
دل مرا آگیا اے بار خدایا کس پر

کچھ تو جاتے ہوے تسکین دیجاؤلے
ہجر مین آپکا بیمار جیئے گا کس پر

وہ خفا چرخ عدو برسر کاوش اغیار
بخت اپنا جو چمکتا تو یہ تمکتا کس پر

مثل بلبل کے نہین بوے وفا یار نہین
چمن دہر مین اپنا ہو بھروسا کس پر

آفت جان ستمگار فسونگر عیار
کیا کہین ہم کہ دل آیا ہے ہمارا کس پر

داغ کی مثل یہی قول ہے اپنا بھی شمیم
دوستی کا ہو زمانہ مین بھروسا کس پر

ہم اُسکی نظر مین رہے ہے خارونکے برابر
بیٹھا نہ کبھی آکے وہ یارون کے برابر

اٹھتے ہی نظر اُنکی جگر ہے مرے دلسے
یہ فتنہ ذرا سا ہے ہزارون کے برابر

ہم حسلہ کا میخانہ مین دکھلائین تمہین لطف
اے شیخ کبھی بیٹھو تو یارون کے برابر

اس ترک کے چشمان غزالی کے مقابل
آہو نظر آتے ہین چکارون کے برابر

آڑتی یہ نہین لخت جگر آہون مین شب کو
یاقوت نکلتے ہین شرارون کے برابر

اُس ترک کی ابرو کے مقابل ہین نگاہین
موجود ہین خنجر بھی کٹارون کے برابر

تا دیکھ لون اُنکو دم آراستگی حسن
رہتا ہون کھڑا آئینہ دارون کے برابر

مین کیا ہوا بیٹھا ہون جو نزدیک عدو کے
گل بھی تو ترے رہتے ہین خارون کے برابر

ہین سیکڑون ہی داغ جفاؤنکے شمیم آہ
دل بھی ہے مرا لالہ عذارون کے برابر

گر پڑا پاؤن پہ تیرے دم رقصان جھکر
یار جائیگا کہان گوشہ داماں جھک کر

جو کہ با فیض ہین وہ سر نہین کرتے ہین بلند
باغ مین رہتی ہے ہر شاخ گلستان جھک کر

کس کے ڈسنے کا ارادہ ہی بتا تو کافر
آئے ہین پاؤن پہ کیون گیسوئے پیچان جھک کر

یار آغوش مین میرے جو کبھی سوتا ہی
چوم لیتا ہون مین اُسکا رخ تابان جھک کر

نیم بسمل مجھے مت چھوڑکے جا اے قاتل
اور اک ہاتھ لگا مین ترے قربان جھک کر

پھر ہوا باد بہاری کا ہی جوش خروش
بلبلین جاتی ہین پھر سوئے گلستان جھک کر

ہون وہ مین شاہ سخن ملک معانی کا شمیم
شعرا لینگے ادب سے مرا دیوان جھک کر

ردیف زائے معجمہ

رہتا ہے جو تصور مژگان یار روز
کاوش پہ میری قلب کے ہی نوک خار روز

رونق فزا ہے وہ گل رنگین عذار روز
گلشن کیطرح بزم مین ہی اب بہار روز

اپنی دعا ہے تجھسے یہی کردگار روز
دیکھین حبیب پاک کا تیرے مزار روز

سدرہ وصال یہ ہو جائیگا ضرور
بڑھتا گیا جو دل مین تمہارے غبار روز

پہونچا دیا ہے یار نے پھولونکو عرش پہ
چوٹی سے لپٹے رہتے ہین بیلے کے ہار روز

ثابت ہوا صدف سے کہ کرتا ہی پاش پاش
صافی گہر کے سینہ کو یہ روزگار روز

ہر چند جبر کرتا ہون مین اپنے قلب پر
ہوتا ہے اُسکی یاد مین بے اختیار روز

اشجار سب نہال ہین گل باغ باغ ہین
سیر چمن کو آتا ہے رشک بہار روز

کبتک کہا کرے گا کہ تجھے کل کرونگا قتل
کرتا ہی قتل مجھکو ترا انتظار روز

گو ہر ہے عمر تار نفس سے ثبوت ہے
بیجا نہ خرچ کر گہر آبدار روز

اعدا بہ شکل شیشۂ ساعت ہین اے شمیم
ظاہر مین صاف دل ہین مگر ہے غبار روز

ہمدمو لطف گلستان نہ ستانا ہرگز
اب نہین آئے گا اگلا وہ زمانا ہرگز

لطف اگلا نہ مجھے یاد دلانا ہرگز ۔ دوستو دل نہ دکھانا نہ دکھانا ہرگز
عارضی ہین چمنِ دہر کے سب گل بوٹے ۔ دل کو تم باغ جہان مین نہ لگانا ہرگز
ہوش مین آؤ جو کرنا ہی اسی دم کر لو ۔ پھر نہین آئیگا جا کر یہہ زمانا ہرگز
غنچہ ہنس ہنس کے رلائینگے تمہین رہ رہ کر ۔ باغ مین جا کے نہ جی اپنا کڑھانا ہرگز
درد دل کی وہ کہانی مین سناؤن تم کو ۔ نہ سنا ہوگا کبھی ایسا فسانا ہرگز
تذکرہ عرشی مرحوم کا کر کے ہمدم ۔ نشترِ غم نہ مرے دلپہ لگانا ہرگز
ہائے وہ مجمع احباب وہ کلام رنگین ۔ اب نہ آئیگا کبھی ایسا زمانا ہرگز

یاد وہ صحبتین تم کر کے شمیم خستہ
سکۂ رنج جگر مین نہ جمانا ہرگز

پھرا ہے میری موافق یہ آسمان کس روز ۔ ہوا ہے حال پہ میرے کرم وہ مہربان کس روز
خیال دل سے یہ مٹجائے دغدغہ نکلے ۔ کہو تو لوگے مری جان امتحان کس روز
تمہارے واسطے مضطر ہوا نہ مین کس شب ۔ تمہارے ہجر مین کھینچی نہین فغان کس روز
وہی بہار مین دام بلا کے پھندے تھے ۔ مرا شفیق ہوا آہ باغبان کس روز
ستم ہے اسپہ بھی یہ جور بر قرار رہے ۔ سنی نہ تمنے مرے دل کی داستان کس روز
یہ مینے جانا ملوگے ضرور تم مجھ سے ۔ مگر کہو تو مری جان کب کہان کس روز
ہوا نہ ماتم دل آہ کون سی شب مین ۔ نہ رویا گھر پہ مرے آکے نوحہ خوان کس روز
شب فراق مین آ کے خانۂ تن مین ۔ ہمارے دل مین نہ لین اُسنے چٹکیان کس روز
ہمیشہ خوف رہا فصل گل مین بیتاب جگر کا ۔ گیا ہو دلسے مرے خدشۂ خزان کس روز

وہ ہم سے وعدہ کرین ای شمیم تم اُنسے
مزے مزے سے یہ پوچھین کہ مہربان کس روز

مضطر جگر ہی سینہ مین دل ہی تپان ہنوز ۔ ہی بر سر فساد مگر آسمان ہنوز

اُٹھتے ہین دلسے شعلے تو سینہ سے دود آہ
نامہربان نہین ہے مرا مہربان ہنوز

اللہ ری چاشنی لب جان بخش یار کی
لیتی ہے ذائقہ مرے مُنہ مین زبان ہنوز

ہے آنے کی جو رشک مسیحا کی آرزو
اٹکی ہوئی ہے ہونٹون پہ پھر قیمتین جان ہنوز

رو ئی تھی کس کی سرخی پانکی یہ یاد مین
باقی ہی میری آنکھ مین خون کا نشان ہنوز

دل لینا کیا وہ جانے وہ سمجھے جفا کو کیا
اُسکو ذرا بھی یاد نہین شوخیان ہنوز

مومن ہوئے یہ درد کے مانند اے شمیم
دل سے نہین گیا ہے خیال بتان ہنوز

اب ہمسے ترا بگڑا ہے ہر ناز ہر انداز
سچ تو یہ ہی آفت کے ہین پتلے یہ انداز

ہی جوش جنون دل نادان یہ ہی قیامت
ہر سمت لیے پھرتا ہے یہ خانہ بر انداز

اُس گل کی محبت کا بڑھانا نہین اچھا
ڈرتا ہون کہ ہو جائے نہ پھر کوئی در انداز

اے بُت تو سراپا ہے مگر فتنۂ محشر
ہر ناز ستم ہے تو قیامت ہی ہر انداز

قسمت نہ چمک کر مری سو جائے شب وصل
اے زلف سیہ تاب زیادہ نکر انداز

قبضہ ہے ستمگار کے دل نکلے تو کیونکر
آفت ہے ادا ناز ستم فتنہ گر انداز

سیماب دلی ہست بہ پہلوے شمیمی
اے آئینہ حسن لبسو پیش نظر انداز

ردیف سین مہملہ

غیر سے کر تم ملو ہزار افسوس
ہمکو ترسا دو گلعذار افسوس

نہین باقی رکھا ستمگر نے
نام تک کو مرا مزار افسوس

نہ بلایا مجھے کبھی تم نے
اپنی محفل مین ایک بار افسوس

جب قفس سے چھٹے تو ای ہمدم
یہ سنا ہو گئی بہار افسوس

قصۂ ہجر سن کے وہ بولے ہوگیا یہ گلے کا ہار افسوس
جوش وحشت سے ہوگیا اپنا جیب و دامان تار تار افسوس

کیا ہوا اے نسیم اس دل کو
ایک پل بھی نہین قرار افسوس

مٹی مین ملگیا ہے مرا جسم زار بس بس ابتو آہ اے فلک کجمدار بس
مین اور ترک الفت دلدار خیر ہے بس بس زبان کو روک مرے غمگسار بس
تسکین جو مریض کی چاہتے ہو ہجر مین تم کھینچدو اتار کے پھولون کا ہار بس
صدمے سہے ہین ہجر کے یانتک کہ اب ہے کہتا ہون تنگ آکے یہی بار بار بس
پہونچا زمین سے تا بفلک تیرے ساتھ ساتھ لیجائیگی صبا تو کہانتک غبار بس
کب تک شب فراق کو حشر سہا کرون اب ہو نگاہ لطف مرے گلعذار بس
مشت غبار تک نہ رہے کوئے یار مین بس بس چکا مین گردش لیل و نہار بس

کب تک رہے نسیم جدا اپنے یار سے
بس بس کہانتک اے ستم روزگار بس

اب بجز بیتابی کے کیا ہے مجھ مضطر کے پاس ایک دن تھا وہ بھی کس مدت سے ہی دلبر کی پاس
رنج کا ساتھی بجز ہمدم کوئی ہوتا نہین غیر گریہ کب کوئی آتا ہے چشم تر کے پاس
عرش اعظم سے فزون پایہ مرے سر کا ہوا ہاتھ لایا جب قسم کھانے کو میرے سر کے پاس
آتش رنگ گل رخسار کا ہے یہ پسند خال مشکین ملتے ہی عارض انور کے پاس
ہے سراسر گوش گل بلبل کی یہ سنتا نہین اے دل نالان کوئی کیا جائے ایسے کر کے پاس
گو فنا ہین مرکب شر سے ہی ذات بشر پر بشر ایسے بھی ہین جاتے نہین جو شر کے پاس

جانب گل ہے طبیعت کو ہی رغبت اے نسیم
اہل عالم بیشتر جاتے ہین اہل زر کے پاس

کرتی ہی خوار خستہ دل نفس و عصیانکی ہوس
اچھی نہین ہے ہر گھڑی اید دست انسانکی ہوس

دونون خدائی خوار ہین تو ہو کہ ہین ہم ان عشق مین
بلبل تجھے گل کی ہوس مجھکو ہی جانانکی ہوس

پھر جوش عشق گل نا ہو گیا پھر دل کا ہی سودا بڑھا
پھر دست وحشت کو ہوئی چاک گریبانکی ہوس

کیا جانے غنچہ روسیہ میری محبت آپ سے
بلبل کے دلسے پوچھئے گلہای بستانکی ہوس

ہر [illegible] بتان اسطرح سے خاطر نشان
ہو جیسے کہ دلمین نہان مومن کے ایمانکی ہوس

پہلے تو دل تمنے لیا پھر رنج ہجران کا دیا
اُسیر یہ طعنہ ہی بجا ہی تمکو ہے ارمانکی ہوس

جب قتل تمنے کر دیا تو خاک مین بھی دو ملا
اب اور کیا باقی رہی اس جسم بیجانکی ہوس

ایدل مریض عشق ہی بس ہو چکی صحت تجھے
بے سود ہی فکر دوا بیکار درمانکی ہوس

دنیا کے لینے کیلئے دنیا کمانے کیلئے
دنیا مین چکر کھاتی ہی ہر فرد انسانکی ہوس

رُخ پر نہ ڈال اپنے نقاب اے نازنین ناز آفرین
پوری تو ہو جائے کبھی چشم پر ارمانکی ہوس

یارب دکھا کوئے صنم پوری ہو دلکی آرزو
دنیا مین ہی دل کو مرے گلزار رضوانکی ہوس

کہتا ہون شعر نغز مین اُس گل کی جب تعریف مین
کہتا ہی تمکو ہی مگر ترتیب دیوان کی ہوس

پھر آبلون مین ہے کھٹک ہے ہی شمیم خستہ کے
پھر پاؤن مین پیدا ہوئی خار مغیلانکی ہوس

ردیف شین معجمہ

پھر ان دلون ہی سر مین سمائی ہوائے عیش
سامان کر رہا ہون مہیا برائے عیش

دل آج بیقرار ہے میرا برائے عیش
کچھ تو ہی اے طبیب بتا دے دوائے عیش

آرام ایک حال پہ اس چرخ کو نہین
اکدن صدائے ہجر ہی اکدن صدائے عیش

غم دور اس سے ہوتا ہی دونون جہان کا
ساقی شراب لا کہ یہی ہی دوائے عیش

وہ اور شب فراق کے صدمے اوٹھائے حیف
جسکے مدام لب پہ ہو خندہ ہائے عیش

بے ساقی و شراب نہیں جہین ایک دم
کیسی پڑی ہے جان پہ آکر بلائے عیش

اک شب کے عیش نے یہ نزول بلا کیا
یعنی شب فراق ہوئی خونبہائے عیش

اللہ رے انقلاب زمانہ کو دیکھنا
اب ہین شب فراق کے صدمے بجائے عیش

کیا کیا مزے اڑاتے شب قبل ازین ہم
قسمت سے کل کٹے ہین بند قبائے عیش

ناحق جو وہ بت ہوا ہے ناخوش
شاید کہ ہوا خدا ہے ناخوش

لے تجھ سے نہ بوسے لینگے کبھی ہم
دل ہم سے اگر ہوا ہے ناخوش

اک بوسہ لیا تھا لعل لب کا
اس بات پہ ہو گیا ہے ناخوش

ہر چند اسے بہت منایا
پر اب بھی ذرا ذرا ہے ناخوش

ہین سنگ حرم سے بت نہ سب
شیخ ان سے عبث ہوا ہے ناخوش

اس کبک خرام کے قدم پر
سر رکھ دیا جب چلا ہے ناخوش

اب ڈوب مرینگے ہم بھی جا کر
آخر تو وہ آشنا ہے ناخوش

سر تن سے جدا نہیں وہ کرتے
اور غیر یہان جدا ہے ناخوش

محبوس بلا سے کر نہ اے دل
کاکل ترا مبتلا ہے ناخوش

ارمان شب وصل نکلین کیونکر
وہ شام سے ہو رہا ہے ناخوش

حق یار کا کس طرح ادا ہو
مجھ سے ناحق ہوا ہے ناخوش

اے بت ہے تجھے خدا کی سوگند
کیون دل سے مرے ہوا ہے ناخوش

آنے جو لگا شمیم دو دم
معلوم ہوا ہو اسے ہے ناخوش

ردیف صاد مہملہ

بدر اس رخ کے مقابل ناقص
ناقص اسد رجہ کہ کامل ناقص

خصم بنا ظرف کے یہ معنے ہین
نہ ہوئی بعد فنا گل ناقص

اشک میرے نہ رکے مژگان سے
اس سمندر کا ہے ساحل ناقص

رمز سے عشق کے واقف جو نہین
جان لیجئے کہ وہ ہے دل ناقص

عشق کا جن نہ اُتارا تونے
سب عمل ہین ترے عامل ناقص

قتل کرنا ہے تو کر ابروسے
اور تلوارین ہین قاتل ناقص

بار فرقت نہین اُٹھ سکتا ہے
کس قدر ہے یہ مرا دل ناقص

زخمی تیغ نگہ ہے کر شکر
یہ تڑپ ہے دل بسمل ناقص

پیر میخانہ سے دل جا کے بدل
زاہدا ہے یہ ترا دل ناقص

مجھکو رکھا ہے بدن ہین زنجیر
آہنی ہے یہ سلاسل ناقص

تم مدد کیجیو مولا میری
منزل گور ہے منزل ناقص

دل نے ڈالا غم الفت ہین شمیم
کیون نہ ہو صحبت جاہل ناقص

ردیف ضاد معجمہ

حسن سے لالہ زار ہے عارض
خوب ہی پُر بہار ہے عارض

کیا بتاؤن مین اداے ہمدم
الفت نو بہار ہے عارض

آبلون مین کھٹکتا ہے پھر اپنے
خلش نوک خار ہے عارض

ہان ترقی عشق بلبل کو
بانگ صوت ہزار ہے عارض

عشق بت ترک تو کرین لیکن
ستم روزگار ہے عارض

وصل مین کس طرح برآئے امید
نگہ شرمسار ہے عارض

کیا کہون اے شمیم مین کسسے
ہائے عشق نگار ہے عارض

ہم دل جلون کو جور و تظلم سے کیا غرض
یعنی تمہارے برق تبسم سے کیا غرض

ہم ہین شہید گردش چشم بتان شوخ
ساقی ست کیا غرض ہے ہمین خم سے کیا غرض

بیٹے بگڑکے حال مرا سنکے مجھسے وہ
ہمکو تمہاری باتو لنسے اور تمسے کیا غرض

اُسکی بلاسے کوئی جیے یا کوئی مرے
اُسکو نگاہ لطف و ترحم سے کیا غرض

جلباب مین لئے بھی ہین پنہان شمیم شیخ
کہتے بھی جاتے ہین کہ مے و خم سے کیا غرض

خط شبرنگ نسمجھو یہ کنار عارض
دود افغان سے ہوگیا آگے حصار عارض

آج کل آئینہ ہے ہمدم دیار عارض
حیرت انگیز نہ کیونکر ہو بہار عارض

سوتے مین عارض پرنور کے لینگے بوسے
دہوکے کی ٹٹی مین کھیلینگے شکار عارض

شمع بھی جلتی فرقتین تری گھٹ گھٹکر
گل اکیلا ہی نہین باجگذار عارض

خط شبرنگ سے توام ہو مگر صبح بہار
ایک سا اندنون ہے لیل و نہار عارض

گرمی حسن سے دل خاک ہوا ہے جلکر
کسقدر شوخ ہے ای یار شرار عارض

زلف نے گرد رخ روشن کو چھپایا ہے شمیم
ڈھونڈ لینگے دل پر داغ دیار عارض

ردیف طائے مہملہ

آج پہونچا جو اُن کا پیارا خط
ہوگیا درد دل کا چارا خط

اسے خوشا وہ پڑہے ہمارا خط
اور پھر شوق دل سے سارا خط

وقت لکھنے کے روئے ہم یانتک
ہوگیا دُھلکے صاف سارا خط

حال سوز فراق جب لکھا
ہوگیا آگ کا شرارہ خط

دل کی تسکین کو بھیجدو صاحب
گاہے ماہے کبھی خدارا خط

بات رہجائے بزم دشمن مین ‖ سرسری دیکھ لو ہمارا خط
ہمتو تھے جان دینے پر طیار ‖ ناگہان آگیا تمہارا خط
دل نہ توڑو ذرا خیال کرو ‖ دیکھ لو دیکھ لو ہمارا خط
آتش ہجر کا جو ذکر کیا ‖ ہوگیا جل کے خاک سارا خط
خوبی بخت لیکے قاصد سے ‖ کردیا اُسنے پارا پارا خط

ہوگیا اے شمیم دل خستہ
مرہم زخم دل بچارا خط

ردیف ظاء معجمہ

آتے ہی غیر کے نہ رہا کچھ حیا لحاظ ‖ بس جائیے بھی دیکھ لیا آپ کا لحاظ
مجھکو فراق غیر کو ہین تحفین نصیب ‖ اچھے بُرے کا کچھ نہ رہا بے وفا لحاظ
کیا گل کھلایا جوش جوانی یار نے ‖ رخصت ہوا حجاب بھی اور اُڑ گیا لحاظ
اللہ رے سادگی کہ شب وصل ناز سے ‖ کہتے ہین وہ کرے گی ہماری بلا لحاظ
تمکو حجاب آتے ہین اور جان لب پہ ہے ‖ میرے لئے تو ہوگیا تیر قضا لحاظ
یون مجمع رقیب مین کل کے نہ بیٹھئے ‖ اےجان کچھ تو کیجیے بہر خدا لحاظ

ڈر ڈر کے ہے شمیم گیا کوئے یار مین
اُس گل کی شوخ چشمی کا ایسا ہوا لحاظ

بے پردہ آج جلوۂ قامت ہے الحفیظ ‖ برپا جہان مین شور قیامت ہے الحفیظ
دل مجھسے لیکے جان کی طالب ہوئی [illegible] ‖ اُنکی نگاہ ناز قیامت سے ہے الحفیظ
یان تن سے جان جاتی ہے کوئی گھڑی [illegible] ‖ وان اُنکو اپنا عذر نزاکت ہے الحفیظ
باہم صفائی آج مقابل ہین [illegible] ‖ اے یار مجھسے دلمین کدورت ہے الحفیظ

کرتے ہین ضد وہ جان کے لینے مین باربار
دل کو کوئی کسطرحسے بچائیگا میری جان
تم آتے ہی رہے کہ سحر ہو گئی نمود

کسطرح کہی یہ آج مصیبت ہے الحفیظ
ہر عضو مین تمہارے شرارت ہے الحفیظ
آنا تمہارا طرفہ قیامت ہے الحفیظ

برپا ہزار فتنۂ محشر مین اے شمیم
آنا کسی پہ دل کا قیامت ہے الحفیظ

ردیف عین مہملہ

ہرگز کبھی نہ بزم مین سر کو اٹھائے شمع
کیونکر کرے نہ اپنے کو ہر دم فدائے شمع
کیا منہ جو روئے یار کے آگے فروغ پائے
آخر یہ خون جائیگا پروانون کا کہان
کیا دل جلون کو اور جلانیسے فائدہ
جب جانین ہمتو سوز محبت کا کچھ اثر

عارض کو میرے یار کے گر دیکھ پائے شمع
پروانہ کو پسند ہے ناز و ادائے شمع
گر لاکھ بن سنور کے شب وصل آئے شمع
کیونکر نہ اپنے آپ کو شب بھر جلائے شمع
کوئی نہ میرے سامنے لاکر جلائے شمع
خورشید کو بھی داغ فلک پر لگائے شمع

ردیف غین معجمہ

رخشندہ یون ہے سینہ کا ہر ایک میرے داغ
وہ ناتوان ہو نین کہ مرے کاروان کا آہ
کیا روئے عیش و بادۂ ساقی نصیب ہو
افسوس کیا ہوا دل وحشی کہان گیا
کسنے یہ آج باغ مین جلوہ دکھا دیا
جو بن نے انکو اور بلا مین پھنسا دیا

روشن ہو جسطرح شب تار یک مین چراغ
اب جستجو سے بھی نہین ملتا ہے کچھ سراغ
ملتا نہین ہے ہجر سے اکدم مجھے فراغ
ملتا نہین حسینون کی محفل مین بھی سراغ
غنچہ شگفتہ ہوتے ہین بلبل ہے باغ باغ
ملتا نہین ہے عاشقو نسے اکدم فراغ

نشہ نے اپنا رنگ جمایا نہین ہے کچھ ‏— ساقی دے اور بھر کے ابھی تو مجھے ایاغ

جوبن نے اور قہر کیا جان پر مری ‏— اب دیکھتے بھی وہ نہین اللہ رے دماغ

وعدہ کیا ہے آنیکا اُن سے شمیم آج

کیونکر نہ ہووے یہ دل غمگین باغ باغ

ردیف فا

مین ہون مائل اُسکے جوبن کی طرف ‏— دل ہے مائل بانکی چتون کی طرف

پھر وہی ہے جوش وحشت کا ہمین ‏— پھر چلے جاتے ہین ہم بن کی طرف

بزم مین دل اسطرح آیا تری ‏— جیسے بلبل جائے گلشن کی طرف

وہ خفا ہو کے جو پہلو سے چلے ‏— بڑھ گیا بس ہاتھ دامن کی طرف

دیکھ مین شاید جھلک اُن کی کبھی ‏— راتدن ہے آنکھ چلمن کی طرف

نالے میرے سُن کے لطف آیا اُنھین ‏— دل ہوا مشتاق ارگن کی طرف

ہاے نادانی تصور کرتا ہون ‏— راہبر کا آج رہزن کی طرف

آگ لگ جاتی ہے تن مین غیر کے ‏— دیکھتا ہون مین جو چلمن کی طرف

یہ کدورت تھی اُنھین عاشق سے آہ ‏— بھول کر آئے نہ مدفن کی طرف

مثل راسخ دل اکیلا ہے شمیم

اور شباب اُسکے لڑکپن کی طرف

وحشت دل لئے جاتی ہے بیابانکیطرف ‏— ہاتھ پڑتا ہے مرا آج گریبان کی طرف

شغل مے نوشی کا الزام ہے مجھپر واعظ ‏— نہین اچھا یہ گمان وہ مسلمان کی طرف

اے طبیبو نہ علاج دل بیمار کرو ‏— اسکو لیجاؤ ذرا کوچہ جانان کی طرف

اک تماشا ہے ذرا بام سے دیکھو چڑھکر ‏— قیدی زلف چلے جاتے ہین زندان کی طرف

لطف ہے آج بہم خلوت و تنہائی کا — ابر اٹھتا ہوا آتا ہے گلستان کیطرف

کام اپنا جو بگڑ جاتا ہے بنتے بنتے — دیکھتے ہین نگہ یاس سے جانان کیطرف

کوئے جانا نمین جگہہ تھوڑی سی گر مل جائے — ہمتو دیکھین نہ کبھی گلشن رضوان کیطرف

آج کیا دیکھ لیا جلوہ جانان اسنے — کیون نظر پڑتی ہے ناصح کی گریبان کیطرف

دہن زخم سے آواز دعا کی سے ہے شمیم
بہر تسکین دل زار نمکدان کی طرف

لٹکی ہین زلف پر شکن ایک اسطرف ایک اسطرف — یا ہین یہ کالے سحر فن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہنگام مستی ٹوٹکر بازو سے تیرے گر پڑے — بستر پہ دونون نورتن ایک اسطرف ایک اسطرف

پردہ الٹکے رخسے وہ دکھلائے جو رخ کی بہار — کھلجائین دو رنگین چمن ایک اسطرف ایک اسطرف

یاد عزیزان دل مین ہے سینہ مین یاد ماہ وش — ہین ساتھ دو اہل وطن ایک اسطرف ایک اسطرف

خواہان ہین میرے لانیکے مذہب مین اپنے اپنے سب — ہین ساتھ شیخ و برہمن ایک اسطرف ایک اسطرف

تیر نگاہ یار جب آئے مرے سینہ مین شب — تازہ ہوئے داغ کہن ایک اسطرف ایک اسطرف

دیوانگی دیوانہ مین یان تک تھی بعد مرگ ہاتھ — ہلتے رہے زیر کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

دیوانہ وہ ہون دشت مین جاتا ہون تنہا ساتھ ساتھ — رہتے ہین قیس و کوہکن ایک اسطرف ایک اسطرف

اچھی شمیم زار کی جگہ ہے قسمت آجکل
ہین برین دو گلبدن ایک اسطرف ایک اسطرف

ردیف قاف

دل دکھانے کے ہین ہزار طریق — آگ لگانے کے ہین ہزار طریق

مہندی ملنے پہ کچھ نہین موقوف — رنگ لانے کے ہین ہزار طریق

کیون پڑون پانون راہبر کے مین — راہ پانے کے ہین ہزار طریق

قہر تھا بزم مین میرا آنا
روٹھ جانے کے ہین ہزار طریق

کچھ اشارون ہی پر نہین موقوف
جان جانے کے ہین ہزار طریق

نقش تسخیر ہے دعاے سحر
دل ملانے کے ہین ہزار طریق

دیکھکر مجھکو غیر سے ہنسنا
دل جلانے کے ہین ہزار طریق

کیون نہ بیکل ہون اُسکے وعدے پر
کل نہ آنے کے ہین ہزار طریق

دیکھیں کسطرح تم نہین ہنستے
گدگدانے کے ہین ہزار طریق

منحصر تیغ پر نہین قاتل
سر اوڑانے کے ہین ہزار طریق

خون رولایا ہے چشم عاشق سے
پان کھانے کے ہین ہزار طریق

قتل کے بعد مجھ سے فرمایا
دم چرانے کے ہین ہزار طریق

میرے ماتم مین تو وہ آئین گے
اُنکے آنے کے ہین ہزار طریق

جان دیدی شمیمؔ نے آخر
رنج کھانے کے ہین ہزار طریق

ردیف کاف عربی

اشک گلگون ہین رواں چشم گریان ابتک
صورت دامن گلچین ہی گریبان ابتک

روز مے دیکھکے ناصح ہی پشیمان ابتک
ہے خم مے کیطرح سر بگریبان ابتک

اخذ کرتا ہے کسی سے سبب روسیہی
داغ چہرے پہ ہی رکھتا مہ تابان ابتک

رُخ جانان کو کبھی دیکھ لیا تھا اُسنے
ائینہ سے ہے صفت دیدۂ حیران ابتک

صبح سے شام ہوئی ضعف کا عالم وہی ہی
ہاتھ پہونچا نہ مرا تا بگریبان ابتک

ابتو سو بات بھی ہچکیے کے چلے آتے ہین
آپ کے سر پہ تھا غیر کا احسان ابتک

خوان قانع ہی تو نعمت ہی اُسے سب موجود
آسیا فکر مین روزی کی ہی گردان ابتک

نہ ملا افسرِ شاہی درے سر کو نہ سہی
اے فلک تیرا تو سر پر نہین احسان ابتک

آبرو پیرہن تن ہے مرا مثل گہر
شبنم و آبِ رواں کا نہین خواہان ابتک

بندۂ بُت ہون سمجھ پر تری پتھر ہین پڑے
مجھکو زاہد تو سمجھتا ہے مسلمان ابتک

جب سے دیکھا ہی ترا دستِ حنائی اُسنے
پیتا ہے خون جگر پنجۂ مرجان ابتک

تمتو جاتے ہو نہ معلوم پھر آؤ کہ نہین
دل کے نکلے نہین اےجان مرے ارمان ابتک

لعل اک بھی نہ ترے لب کے مقابل نکلا
سر کو ٹکراتا ہی پتھر سے بدخشان ابتک

گو سروکار نہین ہے مژہ قاتل سے
ہے جگر پر اثر خنجر بُرّان ابتک

کس سیہ روز کا ہے سوگ تجھے شام سے آج
بال کیون کھولے ہوا ای زلفِ پریشان ابتک

وصل کا وعدہ ہی اُس سے ترا کیا ای گل تر
راہ تکتی ہی تری نرگسِ بستان ابتک

ہے دہن یار کا سرچشمۂ آبِ حیوان
وجہ یہ ہے کہ ہے نظرون سے پنہان ابتک

ہجر مین کیون نکرین قاقم و سنجاب کی فکر
پہلوے یار مین کٹتا تھا زمستان ابتک

دخترِ رز سے چھڑا کر تو کیا عیش حرام
پھر بھی ہے تاک مین یہ گنبدِ گردان ابتک

خوشۂ پروین کا فلک دے بھی تو نہ لون اُسکو شمیم
جو برابر بھی لیا ہے نہین احسان ابتک

ردیف کاف فارسی

خون عاشق نے کیا جمایا رنگ
اُن کے چہرے پہ پھوٹ آیا رنگ

کیون ندون جان اُسکو جب دیکھون
وہ چمکتا ہوا سنہرا رنگ

دوڑیو دوڑیو مسیح زمان
آج بیمار ہجر سے لایا رنگ

تیرے عاشق کا تیری فرقت سے
گھلتے گھلتے ہوا ہے پیلا رنگ

پھول سے رُخ ہین قد ہی بوٹا سا
تونے سب سے نرالا پایا رنگ

ہوگئے اُسکو دیکھکر بیخود
رات بھر کا یا اُنکو دشمن نے
بھولی باتیں غضب کی ہیں اُسپر

ساری محفل پر ایسا چھایا رنگ
جمگیا تھا بہت پرایا رنگ
پیاری صورت ہی پیارا پیارا رنگ

دربدر خاک چھانتے ہو شمیم
عشق اُس بت کا خوب لایا رنگ

کیا دیکھتا ہے چہرہ کا تو ای طبیب رنگ
پانی سے اخذ کیجیے رسم موافقت
جب سے پڑا ہی عارض جانانہ عکس ہے
دیکھا تھا مین نے ہاتھ مین اک لیکے برگ گل
ملکر حنا نگار جو شب میرے پاس تھا
چو رنگ کرکے دل کو یہ دونون مکر گئے
کہتا تھا اسکے پائے نگارین کو دیکھ گل
خورشید مین کہان یہ تجلی ہے ای قمر

فرقت کی تپ سے ہی مرے دل کا عجیب رنگ
ہمرنگ ہو گیا جو ملا ای حبیب رنگ
پیدا کیا ہے گل نے یمن پر غریب رنگ
پائے نگار بستہ سے کچھ ہی قریب رنگ
لائے سیاہ کار یہ کیا کیا رقیب رنگ
اُسکے ادا و ناز کا کچھ ہی عجیب رنگ
ہوتا مجھے بھی کاش کہین یہ نصیب رنگ
دیکھا تو اُسکے چہرہ کا جا کر قریب رنگ

سرخی پان سے رنگ دوبالا حنا کا ہے
خون شمیم کو ہے کہان یہ نصیب رنگ

ردیف لام

نکہت گیسوئے جانان ہے پریشان آجکل
باغ ہے بے فصل گل شہر خموشان آجکل
عالم بالا کو پہونچی آہ سوزان آجکل
ما سر دھنتا ہے پیشانی پہ افشان آجکل

ہر گلی کوچہ ہے مثل سنبلستان آجکل
گل نہ خندان ہے نہ بلبل کوئی نالان آجکل
مثل مجمر ہے مشک چرخ گردان آجکل
آفتاب طالع ذرہ ہے تابان آجکل

رخ کے ہیں دونو طرف زلفِ پریشان آجکل
درمیان دو شب کے ہی اک ماہ تابان آجکل

وہ نہ سلجھی ہوگیا شل ہاتھ شانہ کی طرح
بل پہ ہی اُس شوخ کی زلفِ پریشان آجکل

حیلۂ تسبیح ہی پر ہین یہ سب زنار دار
عشق مین اُس بت کے ہین کافر مسلمان آجکل

دانت کھٹے ہوگئے سیب جبان سے دیکھکر
پر لطافت اسقدر ہی وہ زنخدان آجکل

وصل کا وعدہ نہ اک شب بھی وفا اُسنے کیا
ہم سے کہتا ہی رہا وہ ماہ تابان آجکل

شرم سے تر ہے صدف بحر عرق مین سر بسر
دیکھکر اُس لعل لب کو گوہر افشان آجکل

مہر جو اہل زمین کے دل سے بالکل اُٹھ گئی
آسمان پر ہی وہی بے شبہہ تابان آجکل

عارض جانان پہ سبزہ کا نہین ہی یہ نمود
خط ریحان مین لکھا جاتا ہی قرآن آجکل

ہے بساطِ دہر پر نااتفاقی کے سبب
مُہرۂ شطرنج سا حال رفیقان آجکل

ہی صدف دریا مین لیکن طالب قطرہ نہین
دیکھا یدل لے یگانون کا نہ احسان آجکل

ایکدل تھا وہ تو چشم سُرمہ سا سے پس گیا
چرخ شکل آسیا پھر کیون ہی گردان آجکل

کیا عجب گوہر صدف مین بھی جو اب پیدا نہو
اسقدر ہے قلت گوہر شناسان آجکل

آب حسرت سے بھر آیا آب حیوان کا دہن
دیکھکر شیرینی لب ہاے جانان آجکل

ہے نتیجہ سرکشی کا دہر مین افتادگی
پانون پر سر سے پڑی ہی زلف جانان آجکل

دل کی ہمجنسی پہ ہے دونو کا ربط باہمی
زلف کے مانند دل بھی ہی پریشان آجکل

ہاتھ سے میرے کف پا کے ہزیمت پائیگا
ہی صف آرا لشکر خار بیابان آجکل

غیرت ناہید کا نغمہ سُنا ہے کیا تسنیم
چہچہے بھولے ہین سب مرغ خوش الحان آجکل

منع کرتا تھا نکر دیکھ تو نالے بلبل
پڑ گئے اب تو تجھے جان کے لالے بلبل

وہ کہان عارض پرنور کا نظارہ کہان
بہکی باتین نہ کرے ہوش سنبھالے بلبل

پھر جدا گل سے تو کرنا اسے صیاد مگر
قصۂ ہجر ذرا اپنا سُنا لے بلبل

تاک مین رہتا ہے صیاد لئے دام ہر سو — کسطرح جیسے دلی امید نکالے بلبل

گل بھی رخصت ہوئے صیاد بھی اب گلشن سے — نہ رہے حیف ترے چاہنے والے بلبل

شور سا شور ہے ہر شاخچہ گلشن مین شمیم

باغ مین جب ہے کہ صیاد نے پالے بلبل

پھر عندلیب کا ہے ترانہ صدائے دل — سر سبز ہو چلے ہین مرے داغہای دل

کہنا کسی سے ٹھیک نہین ماجرای دل — بہتر ہے دل کا دل مین رہے مدعائے دل

وہ اور بزم غیر ہو اور شاد کامیان — مین اور ہجر یار ہو اور نالہ ہائے دل

تمسا جفا پسند نہ مجھسا وفا شعار — بس جاؤ جاؤ کبھی نہ سنو ماجرائے دل

اک غیر ہے کہ شاد ہو انکے وصال سے — اک ہم ہین رات بھر ہے صدا ہائے ہائے دل

کیونکر کرون نہ آہ مین اسکے فراق مین — دل لیگیا مرا کوئی ناآشنائے دل

آئے عجب مزا جو چمن مین ہمین بہم — گل صوت عندلیب کو تو نغمہائے دل

جب میرے سینہ مین نہ رہا مجھکو کیا الم — پروا نہین کسی پہ اگر آئے آئے دل

پروانہ انجمن مین رہا سوز مین شریک — بلبل صدا چمن مین رہی ہمنوائے دل

آغاز ہے ہنوز حسینون کی تاک جھانک — دیکھین ابھی تو اور ہمین کیا دکھائے دل

بے طرح غم ٹپکتا ہے آواز سے شمیم

بانگِ درا ہے یا یہ کسی کی صدائے دل

ردیف میم

شامل ہون انکی آج پریشانیون مین ہم — ہو جائین کاش زلف کی زندانیون مین ہم

کچھ تو ضرور ربط ہے دیکھا ہے اندنون — رہتے ہین مثل برق جو جولانیون مین ہم

دل پھنس گیا ہے ایک فرنگن کی زلف مین — محبوس ہوکے آئے ہین نصرانیون مین ہم

آئینہ رو کا کر کے تصور شب فراق
رہتے ہین پہرون آپ ہی حیرانیون مین ہم

مانند قیس جلوہ لیلیٰ کی دید مین
سرگرم جستجو ہین بیابانیون مین ہم

اللہ دے نجات کہ گیسو کے عشق مین
اپنے پھنسے ہوئے ہین پریشانیون مین ہم

پھر آمد بہار ہے باغ جہان مین
وحشت کی پھر ہین سلسلہ جنبانیون مین ہم

آئینہ رو کو سامنے آئینہ کے شمیمؔ
حیران ہین دیکھ دیکھ کے حیرانیون مین ہم

تدبیر وصل پوچھتے ہین ہر کسی سے ہم
ناچار ایسے ہو گئے پھر اپنے جی سے ہم

سنتے ہین حال جب کہ کسی کا کسی سے ہم
حسرت سے منھ کو تکتے ہین کس بیکسی سے ہم

قلقل کی وہ صدا ہے نہ ساغر کا دور ہے
گویا ہین تیری بزم مین کچھ اجنبی سے ہم

راحت ملی نہ چین سے اکجا ہوا قرار
باز آئے ایسی دوستی و دشمنی سے ہم

وہ باریاب وصل ہے ہم ہین رفیق ہجر
کس منھ سے چار آنکھ کرین مدعی سے ہم

رنجیدہ ہونے کی تو کوئی بات ہی نہ تھی
کرتے تھے یون ہی ذکر عدو کا ہنسی سے ہم

الفت سے ایک پردہ نشین کی چھٹے تھے پھر
آنکھین لڑا رہے ہین کھڑے کھڑکی سے ہم

اب بھاگتے ہین سایۂ انسان سے اے شمیمؔ
مجبور ایسے ہو گئے عشق پری سے ہم

یاد مین ظالم کے جان کھوتے ہین ہم
آستانے پر کھڑے روتے ہین ہم

رات بھر کرتے ہین نالے ہجر مین
آنسوؤن سے صبح منھ دھوتے ہین ہم

دیکھئے پھل وصل کا لاتی ہے کب
کشت دل مین آرزو بوتے ہین ہم

وہ نہ آئینگے نہ آئین گے کبھی
مفت مین جان حزین کھوتے ہین ہم

یاد فصل گل جو آتی ہے ہمین
پہرون گلشن مین کھڑے روتے ہین ہم

قافلہ سب جائگا منزل پہ آہ
حیف ہے کیا بیخبر سوتے ہین ہم

تار اشکون کا لگا ہے اے شمیم
کینہ اُسکے دل سے یون دھوتے ہین ہم

ہم چھوڑ کے نجائینگے جلاد کے قدم
یہ سر ہے اور اُس ستم ایجاد کے قدم

یہ شوق قتل دلمین ہے مقتل مین بار بار
لیتا ہون چوم چوم مین جلاد کے قدم

وہ حشر خیز ہے شب فرقت کے لیتے ہی
تاثیر جھوم جھوم کے فریاد کے قدم

پر نور اسکی ضو سے ہوئے آفتاب و ماہ
پردے سے کھل گئے جو پریزاد کے قدم

تیری تلاش مین یہ ہوا حال آخرش
اُٹھتے نہین ہین عاشق ناشاد کے قدم

تصویر ماہ وش کی مرے سینے کھینچئے اگر
لیتا لپک کے مانی و بہزاد کے قدم

ہے شاد صید بسمل ناشاد سے بہت
کیا تیز تیز پڑتے ہین صیاد کے قدم

یہ جوش دید گل ہی مرے دلمین اے شمیم
لیتا ہون جھک کے عجز سے صیاد کے قدم

ردیف نون معجمہ

جلوہ نہین ہے یار کا جام شراب مین
اک آفتاب غرق ہے اک آفتاب مین

دل بیقرار ہے تو جگر اضطراب مین
ہم تم سے عشق کر کے پڑے کس عذاب مین

قطرے پسینہ کے ہین رخ لاجواب مین
یا پھول ہین گلاب کے ڈوبے یہ آفتاب مین

شوخی نے رخنہ ڈالدیا ہے حجاب مین
پردے نے اور آگ لگادی نقاب مین

مثل حباب نیست ہی انسانکی دہر مین
کیا کوئی دل لگائے جہان خراب مین

وہ بار بار بوسہ پہ گننا کسیکا ہائے
غلطی پڑے نہ دیکھنا کوئی حساب مین

دونون طرف ہی عشق کی آگ ہی لگی
مین بیقرار ہون تو وہ ہے اضطراب مین

آخر تمام شب ہے کبھی ہو گئے بیحجاب
پھر کیون شب وصال ہو ایجان حجاب مین

ناصح منع شراب کے پینے کو تو نہ کر
جو کچھ نہ ہو وہ کھوتا ہے عہدِ شباب مین

ہر رات بزمِ غیر ہے ساقی ہی باغ ہے
کھل کھیلے تم تو اور کبھی عہدِ شباب مین

کیون بیقرار ہو گیا دل دیکھکر مرا
پنہان ہے کچھ تو دیکھنا انکی نقاب مین

تاثیرِ دلفریبی چنگ و رباب نے
ذوق شنید سے مجھے ڈالا عذاب مین

اس نالہ ہائے پُر اثری کا اثر تو دیکھ
وہ خود بھی آ گئے مری خط کی جواب مین

مے بھی صنم تھا ساقی تھا خلوت بھی باغ تھا
کیا کیا مزے اوڑائے شبِ ماہتاب مین

کیونکر رکھون نہ جان سے اپنی سوا عزیز
آواز اسکی ملتی ہے چنگ و رباب مین

گستاخ آج کل ہی بہت دیکھنا تمہیں
دست ہوس ہمارا اسکی جناب مین

طائرِ وہم کے اپنے جو کبھی پر کھولون
طبق ہفت کے اسرار کو یکسر کھولون

دہنِ تنگ ہی یا غنچہ بستہ اُن کا
آج اس عقدۂ مشکل کو سراسر کھولون

یہ عجب دبدبہ آمد سے ہوا ہے خفقان
کہ کبھی باندھ کے رکھون کبھی بستر کھولون

آگ ہون خاک ہون پانی ہون ہوا ہون مین تو
عقدۂ جوہرِ اول کو نہ کیون کر کھولون

شاید آ جائے وہ غارتگرِ ایمان میکش
مین بھی اک اپنی دوکان خم کو نہ کھولون

تا کہ بین نظر آ جائے تفاوت باہم
کیش ہر گبر و مسلمان کو برابر کھولون

عشرت و رنج کو سیّال نگینو کر لکھون
عقدۂ قار و نفی قار کو مین گر کھولون

کیون نہ مین نقش کہون آئینہ رویو نکا ہی
آئینہ دیکھکے گر سرِ سکندر کھولون

ہفت سیار کی گردش کا کرون خشا بیان
اور اسرارِ نہان مہ دفا ور کھولون

رقص ملا سے بڑھی گرمیٔ ہنگامۂ دیر
ریشِ قاضی سے دہانِ خُمِ احمر کھولون

محشری عقدۂ مشکل ہے لوائے رنگین
غیر ممکن ہے دفا سے اسی بڑھ کر کھولون

زلف پیچان کو تری یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین

جب ستم پہ ستم ایجاد کیا کرتے ہین
ناز کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین

مثل کانٹون کے کھٹکتے ہین نظر مین سبکی
پھول سا رخ جو ترا یاد کیا کرتے ہین

خوش نہونا کبھی خوش ہونے پہ اُنکے اے دل
لطف کے ساتھ وہ بیداد کیا کرتے ہین

فصل گُل مین جو کبھی جوش جنون ہوتا ہے
جا کے ہم دشت کو آباد کیا کرتے ہین

حلقۂ زلف مین کیا دلکو کرینگے وہ اسیر
ایسے تو سیکڑون آزاد کیا کرتے ہین

نالے کرتے ہین تو تھم تھم کے بہت آہستہ
کنج مین خاطر صیاد کیا کرتے ہین

صورت نقش مٹا کرتے ہین ہم فرقت مین
آپکو آپ ہی برباد کیا کرتے ہین

قد موزون کو ترے دیکھ کے اے رشک چمن
سرو کو باغ مین آزاد کیا کرتے ہین

ماہ سا رُخ جو کبھی ہجر مین یاد آتا ہے
دیکھکر چاند کو فریاد کیا کرتے ہین

چھیڑ کر ذکر ترا رات کو تنہائی مین
آپ ہی آپ کچھ ارشاد کیا کرتے ہین

پھول سے رُخ پہ جو عاشق ہین تمہارے دلسے
مثل بُلبُل کے وہ فریاد کیا کرتے ہین

دام تزویر مین عالم کو پھنسا رکھا ہے
کیا یہ طفلان پری زاد کیا کرتے ہین

نرگسی چشم کا جو وصف کبھی لکھتا ہون
میرے اشعار سب صاد کیا کرتے ہین

دیکھتے ہین جو مری شوخی مضمون کو شمیم
رشک اشعار پہ حُسّاد کیا کرتے ہین

ہوئی ہے یہ وا زلف یار آئینہ مین
نہین بل کی لیتے ہین مار آئینہ مین

وہ خود اپنی صورت پہ عاشق ہوئے ہین
کہ لیتے ہین جھک جھک کے پیار آئینہ مین

نہین بل کی لیتی ہین زلفین تمہاری
یہ لہرا رہے ہین دو مار آئینہ مین

جلایا ترے شعلۂ رُخ نے یانتک
کہ جوہر ہوا ہے شرار آئینہ مین

نہ پوچھو کہ کیون دلکو ہے بیقراری
جوانی کی دیکھو بہار آئینہ مین

کہان یہ چمک یہ دمک تیرے رخکی
جلا دے سکندر ہزار آئینہ مین

ترے سبزۂ رخ کا پرتو پڑا ہے
کھلا ہے نیا سبزہ زار آئینہ مین

تجھی پر پڑا تیہ مژگان اولٹ کے
نہ مان اور کر آنکھ چار آئینہ مین

نظر نکس سے تو ملانا نہ ہرگز
برابر کی ہے چوٹ یار آئینہ مین

غضب کی ہے ہر عضو مین چلبلاہٹ
کہ ہے عکس تک بیقرار آئینہ مین

شمیم ابتو باز آؤ ایسی زمین مین
ہے مشکل ذہن کا گذار آئینہ مین

غم زلف دوتا ہی اور مین ہون
مرے سر پہ بلا ہے اور مین ہون

ہمیشہ صدمہ پہ صدمہ ہے لاحق
تری ظالم جفا ہے اور مین ہون

نہ مانون گا کبھی مین آج ہرگز
ترا بندِ قبا ہے اور مین ہون

نہین کوئی بجز اسکے شبِ ہجر
یہ بختِ نارسا ہی اور مین ہون

نپٹ لون گا سر مقتل مین اُس سے
کہ شمشیر ادا ہے اور مین ہون

کہون کیا کسطرح کٹتی ہین راتین
خیال ابجان ترا ہی اور مین ہون

شبِ فرقت بلا ہے کیا شمیم آہ
فقط ذاتِ خدا ہے اور مین ہون

حسرتین سب خاک مین مل مل کے پنہان ہوگئین
صورتِ خورشید تابان سب نمایان ہوگئین

اب کہان وہ عیش محفل اب کہان وہ بزم یار
آرزوئین اپنے دلکی وقف ہجران ہوگئین

شعلہ رویون کی محبت نے یہ آفت کی بپا
مثل شمع استخوان تن ہین فروزان ہوگئین

یہ زنانِ مصر کو جلوے نے بیخود کر دیا
سب کی سب حیرت سے محو ماہ کنعان ہوگئین

یہ ہوا جوش جنون ایکی نپوچھ اے چارہ گر
فصل گل مین انگلیان وقف گریبان ہوگئین

توڑ کے دل دم کے دم مین ہوگئین سینہ کے پار
ہائے نظرین یار کی برگشتہ مژگان ہوگئین

ہو گیا آرام خوگر رنج کا یانتک ہوا
میرے حق مین سب جفائین اُنکی درمان ہوگئین

کیا کہون آنکھون کا اپنی حال فرقت حیف ہے
حسرت دیدار مین بیمار ہجران ہوگئین

شاد تھے نظارہ ہای یار سے ہم بھی کبھی
یہ حکایاتین ہین اب طاق نسیان ہوگئین

کیا کہون کس چین سے نیند آئی مجھکو رات بھر
کاکلین شانو پہ تیری جب پریشان ہوگئین

مثل غالب کے یون ہی رووگے اگر تم اے شمیم
دیکھنا ان بستیون کو تم کہ ویران ہوگئین

وہ دل کہان وہ گرمی سوز جگر کہان
پرسشش وہ ہر گھڑی کی تری چارہ گر کہان

تھی جوش ارتباط سے آغاز عشق مین
ظالم وہ اب نگاہ محبت اثر کہان

یون سیکڑون زمانہ مین ہون نازنین مگر
معشوق شوخ و شنگ حسین خوب تر کہان

وہ بادہ ہائے عیش کی سرمستیان کدہر
وہ بے نقاب عارض رشک قمر کہان

جاتے ہی اُسکے خواب بھی اک خواب ہوگیا
ملتی ہے اب وہ لذت خواب سحر کہان

سب حوصلہ وہ توڑ دیا سوز ہجر نے
اگلی سی اب تراوش خون جگر کہان

تھا سب فروغ حسن عروج شباب تک
ادنکا وہ ہائے غمزہ جادو اثر کہان

جانے کو جادۂ شوق سے مانع نہین مگر
اتنا تو کہدو یار ملوگے مگر کہان

حالی کیطرح مرتے ہین جسپر ہم اے شمیم
اُس سے جہان مین لاکھ سہی وہ مگر کہان

سوتے مین کھاگئے جو بت سیمتن کے پانون
چمکے اندھیری رات مین خورشید بنکے پانون

اچھا نہین حجاب شب وصل آج تو
باہین گلمین ڈال کے بوسے دہن کے پانون

کیون دیکھکر نہ آنکھ سے جاری ہو خون ہائے
وہ لال لال مہندی سے اُس گلبدن کے پانون

پیش نظر مدام ہو حسن ملیح یار
یہ سر ہو اور اُس بت ناز کبدن کے پانون

اتنا پھرا تلاش مین اُس نخل بہار کے
تھک تھک کے ہوگئے ہین مرے لاکھ منکے پانون

کیا پوچھتے ہو حال مرا ہمدمو مدام ہین خار خار دشت سے مجھ خستہ تن کے پاؤن
یارب کبھی تو دل کی بھی بر آئے آرزو کچھ تو مزے وصال کے اُس گلبدن کے پاؤن
آمد جو باغ دہر مین باد خزان کی ہے کیا ڈگمگا رہے ہین بہار چمن کے پاؤن
آیا دہ نو بہار جو تفریح کے لیے غیرت سے گر گئے وہین سرو چمن کے پاؤن
لائی ہے آج نکہت زلف شمیم یار رہ رہ کے کیون نہ چومون نسیم چمن کے پاؤن
یارب یہ کسکی بارت عقل سوز ہے اُکھڑے ہوے ہین آج نہال چمن کے پاؤن
پروانہ وار صدقے ہو قربان نثار ہو بلبل جو دیکھ لے مرے رشک چمن کے پاؤن

ادڑتا بہت تھا دام سے صیاد کے شمیم
آخر اولجھ کے رہ گئے مرغ چمن کے پاؤن

جو ہم داغ دلبر اُٹھائے ہوئے ہین یہ سب آپ کے گل کھلائے ہوئے ہین
جو سینہ مین ہم داغ کھائے ہوئے ہین وہ سکے تمہارے جمائے ہوئے ہین
نہ پوچھو کہ کیا حال ہے یہ تمہارا کسی بے وفا کے ستائے ہوئے ہین
نہ کیونکر جلین مثل شمع شب ہجر ہم اک آگ دلمین دبائے ہوئے ہین
نکیون جان مضطر ہو دل منھ کو آئے سُنا ہے وہ ہمسایہ آئے ہوئے ہین
نکیونکر دھوان آہ کے ساتھ نکلے کسی شعلہ رو کے جلائے ہوئے ہین
وہ بولے مرا حال قاصد سے سُنکر یہ فقرے سکھائے پڑھائے ہوئے ہین
دم نزع ہچکی جو آئے تو آئے کچھ ایسے وہ ہمکو بھلائے ہوئے ہین
کرینگے جدا سر تن ناتوان سے قسم میرے سر کی وہ کھائے ہوئے ہین
مرے چشمہ چشم کی آبرو کو گھٹا سے یہ آنسو بڑہائے ہوئے ہین
شب و روز دریا ہے آنکھون سے جاری یہ طوفان اُسی کے اُٹھائے ہوئے ہین
مجھے اشک پر شور سب سمجھے ہین شاید کہ نظرون سے اپنی گرائے ہوئے ہین

شمیم آج دل کو نہ کیونکر خوشی ہو
مرے گھر وہ تشریف لائے ہوئے ہین

نہین ہے عکس رخ لاجواب شیشے مین ۔ ہوئے ہین جمع وہ آفتاب شیشے مین
کبھی تو رند دن سے پالے پڑیگی دختر رز ۔ نقطہ ہے اسکا حباب اور حباب شیشے مین
ہمین تو دل سے ہے مرغوب بادۂ احمر ۔ ہمارا ہی ہے نگہ انتخاب شیشے مین
تمہاری شعلۂ رخ سے جلی کچھ ایسی رات ۔ شراب ہوگئی آخر کباب شیشے مین
نہ بیقرار ہون کیون دیکھکر اُسے ساقی ۔ کہ لاجواب ہے مے لاجواب شیشے مین
نگاہ گرم سے دیکھا جو اک نظر اُس نے ۔ کباب ہوگئی جل کر شراب شیشے مین

عجیب معجزہ تیرا ہے پیر دہر شمیم
اسیر کرلیا لو آفتاب شیشے مین

رہی سینہ مین فرقت مین جو یاد نازنین برسون ۔ تڑپتا دل رہا مضطر رہی جان حزین برسون
کیا تھا چودھوین شب کا جو وعدہ یار نے مجھسے ۔ نہ نکلا شرم سے افسوس وہ چودھوین برسون
شب خلوت وہ پیاری پیاری باتین چاندسی صورت ۔ نہ بھولونگا نہ بھولونگا کبھی اے نازنین برسون
کسیکی زلف مشکین کا لیا تھا وصل مین بوسہ ۔ بلائین ہجر مین سر پر مرے نازل رہین برسون
وہ عاشق تھا کہ مدت تک رہا ماتم مرا ای بت ۔ رہی آشفتہ کاندھے پر یہ زلف عنبرین برسون
مجھے کیا اعتبار آئے تمہاری جھوٹی قسمون کا ۔ چلے ہو آج پہلو سے چھڑائے ہو کہین برسون
لگاوٹ سے ادا سے ناز سے غمزے سے شوخی سے ۔ لبھاتا ہی رہا ہردم مجھے وہ نازنین برسون
لڑی تھی آنکھ اک پردہ نشین سے مجھسے قسمت سے ۔ خفائے عشق سے آخر رہا خلوت نشین برسون

تعجب ہے نہ پہچانا شمیم خستہ کو صاحب
وہی یہ ہے کہ محفل مین رہا تھا ہمنشین برسون

اُسکا ہردم ہے مجھے وصال کہان ۔ ہائے اگلے سے وہ وصال کہان

فتنہ انگیز وہ جمال کہان
شورش افزا وہ خط وخال کہان

اٹھ گئے باغ دہر سے وہ سب
وہ جمیل اب کہان جمال کہان

گو ہزارون حسین ہین دنیا مین
ہائے اُس جیسا خط وخال کہان

کیسا میخانہ کس کا جام شراب
اب وہ مے نوشی کا خیال کہان

بات کیا اب تو ہل نہین سکتے
ظلم سہنے کا مجھ مین جمال کہان

ڈھونڈھتا ہون مگر نہین ملتا
ہائے معشوق خوشخصال کہان

تیری چالین تو ہین کہین بڑھکر
فتنۂ حشر مین یہ چال کہان

عشق مین ان بتان دلکش کے
سوجھتا ہے مگر مآل کہان

مثل غالب کے اب شمیم اگر
ذوق نظارۂ جمال کہان

اندھیر ہے زمانہ اے ماہتاب تجھ بن
آفت ہے زندگی بھی اپنی حباب تجھ بن

کیا لطف بادہ نوشی کیسی شراب تجھ بن
شب کاٹنا ہوا ہے مجھکو عذاب تجھ بن

یاد آتی ہین وہ مجھکو دلکش صدائین تیری
دل اور ہین دکھاتے چنگ و رباب تجھ بن

کیا بزم مغبچون مین بہلا دن دلکو اپنے
ہے زہر کا پیالہ جام شراب تجھ بن

ہر چیز سے عیان ہے حسن قدیم تیرا
بنتا کبھی نہ ہرگز دیر و شراب تجھ بن

آیا نہ ہوش پھر دن غش کھا کے جب گرا مین
گولا کہ چارہ گر نے چھڑکا گلاب تجھ بن

گہ خانقاہ و کعبہ گہ بتکدہ کلیسا
کیا کیا رہا ہے یہ دل میرا خراب تجھ بن

حالت عجب ہے دل کی لب پر ہے روح آئی
دے بیٹھے زندگی کو اپنی جواب تجھ بن

یہ بھی ہے عاشقون مین تیرے شمیم خستہ
آشفتہ و پریشان خانہ خراب تجھ بن

بھلا اس بادیہ پیمائی سے حاصل ہوا ہاتھین
مین وہ دیوانہ ہون گھر ہو مرا چشم غزالان مین

نہین آتے ہین بخت دل مری آنکھونسے دامان مین — یہ بسمل گر رہے ہین کٹکے محراب گریبان مین

رنگین ہین خونسے جوش جنون مین سر کو ٹکرا کر — بنایا ہی گلستان ہر در و دیوار زندان مین

خوشی سے لیتا ہی ایک ایک اپنے ہاتھ مین اسکو — مرا دل کیا کھلونا ہو گیا بزم حسینان مین

ہوا عشق حقیقی منکشف عشق مجازی سے — ہمیشہ سر جھکا رہتا ہے محراب گریبان مین

صفائے قلب رونے سے زیادہ ہو گئی حاصل — سرشک دیدہ جوہر ریز ہین آئینہ جان مین

کچھ ایسے گرم نکلے تھے کہ دلمین چبھ گئے سب کے — مرے نالون کی بلبل مشق کرتے ہین گلستان مین

شباب آئیگا جب انپر تو عاشق جان کھوئینگے — زوال مشتری ہوگا فروغ مہر تابان مین

کیا بیتاب مجھکو حیرت حسن پریرو نے — تڑپ سیماب کی ہے جوہر آئینہ جان مین

عجب کیا ہے کہ فصل گل مین پروانہ بنے بلبل — کہ ہر اک گل مثال شمع ہے بزم گلستان مین

سکون قلب عاشق شربت دیدار سے ہوگا — یہ نسخہ ہمنے دیکھا ہے بیاض لب جانان مین

مین خود شاہد ہون خود مشہود خود کثرت کی وحدت ہون — مین وہ شمع ہون محفل مین یا گل گلستان مین

مین وہ مجنون الفت ہون کہ میری ہی نصیحت کو — لکھا ہے باب پنجم شیخ سعدی نے گلستان مین

نکیون عالی دماغان سخن فخر اس طبع رنگین پر — مین چشم مہر کے مانند ہون بزم سخندان مین

وفا ہو کیون نہ سراپا اک وفا مشرب کی الفت مین — بظاہر کثرتی ہون وحدتی لیکن ہون پنہان مین

شمیم گیسوئے پرخم شمیم افزائے جان ہوگئے
نسیم کوچۂ جانان جو گذرے شہر ویران مین

ثبات وعدے کو تیرے نگار کچھ بھی نہین — کہ نقش آب کو جیسے قرار کچھ بھی نہین

اسیر کنج قفس ہون مین ایک مدت سے — مجھے تو آمد فصل بہار کچھ بھی نہین

انہین سے پاتے ہین سب راہ منزل مقصد — بجا ہے شیخ کہ یہ بادہ خوار کچھ بھی نہین

تمہارے ہجر مین کسطرح اسکو ٹھہرائین — ہمارے دل پہ ہمین اختیار کچھ بھی نہین

کبھی تو صبح کبھی شام ٹالتے ہو یونہی — تمہارے وعدے کو صاحب قرار کچھ بھی نہین

تمہارے دلمین کدورت مدام ہے ہمسے — ہمارے شیشۂ دلمین غبار کچھ بھی نہین
ہمین سے مشورے ہوتے تھے آپکے پھر کیون — ہماری بات کا جب اعتبار کچھ بھی نہین

وہی ہین ہجر کے آلام اے شمیم افسوس
اُنھین جو وعدیہ اپنے قرار کچھ ابھی نہین

مانع وحشت دل پانونکی زنجیر نہین — اُسکے لانے کی یہان کوئی بھی تدبیر نہین
کچھ اثر اپنا دکھاتا تاکہ وہ ہوتا مضطر — ایک آواز ہے یہ نالۂ تسخیر نہین
گل سا چہرہ ہے ہر اک عضو بھرا شوخی سے — سحر تسخیر سے ہے اُس بت کی یہ تصویر نہین
خنجر چشم غضب کا ہے ستمگر تیرا — ہمنے مانا کہ ترے ہاتھ مین شمشیر نہین
ہند کے ماہ وشون پر ہین فدا ہم دل سے — یان کسی کو بھی ذرا خواہش کشمیر نہین
ہاے محروم ہون مین جور سے بھی الظالم — لایق تیر نہین قابل شمشیر نہین
ہاے بیفائدہ آزردہ ہی وہ بت مجھ سے — یہی تقصیر ہے میری کہ کوئی تقصیر نہین

مثل ناسخ کے یہی قول ہے اپنا بھی شمیم
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین

پھریگا بعد میرے مضطرب تب چار سو برسون — پکاریگا تہہ سر چڑھکے باد قاتل لہو برسون
چھوا تھا ایک شب بھولے سے بیتے اُسکے بندے مین — رہی وہ کاکل مشکین مرا طوق گلو برسون
رہا یہ ضعف سارے عضو مین جبتک رہی قوت — کہ آ آکر اٹک جاتے تھے نالے تا گلو برسون
وہی مین ہون کہ خار راز الفت کا ہون صحرائی — کہ جس سے گفتگو ہر دم رہی تھی دو بدو برسون
خدا کی شان ہے زیب گلوئے یار ہے دیکھو — وہی موتی جو دریا مین رہا بے آبرو برسون

شمیم خستہ ہی پھرتا رہا بے آبرو ظالم
تری محفل مین پائی سیکڑون نے آبرو برسون

پوچھو نہ حال دل کا مری اُسکی چاہ مین — بتخانہ مین کبھی ہے کبھی خانقاہ مین

کافر نگاہ وہ ہے تری اک نگاہ مین
بسمل ہزارون لوٹتے ہین قتلگاہ مین

کی دیر مین تلاش پھرے خانقاہ مین
وہ بات ہی کہان جو تری جلوہ گاہ مین

دل ٹکڑے ٹکڑے ہی تو جگر پارہ پارہ ہے
کیا زہر تھا بھرا ہوا ترچھی نگاہ مین

آئے بھی وہ چلے بھی گئے قتلگاہ سے
سکتے درد زخم تازہ سے ہم آہ آہ مین

ترچھی نظر سے دیکھ لو دل جائے پار ہی
ہو جائے فیصلہ تو ابھی اک نگاہ مین

بیوجہ بار بار نہین یہہ شگفتگی
آیا ہے آج کوئی دل داد خواہ مین

کس کس کی داد خواہی کا طالب ہون تمسے آہ
ارمان بھرے ہوئے ہین دل داد خواہ مین

دل ایک ہی نظر مین ہوا شاد مرحبا
اعجاز کا اثر ہے تمہاری نگاہ مین

یہ انتظار آنے کا اُسکی ہے اے شمیم
بیتاب آج دوڑتا پھرتا ہون راہ مین

لطف آتا ہے مگر فریاد مین
کون بیٹھا ہے دل ناشاد مین

دن بدن ہے رغبت خاطر فزون
لطف پنہان ہے مگر بیداد مین

اُف ری سوزش جب نکالا دام سے
پڑ گئے چھالے کف صیاد مین

حسن کا تیرے پری رو اندلون
شور سا ہے خلخ و نوشاد مین

جانور بلبل سہی مین انسان ہون
فرق ہے اُسکی مری فریاد مین

گل رخون کا جمگھٹا ہے باغ مین
اور ہم ہین خانۂ صیاد مین

جور پر اُن کے یہ آیا کچھ مزا
جوش افزون ہی دل ناشاد مین

دل لگی ہو جسطرح ہو اے شمیم
آہ مین نالہ مین یا فریاد مین

شربت وصل سے گر آگ بجھاتے بھی نہین
اسطرح ہجر مین ایجان جلاتے بھی نہین

خلش قتل مرے دلسے مٹاتے بھی نہین
دہمکیان دیتے ہین تلوار لگاتے بھی نہین

چھیڑ دیکھو تو دخلوت مین بلاتے بھی نہین
شرم اعدا سے کبھی ہمین سامنے آتے بھی نہین

اٹھ جاتے ہین تری بزم سے نالان ہوکر
پھر نہ لینا کبھی آپ تو سے آتے بھی نہین

ہائے کس بر سے یہ ہم ترک محبت کرین
آپ پاکے سر کی قسم آپ سا ملتے بھی نہین

ہجر وصل کا کھٹکا ہے کبھی خواب کے پاس
آپ سوتے بھی نہین انکو جگاتے بھی نہین

چٹکیان لیتے ہین دل مین مرے آکے ہمیم
اور احسان یہ الٹا کہ ستاتے بھی نہین

دیکھ لی آپ کی سب مہر و عنایت ہمنے
جائیے جائیے بس حال سناتے بھی نہین

دعوی ہے انکو بہت اپنی مسیحائی کا
خلش درد جگر دل سے مٹاتے بھی نہین

اضطرابی کا سبب پوچھتے جاتے ہین شمیم
رخ روشن سے وہ پردہ کو اٹھاتے بھی نہین

کسی پہلو نہین ہے تاب ہمین
عشق کیا ہو گیا عذاب ہمین

وصل مین اجتناب ٹھیک نہین
مار ڈالیگا اضطراب ہمین

شب فرقت ہے یا بلا ہے یہ
کاٹنا ہو گیا عذاب ہمین

شب جو بوسے لیے تھے عافر کے
صبح دینا پڑا حساب ہمین

ایک ساغر سے کچھ نشہ نہ ہوا
ساقیا اور دے شراب ہمین

نظر آتی ہے باغ عالم مین
زندگی صورت حباب ہمین

شب گذرتی ہے آہ و زاری مین
نیند کیسی کہان کا خواب ہمین

آتش شوق تیز تر ہے بہت
جلوہ دکھلا دے بے نقاب ہمین

منتظر دیر سے ہین اے قاتل
کچھ تو آخر ملے جواب ہمین

ہوتی جاتی ہے دیر وعدہ کین
بڑھتا جاتا ہے اضطراب ہمین

چھپا تکنا تا کتنا ابھی سے ہے شمیم
کیا نہ دکھلائیگا شباب ہمین

وہ نیا گل کھلائے بیٹھے ہین
شرم کھائے لجائے بیٹھے ہین

مجھپہ وہ خار کھائے بیٹھے ہین
تیوری کو چڑھائے بیٹھے ہین

کیا بتائین کسی کی الفت مین
ہائے دل کو جلائے بیٹھے ہین

نہ اُٹھا در سے ہمکو اے دربان
ہم کسی کے بٹھائے بیٹھے ہین

دیکھیو اے دل نکرنا گستاخی
وہ بہت تمتمائے بیٹھے ہین

آگ لگجائے ایسی الفت کو
کیا کیا صدمے اُٹھائے بیٹھے ہین

انھین صاحب کے سب کرشمے ہین
یہ جو گردن جھکائے بیٹھے ہین

ہائے اور کیا بتائین اے ناصح
چوٹ ہم دل پہ کھائے بیٹھے ہین

آگ بے شبہہ لگ گئی ہے وہین
ہم جہان کرکے ہائے بیٹھے ہین

عشق کیسا کہان کی الفت ہے
نقش ہستی مٹائے بیٹھے ہین

شیخ جی پند تو گئی گذری
خوب ہی منھ کی کھائے بیٹھے ہین

بزم مین دیکھکر وہ کہتے ہین
کون یہ بن بلائے بیٹھے ہین

مین جو آیا تو کیا گناہ ہوا
سب ہی یہ بن بلائے بیٹھے ہین

اُف ری سوزش کہ تیرے سوختہ جان
آگ ہر سو لگائے بیٹھے ہین

میرے ہاتھون ہوا ستم مجھپر
آپ کیون شرم کھائے بیٹھے ہین

خوب ہم اے شمیم دل خستہ
پھل محبت کا کھائے بیٹھے ہین

جلوہ فرما تھا یہ کسکا روئے رخشان باغ مین
ہے جو نرگس صورت آئینہ حیران باغ مین

پاس گل کے آج ہی بلبل جو شادان باغ مین
کل وہی فرقت مین اسکی ہو گئی نالان باغ مین

یار بے پردہ ہوا جب بڑھ گئی رونق سوا
اور تازہ کھلگیا ہے اک گلستان باغ مین

کھولدے بوتل کا منھ بھردے مرے ساغر کو تو
جھوم کے آیا ہے ساقی ابر باران باغ مین

پھنکے آشیان سیر کو چلنا اگر چاہئے کبھی
لطف آئیگا اگر ہوگا چراغان باغ مین

روح بلبل کی ہی گل مین سرخرو ہے اسلیئے
سیکڑون صیاد ہین گنج شہیدان باغ مین

ہائے کس بیدرد نے توڑا اٹھا گل ای باغبان
بیطرح بلبل رہی ہی رات نالان باغ مین

کسیکے آنے کی خوشی مین چارسو مین شادیان
کیا سبب ہے آج جو ہر گل ہی خندان باغ مین

بعد مرنے کے بھی عاشق عشق سے خالی نہین
روح بلبل رہتی ہی ہر گل مین پنہان باغ مین

ای شمیم آتش کیطرح سیر کو کیا جائین ہم
گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین

باغ جہان کے ہین نہ کون و مکان کے ہین
مین خوب جانتا ہون یہ جلوے جہان کے ہین

خانہ بدوش کر دیا اِس عشق نے ہمین
ہم کیا بتائین آپسے کیا ہین کہان کے ہین

اک چال پر قرار نہین ہے کبھی اسے
ہر وقت رنگ ڈھنگ نئے آسمان کے ہین

بولے وہ سنکے حال مرا نامہ بر سے آج
فقرے تمہارے خوب ہی یہ چلتی زبان کے ہین

شرما لگا کے بیٹھے ہین وہ آج بام پر
کچھ اہتمام اور ہی اپنی فغان کے ہین

فرماتے ہین یہ اہل سخن سنکے اے شمیم
کیا خوب شعر واہ یہ جادو بیان کے ہین

وہ کچھ حجاب وہ کچھ انکی خواب آنکھون مین
وہ لال ڈورے وہ سکر شراب آنکھون مین

تمہارے آتش رخ نے لگائی یہ آتش
نگاہین ہو گئین جل کر کباب آنکھون مین

ہمیشہ ایک زمانہ ہے مست گردش سے
غضب کی ہے بت پرفن شراب آنکھون مین

یہ آرزو رہی مجھکو کہ انجمن مین کبھی
ہوا نہ اُنسے سوال و جواب آنکھون مین

جدہر کو دیکھ لیا کر لیا اُسے شیدا
غضب کا سحر ہے اُن لاجواب آنکھون مین

نہ دیکھ لین اُسے جبتک نہین ہی چین ہمین
عجب یہ مرض ہے خانہ خراب آنکھون مین

تمام رات یونہی جاگتے ہی کٹتی ہے
کہان یہ بخت کہ آ جائے خواب آنکھون مین

شمیم چھیڑ سے میری کچھ ایسے وہ بگڑے
رہا نہ اُنکے ذرا بھی حجاب آنکھوں مین

ہو گئین ہائے خواب کی باتین
سارى عہد شباب کی باتین

بس نصیحت سے باز آ ناصح
خوب سُن لین جناب کی باتین

مین نے بوسہ لیا تو وہ بولے
دیکھو خانہ خراب کی باتین

چھیڑ کر خوب اُنکو سنتے ہین
کس مزے سے عتاب کی باتین

بوسہ لینے دو مصحفِ رُخ کا
کرنے دو کچھ ثواب کی باتین

اپنو آ کے شمیم سے مل لو
چھوڑو لِلّٰہ حجاب کی باتین

کب سینے مین خیالِ رُخ مہ وشان نہین
کب دل ہمارا ہدیہ نازِ بتان نہین

کیون بزم عیش مین خلل انداز تم ہوے
حالِ فراق قابلِ شرح و بیان نہین

صیاد کی جفا سے حوادث سے چرخ کے
وہ عندلیب ہون کہ کہین آشیان نہین

کہتے ہین وہ برائے تفنن ہی جور و ظلم
اک گونہ لطف ہے مجھے کچھ امتحان نہین

اللہ رے دل فریبی طرزِ خرامِ یار
وہ عضو کونسا ہے جہان شوخیان نہین

کیا پوچھتے ہو حالِ دلِ زار ہمدمو
طرز نگاہِ یار سے کیا کچھ عیان نہین

ذوقِ وصال و آرزوے دید سے مجھے
وہ کونسی گھڑی ہے کہ قاصد روان نہین

کیا بخت داغ گون کا اثر ہے شبِ وصال
یعنے ہمارے حال پہ وہ مہربان نہین

دیکھو تو چھیڑ کہتے ہین وہ بزم مین شمیم
کیا چپ ہین گویا آپ کے مُنھ مین زبان نہین

یارون سے غیر ہو نا یہ سرگرانیان ہین ہا
غیرون کو یار کرنا قصّے کہانیان ہین

آنکھون مین اشکِ حسرت اور دل مین داغِ فرقت
اگلی محبتون کی باقی نشانیان ہین

کھوتے ہین صبر اپنا سنتے ہین جب احبا — سچ تو یہ ہے غضب کی تیری کہانیان ہین
ہمت کرو اور اُٹھو جو چاہو آج کر لو — اے غافلو تمہاری اُٹھتی جوانیان ہین
اے چشم تر کہین تو دھو نا نہ داغ ہمت — سیلاب کیطرح سے تیری روانیان ہین
بیکار عمر کاٹین بیہودگی سے خوش ہون — اب آجکل ہماری یہ شادمانیان ہین
اوباش تجھسے راضی عیاش تجھسے خوشدل — اے عشق تیری بھیلی کیا حکمرانیان ہین
ہم کیا تجھے اور کیا ہین کچھ بھی نہین خبر ہے — ای وقت جب سے تیری نامہربانیان ہین
اٹھنا بلا ہوا ہے چلنا ستم ہوا ہے — کم ہمتی کی ہم پہ یہ ناتوانیان ہین

ای عشق فی غضب ہے طرز کلام تیرا
سچ تو یہ ہے بلا کی جادو بیانیان ہین

نہین مقصود آنا ہی مگر آنے کی باتین ہین — یہ ابھی دل لگی ہے خوب بہلانے کی باتین ہین
بگڑنا روٹھ جانا وصل مین تیوری چڑھا لینا — یہ سب ہم جانتے ہین آپکی جانے کی باتین ہین
شکایت غیر سے ملنے کی جب کرتا ہون کہتے ہین — دو انداز سے کہتے ہین دیوانے کی باتین ہین
نہ پھنسنا دام مین ان مہ جبینان زمانہ کے — کسی ہشیار عاقل کی کسی سیانے کی باتین ہین
لگاوٹ سے یہ ملتے ہین بناوٹ سے بناتے ہین — غضب کی ان حسینونکی یہ پھسلانے کی باتین ہین
ابھی مین بیوفا ہون لیکن اسپہ چاہتا ہون — غضب ہے آپ فرماتے ہین کہلانے کی باتین ہین
جوانی اور جوبن اُسپہ حسن لاجواب اُسکا — سنبھلنا اے دل ناوان کہ دل جانیکی باتین ہین

تمہین ہم اُنکو مین ہم آغوش کرتا ہون تو کہتے ہین
بس اب آگے نہ بڑھیگا بگڑ جانیکی باتین ہین

شراب محبت جو وہ دے رہے ہین — یہ آشام الفت مزے لے رہے ہین
دلاسا بھی مجھے دے کے دل دے رہے ہین — وہ کیا دے رہے ہین وہ کیا لے رہے ہین
وہی بخت بد کا ہمین سامنا ہے — محبت مین اغیار اچھے رہے ہین

قطعہ

وہ بزم احبا وہ رنگین نوائی ٭ ہمارے بھی کیا دور رہے ہین
کبھی شعرگوئی کے وہ لطف باہم ٭ کبھی شعرخوانی کے جلسے رہے ہین
کبھی نیزہ بازی کے اشغال باہم ٭ کبھی شہسواری کے چرچے رہے ہین
کبھی رات بھر بستر آرزو پر ٭ خیال حسینان مین تڑپتے رہے ہین
کبھی محفل مہ جبینان مین بیٹھے ٭ خیال عدو مین اکیلے رہے ہین
کبھی سیر دلتفریح سے دل کو فرحت ٭ کبھی قصہ خوانی کے جلسے رہے ہین
غرض عالم خواب تھا آہ سب کچھ ٭ جسے یاد کرکے مزے لے رہے ہین

شمیم دل افگار فرقت مین انکی
تڑپتے رہینگے تڑپتے رہے ہین

سینے مین داغ عشق فزون لاتعد رہے ہین ٭ ہم سالک طریق محبت سند رہے ہین
وہ نور آفتاب و قمر مین نہین کہین ٭ یہ تو مرے حسین کے اک خال و خد رہے ہین
بعد فنا بھی آتش فرقت سے ملتہب ٭ شعلے سے اٹھ رہے ہمری خشت لحد رہے ہین
رندی و بادہ نوشی مین ہی لطف زندگی ٭ اس سے جناب شیخ ابھی نابلد رہے ہین
پیمان گسل ہین مجھسے تو پیمان بست غیر ٭ آگاہ وہ جہان کے نہین نیک و بد رہے ہین
ظاہر لباسیون نے کیا خون اتقا ٭ ہم تنگ مجلسے کے قبا ہی خرد رہے ہین

چشم خدنگ یار ہے دلدوز اے شمیم
صید حرم بچے ہوئے کب اسکی زد رہے ہین

مجھسے ملنا ہے مگر آپ کو منظور نہین ٭ چلتے پھرتے ادھر آجاؤ تو کچھ دور نہین
جلوۂ حسن بتان شاہد مستور نہین ٭ چشم مشتاق تجلی مین مگر نور نہین
چلبلاہٹ ہے غضب اسپہ ستانا دلکا ٭ آکے رستے ہی سے پھر جائین تو کچھ دور نہین
اب وہ اگلی سی جنون خیز نہین باد صبا ٭ اب وہ سودا زدۂ دل مین سر شور نہین

بزم جانان مین بھلا کر یہ ہوئے سب فارغ
یاد میری جو نہین غیر کا مذکور نہین

دل یہ کہتا ہے کہ وارستگی حاصل کچھ ہو
میرا مرجانا بھی ہر ہے اُسے منظور نہین

مہربانی کی نہین ماہ لقا سے امید
کوکب بخت مین کچھ طالع منصور نہین

تار تار رنگ شوق نے مارا ہے مجھے
رگ بستر ہے نمایان تن رنجور نہین

بار غم کا نہ مری جان اُٹھیگا اُس سے
ہے شمیم آپکا عاشق کوئی مزدور نہین

تیری رفتار کو جو حشر فزا کہتے ہین
جلوۂ حسن کو وہ دیکھے کیا کہتے ہین

اہل دنیا کی نہ کم ظرفی کا پوچھو کچھ حال
کہ بُرا کرتے ہین اور اُسکو بھلا کہتے ہین

آج گھبرائے ہوئے پھرتے ہین وہ بھی بیچین
کچھ دکھائیگی اثر آہ رسا کہتے ہین

ہائے کیا سخت ہین دلکے یہ بتان مہوش
زہر دیتے ہین مجھے آب بقا کہتے ہین

روح قالب سے جدا دیکھیے کب ہوتی ہے
گردش چشم پہ ٹھہری ہے قضا کہتے ہین

جلوۂ حسن سے اک چُپ سی لگی ہے مجھکو
لیگئی دل نگہ سرمہ سا کہتے ہین

اے شمیم آج تو خوش ہوکے سجاؤ گھر کو
خیر سے آئیگا وہ مہر لقا کہتے ہین

کیا وہ شمع داغ دل جو خانۂ تن مین نہین
چاک وہ کس کام کا جو میرے دامن مین نہین

زخم خندان دل بسمل کو دیکھو اے باغبان
ایک بھی تو پھول ایسا تیرے گلشن مین نہین

داد خواہی داور محشر سے کیونکر ہم کرین
خون ناحق ایک بھی قاتل کے دامن مین نہین

وحشت وحشت مین کہین ہوگا وہ اے قاتل بلا
نعش تیرے کشتۂ مضطر کی مدفن مین نہین

جو مین ڈالا آپ کی تیغ جفا سے ناز نے
نام کو اب خون کا قطرہ مرے تن مین نہین

اے دل مضطر نہ ہو مشتاق [illegible]
درد کیا نامرد ہے جو [illegible] مین نہین

آئینہ حیرت زدہ ہے حسن روئے یار پر
دیدۂ مشتاق حیران اُنکے روزن مین نہین

طالب وحدت ہی محو کثرت بزم خیال
ہائے کچھ جلوہ فروشی روئے روشن میں نہیں

اے شمیم خستہ کیا ہوں نغمہ سنج حال زار
قدر میری کچھ نواسنجان گلشن میں نہیں

میں نے مانا کہ محبت کا گنہگار تو ہوں
جان دینے کو ہوں تیار وفادار تو ہوں

ہٹے خلد تو اعراف میں رہنا اچھا
تیری محفل میں نہیں ہوں پس دیوار تو ہوں

اُس سے نسبت تو ہی الفت نہوئی تو نہ ہی
کشتۂ تیغ جفا و ستم یار تو ہوں

جسپہ جان دی ہی اُسی کا ہوں میں طالب دلسے
ہمیں مستی مے عشق میں ہشیار تو ہوں

کشش دل کا یہ دعویٰ ہے کہ کھنچ آئینگے وہ
میں جو اخلاص کے پہلو سے طلبگار تو ہوں

ظاہر اگر نہ کہو صاف ہیں تیور کہتے
آپ کی انجمن ناز میں اکبار تو ہوں

لاگ کی آگ بری ہوتی ہی سچ کہتے ہیں
تپ فرقت سے سراپا شجر نار تو ہوں

عاشقی جرم ہے عاشق ہوں تمہارا میں بھی
جو سزا دو مجھے میں اسکا سزاوار تو ہوں

دل لگی درد سے ہی زخم جگر سے الفت
دلسے اپنوں کا ہر اک حال میں غمخوار تو ہوں

پھانسی دو زلف گرہ گیر سے مجھکو صاحب
عاشق گیسوئے پرخم ہوں خطاوار تو ہوں

اسلیے جور سہے اُسکے شمیم افگار نے
میں کبھی لطف و عنایت کا سزاوار تو ہوں

ملا ہے سوز بلبل کو تو داغ دل ہی لالے میں
شراب تلخ کامی ہی بھری میرے پیالے میں

کوئی وعدہ ہو پورا اور اُنسے میں نہ مانونگا
انھیں تو لطف آتا ہی اسی حیلے حوالے میں

غضب ہی اُسپہ بلبل جان دے اور تم نہ کچھ چاہو
ہزاروں داغ یاں دل میں ہیں واں اک داغ لالے میں

مجھے معلوم ہی شب جہاں تھے صاف کیوں کہو دوں
ابھی تک دیکھیے باقی ہیں باسی پھول بالے میں

دل رنجور کی ہر بات پر افسوس آتا ہے
یہ کسنے بھر دیا ہے درد و غم نازک پیالے میں

یہ ہر اک آدمی کو مارتے ہیں اور جلاتے ہیں
بڑا ہی فرق تیرے گیسوؤں میں اور کالے میں

تمہین بزم عدو سے دل لگی ہو اب مگر کب تک
بگڑتا ہی یہ سارا کھیل میرے ایک نالے مین

وہ میکش ہون فراق ساقی گلرو مین گر رو دون
تو مے بنکر گرین آنسو مری آنکھون سے پیالے مین

بتان ماہوش مین ہی دل مرحوم کا ماتم
حقیقت مین کوئی تو بات ہے کتنی اللہ والے مین

شمیم شیفتہ دل کا نکیون غم ہو شب فرقت
بہت سی راحتین البتہ تھین اپنے جلنے والے مین

شریک محفل جاہلان ہون لیکن مد فاضل ہون
نہ باطل ہون نہ داخل ہون نہ خارج نہ شامل ہون

نہ پوچھو کون ہون کیا ہون مین کس فرقہ مین شامل ہون
خدائی خوار ہون دیوانہ ہون بیخود ہون غافل ہون

مرا ہر عضو عضو تن ہے اک کالائے بینائی
سراپا انتظار آمد حورا شمائل ہون

کھٹک مین خار حسرت ہون جگر مین تیر ارمان ہون
تڑپ مین طائر قبلہ نما ہون مرغ بسمل ہون

دل اپنا عکس انوار تجلی ہے یہ کہتا ہے
ضیا سے مہر رخشان ہون فروغ ماہ کامل ہون

نہ پوچھو کون ہون دست خزان جو گل گرہ ہے
گل پژمردہ حسرت ہون اک ٹوٹا ہوا دل ہون

نگہ کھچتی ہے خنجر ہاتھ مین ہی یار کے ایدل
کسی کا تو مقابل ہو کسی کا مین مقابل ہون

دل رنجور کی حالت ہمارا بتو ضبط سے باہر
تمہارے ساغر چشم عنایت کا بھی سائل ہون

کسی کی کچھ نہین سنتے کسی پہلو نہین جمتے
نگیون مین آپ کے چلتے ہوئے نشتر کا قائل ہون

محبت اور پھر جوش تمنا سخت مشکل ہے
ہمہ تن چشم حسرت ہون سراپا صورت دل ہون

صراط عشق مین کیا کیا نہ ایذائین سہی لیکن
نہ آیا ہوش مین پھر بھی کوئی غافل سا غافل ہون

غضب کی آہی جاتی ہین ادائین حسن والون مین
دل بیتاب کہتا ہی نگیون مین انہیں مائل ہون

وہ بگڑے بات بگڑی حال بگڑا اک جہان بگڑا
تری گردش کا مین ای خوبی تقدیر قائل ہون

شمیم شیفتہ شمشیر سے کیا کام نکلیگا
کہ بے شمشیر کے مین کشتۂ انداز قاتل ہون

فرقت ساقی مین یہ بے نور آنکھین ہو گئین
روتے روتے صورت انگور آنکھین ہو گئین

حسن بے پردہ نے خیرہ کر دیا مردم کا نور
دید کے لائق نہ تھیں معذور آنکھیں ہو گئیں

آسمان گردش میں ہی چکر سے انکی دیکھئے
فتنۂ دوران تری ای حور آنکھیں ہو گئیں

اب کہان انکو سکون بے دید کے ای نازنین
دیکھتے ہی دیکھتے مجبور آنکھیں ہو گئیں

بادہ خواران محبت مست ہین اب راتدن
بادہ الفت سے کیسی چور آنکھیں ہو گئیں

کیون نہ ہون مردم نگاہ ناز پر تیری قتیل
ای پری تیری تو گویا حور آنکھیں ہو گئیں

ایکدم گردش سے ای ساقی نہین انکو قرار
ہین چھلاوہ یا تری لنگور آنکھیں ہو گئیں

تو نہ آیا اور یہ بھی ہاتھ سے جاتی رہین
بے ترے ای حور اب کافور آنکھیں ہو گئیں

بار دید حسن اٹھانا سہل کچھ ایسا نہ تھا
تھک تھکا کر صورت مزدور آنکھیں ہو گئیں

جسکو دیکھا اک نظر اپنا بنا یا آپ نے
دلربائی مین بڑی مشہور آنکھیں ہو گئیں

دل ملا تو کیون نگہ لڑتی نہین ہم سے کبھی
کسقدر اے نازنین مغرور آنکھیں ہو گئیں

تو نے جب جلوہ دکھایا رات کو ای مہ جبین
دلمین ٹھنڈک ہو گئی مسرور آنکھیں ہو گئیں

ہو گئے بیہوش انکو دیکھکر اکثر صنم
نور مین گویا کہ شمع طور آنکھیں ہو گئیں

شعلے اُٹھتے ہین یہ کیسے ای شمیم خستہ جان
آتش فرقت سے کیا محرور آنکھیں ہو گئیں

جب گلے مین ڈالتے ہم ہار ہین
پھولتا ہی دم کچھ ایسے زار ہین

تیغ ہو تربت پہ اپنی جائے گل
ہم شہید ابروئے خمدار ہین

انتظار غیرت مہتاب مین
رات ہے اور دیدۂ بیدار ہین

راتدن کی فکر سے ثابت ہوا
مہر و مہ دونون رخ دلدار ہین

اب جنون کے ہاتھ سے دستار مین
تار برقی رہگئی دو چار ہین

مجھکو دکھلا کر رقیبون سے کہا
آپ میرے طالب دیدار ہین

زلف کے سودے مین ہی سرگشتگی
چین سے ہم عازم تاتار ہین

انتظار یار سے راحت کہان
راہ سے آنکھین ہماری چار ہین

باغ عالم ہے عجب عبرت کی جا
گل جہان گل سے تھے وہان اب خار ہین

خندۂ گل سے یہ ظاہر ہے شمیم
شاد ہین دنیا مین جو زردار ہین

اُس شمرو کی مہکی خوشبو جو انجمن ہین
دل نے جنم لیا ہے پروانہ کے بدن مین

اے شمرو جو دیکھا رخسار آتشین کو
پروانہ بنگیا ہے ہر ایک گل چمن مین

دنیا مین بیکسی بھی ہر آدمی کو آفت
ہوتا نہین کوئی بھی ساتھی کبھی محن مین

دکھلائی جب سے تونے معجز بیانی اپنی
جھگڑا پڑا ہوا ہے شیخ اور برہمن مین

شبنم نے گلفشانی گلشن مین کی کچھ ایسی
موتی بھرے ہین گویا ہر ایک گل دہن مین

سوز نہان سے پتلا مین آگ کا بنا ہون
شعلے بھڑک رہے ہین ہر ایک عضو تن مین

اے گل یہ گل کھلایا درد و کھٹک نے آخر
موئے بدن نہین ہین یہ خار ہین بدن مین

زاہد کا زہد بگڑا اور برہمن کی طاعت
فرق آگیا ہے کیسا ہر ایک کے چلن مین

زلف سیاہ تابش روئے حسین پہ آئی
اندھیر ہے جہان مین یا چاند ہے گہن مین

بے فیض تیرے در پر کوئی نہین ہے یارب
کیسا بچھا ہوا ہے سبزہ کا فرش بن مین

دلچسپ ہین جنون مین سبزے کبھی ہوا مین
جنگل مین پھر رہا ہون لیکن ہون مین وطن مین

ہان اے شمیم اچھی ذوقافیہ غزل ہو
تکرار سے بڑھیگا لطف اور بھی سخن مین

اے گل یہ جستجو کی تیری چمن چمن مین
پہونچا ہے افسانہ آخر دہن دہن مین

طاؤس چل سکے گا تیری نہ چال ہرگز
ہے فرق درحقیقت ایجان چلن چلن مین

شہرۂ مسی لگا ہے جب سے دندان پر صفا کا
ہے دل شکستہ کیسا در عدن عدن مین

تونے جلایا خود کو مین دل جلا رہا ہون
اے شمع ہے تفاوت کیسا جلن جلن مین

پوشیدہ ہے دو نین تو ہی تو اسے پر یوش
ہے ورد نام تیرا ہر اک کے ہن دہن مین

ہین نرم نرم اعضا اور اُسپہ سخت گیری
پتھر کا دل چھپا ہی نازک بدن بدن مین

انجام سرکشی کا ذلت ہوئی ہے آخر
ہے سرنگون حیا سے سرو چمن چمن مین

دیکھو شمیم دیکھو حسن و جمال معنی
جلوہ دکھا رہا ہے نور سخن سخن مین

سہے جو ظلم کی آفت وہ کون ہے مین ہون
ترا قتیل محبت وہ کون ہے مین ہون

یہ تیر اقامتِ موزون اشارہ کرتا ہے
بپا ہے جس سے قیامت وہ کون ہے مین ہون

دلاسا دیتا ہی دل مجھکو یون شب فرقت
شریک رنج و مصیبت وہ کون ہی مین ہون

جفائین ہو چکین مجھپر تو اب کرم کیجیے
امیدوار عنایت وہ کون ہے مین ہون

تمھارے گیسوے پیچان کا یہ مقولہ ہے
شب فراق کی ظلمت وہ کون ہی مین ہون

سوال وصل پہ کس ناز سے وہ کہتے ہین
تمھارے واسطے حضرت وہ کون ہی مین ہون

شمیم ہمکو رہی اُسکے ساتھ مے نوشی
رہین محفل عشرت وہ کون ہی مین ہون

جوش نمو سے کیسے جوبن اُٹھان پر ہین
اس دور کے حسین بھی کیا آن بان پر ہین

درد و قلق الم سے کیا سابقہ پڑا ہے
آرام جان کے صدمے آلام جان پہ ہین

مین چاہتا ہون اُنکو وہ بھاگتے ہین مجھسے
مین کچھ گمان مین ہون وہ کچھ گمان پر ہین

پیر فلک بھی کیسا حسرت سے تک رہا ہے
کچھ دن سے اور عالم اُس نوجوان پہ ہین

صیاد چشم جانان ہین آفتِ زمانہ
دونون تلے یہ ہر دم صید جہان پہ ہین

بے کوشش و کشش کے روزی رسان ہے سبکا
احسان تیری یارب ساری جہان پہ ہین

دل ہی ضعیف الفت کیا بار غم سہے گا
یہ کام کاج سارے تاب و توان پہ ہین

جور و وفا کی جو کچھ حاصل مزی ہوے ہین
میری زبان پہ ہین اُنکی زبان پہ ہین

کیا آپکو خبر ہی کیا آپ جانتے ہین
بندہ نواز صدمے جو نیم جان پہ ہین

جلوہ فروشیان ہین بازار حسن مین کیا
حورون کے عام جمگھٹ ہر اک دکان پر ہین

نامہربانیون کی عادت پڑی ہی جب سے
کیا کیا نہ ہمکو دعوی اک مہربان پر ہین

دل جاچکا ہی پہلے اب جان پر بنے گی
وہ کچھ تلے ہوے سے کچھ امتحان پر ہین

کیا شعر و شاعری سے مجھکو شمیم نسبت
یہ جوش منحصر سب اک قدردان پر ہین

ردیف واو

دل یہ دیتا ہی شب غم مین دلاسے مجھکو
چھوڑو الفت کو ملے چین بلا سے مجھکو

کردیا ہمدم ناکارۂ دنیا افسوس
کھودیا تمنے تو دے دے کے دلاسے مجھکو

یہی چلتا ہوا نسخہ ہے تسلی کے لیے
ایک چٹکی ملے خاک کف پا سے مجھکو

وصل مین کیا مین کرون عرض تمنا اے دل
وہ تو آتے ہین نظر آج خفا سے مجھکو

بیخودی چھائی ہی یارون کے دلون پر کیسی
کام لینا ہے ابھی آہ رسا سے مجھکو

میکدہ بند ہے کیون اور کہان ہی ساقی
آج میخوار نظر آتے ہین پیاسے مجھکو

جان سے مین تو گیا آپ نہ آئے نہ سہی
ہوگیا پہلے ہی آرام دوا سے مجھکو

جرح کے وہ کھائے ہین الفت مین خدا جانتا ہے
تمنے جا لاک کیا تیغ ادا سے مجھکو

دل گیا صبر گیا جان کی لالے ہین شمیم
جبسے الفت ہوئی اک ماہ لقا سے مجھکو

آتش شوق مرے دل سے بجھاتے جاؤ
چاندسی شکل مجھے مڑکے دکھاتے جاؤ

اور اک وار مری جان لگاتے جاؤ
سرو تن کے مرے جھگڑے کو چکاتے جاؤ

صف محشر مین نہ ہنگامہ بپا ہوجائے
دیکھو دیکھو رخ روشن کو چھپاتے جاؤ

نگہ شوق ہزارون ہی کریگی رخنے
لاکھ تم پردے مین عارض کو چھپاتے جاؤ

چپکے چپکے نہین اچھا ہے لبون کا ہلنا
گالیان صاف نہ دو چار سناتے جاؤ

ابھی آغاز ہی لاکھون ہی پھنسینگے اسمین
رشتۂ زلف کو تم اور بڑھاتے جاؤ

کوئی بیتاب ہو مضطر ہو بلا سے صاحب
تم سر بزم وہی آنکھ چراتے جاؤ

جلوہ حسن نے بیہوش کیا ہے مجھکو
لخلخہ زلف معنبر کا سنگھاتے جاؤ

دل یہ کہتا ہے جو آتے ہین مژہ کے ناوک
میہمانون مرے گھر شوق سے آتے جاؤ

باغ مین آئے ہو بیکار نہ جاو یان سے
کبک طاؤس سے جھگڑے کو چکاتے جاؤ

رات وہ جانے کو کہتے تھے کہا مین نے کہ جاؤ
ہائے کس ناز سے بولے نہین جاتے جاؤ

پاس آنا تو بہت دور ہے ایمائے حسن
خوب صورت ہی کو پردیسے دکھاتے جاؤ

حالتِ زار مری دیکھکے بولے وہ نسیم
رشتۂ عشق ابھی اور بڑھاتے جاؤ

چودھوین شب ہو بغل مین مرے وہ حور بھی ہو
لطف ہو مے سے بھرا ساغر بلور بھی ہو

ماہ طلعت ہو پری چہرہ ہو اور حور بھی ہو
ساتھ آئیگے مگر افسوس ہے مغرور بھی ہو

ناصحا زہد ریائی سے نہین کچھ حاصل
شرط یہ ہے کہ مے عشق سے مخمور بھی ہو

دیکھکر گرمی تن کو مری مجھسے بولے
ہمہ تن شمع بھی ہو ہجر سے رنجور بھی ہو

نہ عنایت نہ تلطف کی نگہ کی امید
عشق تیر امرے سینہ سے کہین دور بھی ہو

رات بھر رہتی ہے تصویر خیالی دل مین
ہجر مین پاس مجھی آہ مگر دور بھی ہو

پڑ گئے ہو خونبہ تبخالے یہ نالے کھینچے
یہ بلا ہے تب فرقت کہین کافور بھی ہو

لے اڑے عالم بالا پہ مجھے اے ناصح
شربت عشق مین گر شیرۂ انگور بھی ہو

میرا آنا یہ گران بزم مین ان پر گذرا
دیکھکر کہتے ہین وہ میر لطیف دور بھی ہو

لطف آجائے شب ماہ مین خلوت کا نسیم
باغ ہو مے ہو بغل مین مرے اک حور بھی ہو

کس دلمین کر سمجھا کے گذر دیکھیے کیا ہو
مضطر ہے بہت انکی نظر دیکھیے کیا ہو

اسدم تو بہت شاد ہین ہم وصل سے تیرے
ایجان مگر وقت سحر دیکھیے کیا ہو

محشر یہ جو ہے وعدۂ دیدار تمہارا
کہتا ہے ہر اک فرد بشر دیکھیے کیا ہو

تم جاتے ہو پہلو سے مگر یہ شب فرقت
کس طرح سے ہوتی ہے بسر دیکھیے کیا ہو

لٹکی ہے تری زلف مسلسل بت کافر
نازک ہے بہت شاخ کمر دیکھیے کیا ہو

ہے اُن کی نظر آج بہت مضطر و بیچین
یہ جا کے گرے برق کدھر دیکھیے کیا ہو

منزل ہے کڑی گور کی اور جان حزین ہے
کس طرح سے پیش آئے سفر دیکھیے کیا ہو

ہمنے شب فرقت کی مصیبت کی شمیم آہ
بھیجی ہوے اُنکو بھی خبر دیکھیے کیا ہو

روان حلقوم پر جسوقت قاتل تیرا خنجر ہو
بپا ہر اک رگ گردن سے شور اللہ اکبر ہو

اگر بھولے سے وا اُنکی کبھی زلف معنبر ہو
تن بیجان مین جان آئے دماغ اپنا معطر ہو

شب مہتاب ہو ساقی ہو خلوت ہو فزا آئے
چمن ہو بادہ خوش رنگ ہو پہلو مین دلبر ہو

وہ ہون مین سوختہ جان ہجر مین ہین اُشعلے رونکے
فروزان آتش فرقت سے ہر اک تار بستر ہو

وہ گھبرا کر چلے آئین مرا حال زبون سنکر
فزون ہو درد دل اتنا مرے امکان سے باہر ہو

سنورنے سے اُنھین مطلب نکھرنیکی اُنھین خواہش
بلا سے اُنکی بسمل ہو کوئی یا کوئی مضطر ہو

تمھین ہم خاکسارون سے ہے مطلب کیا علاقہ کیا
حسین ہو مہ جبین ہو نازنین ہو ماہ پیکر ہو

فراہم دل کرین اپنا شمیم ان مہ جبینون پر
اگر بانکے سے بانکا ہو اگر بہتر سے بہتر ہو

نہین پوشیدہ کیا زلف نے رخسارون کو
چھا لیا ابر سیہ فام نے گلزارون کو

کر دیا اور پسینہ نے دوبالا جوبن
یہ وہ پانی ہے کہ بھڑکاتا ہے انگارون کو

جان بلب ہین تری فرقت مین لضان وفا
چلتے پھرتے تو کبھی دیکھ لے بیمارون کو

آہ بیکس کا اثر جلد ہی ہوتا ظالم
نہ ہلا دین مرے نالے تری دیوارون کو

دختر رز بھی ہے کیا شوخ یون ہی کیا کم تھی
تمتما اور دیا پھول سے رخسارون کو

ایک ٹھوکر مین تری لاکھ قیامت ہین نہان
حشر کیا پائیگا ایجان تری رفتارون کو

ہم وہ ہین شوق شہادت مین بھری او قاتل
سر جھکا دیتے ہین خود دیکھ کے تلوارون کو

یہی حسرت رہی اس شوخ ستمگر نے شمیم
آکے دیکھا نہ کبھی ہاے دل افگارون کو

یارون نے بھی تنگ آ کے چھڑایا وطن اپتو
افسوس کہ بگڑا ہی کچھ ایسا چلن اپتو

رکتا ہی نہین ہے دل بیتاب ہمارا
اے چرخ نہ دے ہجر کا رنج و محن اپتو

ہون تشنہ لب بادۂ گلفام کے غم سے
پیمانہ دے ای ساقئ پیمان شکن اپتو

گل ہوتے ہین شرماتے ہین سب آتشین رخسار
ہے جوش پہ حسنِ بتِ غنچہ دہن اپتو

کامل کو نہین پوچھتا کوئی بھی جہان مین
بگڑا ہے زمانہ کا یہ طرزِ چلن اپتو

حب سے کہ اُڑا لائی ہے اُس زلف کی خوشبو
اُڑتی ہوئی جاتی ہے نسیم چمن اپتو

وہ آنکھ لڑی دل وہ گیا دیکھیئے کیا ہو
آیا ہے اداؤن مین نیا بانکپن اپتو

زینت ہے حسینون کے بنا گوش کو اس سے
کیا اوج پہ ہے کوکب دُرِّ عدن اپتو

اُس ترک کے چشمان غزالی سے مقابل
پھرتے ہین چکارون کی طرح سے ہرن اپتو

کشتہ ہون کسی عارضِ پُر نور کا ہمدم
ہو چادر مہتاب سے شاید کفن اپتو

مارا ہے سبب مجھے غم نے کسی پردہ نشین کے
بہتر ہے کہ معدوم ہو گور و کفن اپتو

اسقدر جو سہے رنج و مصیبت کہ شمیم آہ
ہے شام غریبان مجھے صبح وطن اپتو

فکر ہے ہردم ستم ایجاد ہو
تم بڑے صاحب ستم ایجاد ہو

مشغلے ہین سب یہ میرے ہجر کے
آہ ہو نالہ ہو یا فریاد ہو

دیکھکر آوارہ مجھکو بولے وہ
رشک مجنون ثانیِ فرہاد ہو

بیکسی پر دل کی رحم آیا نہ کچھ
تم بڑے ہی سنگدل جلاد ہو

دونون جا ہے خانہ ویرانہ مری
باغ ہو مجھکو کہ صیاد ہو

خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہے دل
ہان نئی پھر آج کچھ بیداد ہو

دل بہلنے کے لیے کچھ ہو شمیم
ہجر مین نالہ ہو یا فریاد ہو

دوست دشمن کا بنا یار ہمارا دیکھو
دشمنِ جان ہوا دوست ہمارا دیکھو

طور پر آج نیا آکے تماشا دیکھو
اے کلیم آؤ رخ یار کا جلوا دیکھو

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو مین جاؤنگا
ایسا آنا ہی تھا کیا فرض یہ آنا دیکھو

دل کو روکے رہو تھامے رہو تم پہلو مین
رنگ لائین گے نوا ہاے مغنّی دیکھو

پھر وہی رنجش بیجا کا ہے ہم سے آغاز
تم نے کیا رات کو لکھا تھا محلا کا دیکھو

غیر اور رسم محبت کو نباہے توبہ
ہم نہ کہتے تھے مریجان وہی آیا دیکھو

مجھسے اور شکوۂ بیجا کا گمان خیر ہے کچھ
ہوش مین آؤ کہان ہو ابھی دنیا دیکھو

دیکھتا ہون جو پھر کے کبھی کہتا ہے
پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

چشم حق بین سے اگر دیکھنا چاہتے ہو شمیم
دل کے آئینہ مین تم یار کا جلوا دیکھو

بلبل کو پھر نوید ہجوم بہار دو
آئی ہے فصل گل یہ چمن مین پکار دو

مانا کہ نا گمان سہی آؤ مگر ضرور
تسکین آکے کچھ تو شب انتظار دو

جو چاہین ہم نکالین شب وصل حسرتین
اتنا تو آج اپنے پہ تم اختیار دو

مقتل مین تیغ کھینچ کے کہتے ہین سب سے وہ
دیکھین تو آج جانون کو کیجان نثار دو

لو مان جاؤ زلف کو رخ سے ہٹا بھی دو
اتنا نہ اب شمیم کو تم انتشار دو

نگاہ ناز سے سرکار دیکھتے جاؤ
ذرا تو حالتِ بیمار دیکھتے جاؤ

تمھاری شوخی رفتار رنگ لائے گی
یہی ہین حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

تبسم نمکین سے ترے کھلا ہر داغ
بہار تک ہے دل زار دیکھتے جاؤ

مریض ہجر ابھی جان اپنی دیدیگا
کرو نہ آنے مین انکار دیکھتے جاؤ

کرو نہ وصل مین انکار وصل سے ہرگز
بڑھیگی باہمی تکرار دیکھتے جاؤ

نہ آؤ جان پہ اپنی مین کھیل جاؤنگا
بُرا ہے روز کا انکار دیکھتے جاؤ

اسی سے ہوتے ہین پامال سیکڑون شایق
یہی ہے حشر کی رفتار دیکھتے جاؤ

یہی ہے حسن کا گر زور یار کے باہم
لڑین گے کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

دل شمیم کو پیسا ہے خوش خرامی سے
تم اپنی شوخیِ رفتار دیکھتے جاؤ

کچھ تو چلین آئے اپنے بیکل کو
آج ملٹر چھوڑ دو کل کو

کوئے جانان چھُٹا بہشت ملی
لے گئی ہائے موت جنگل کو

اک سرے سے مٹا دیا کیسا
عشق کا کل نے سارے کس بل کو

کی تڑپ دل نے برق کو تعلیم
بارش اس چشم تر نے بادل کو

درد سر مین ہے در ترا کافی
کیا کرون گا لگا کے صندل کو

ہاتھ آنا محال ہے کاکل
کوئی سُلجھائے تو دو مشکل کو

بے نقط وہ سنا کے کہتا ہے
خبط کیسا ہو گیا ہے مہمل کو

تیری آنکھون نے کر دیا تعلیم
یہ لگاوٹ کا طور کاجل کو

قیس کو بھی کمال وحشت ہو
دیکھ لے وہ جو میرے جنگل کو

عشق سیب ذقن مین جان گئی
پھل ملا خوب چاہ کر پھل کو

دور گردون نے اُن کو بخشی شال
جو ترستے تھے ایک کمبل کو

سرمہ سا پس چکا ہون آنکھون سے
اب دکھاتے ہو مجھکو کاجل کو

ہم تصدق شمیم کرتے ہین
خار یثرب پہ فرش مخمل کو

تم جاتے ہو پہلو سے مگر یہ شبِ فرقت — کس طرح سے ہوتی ہے بسر دیکھیئے کیا ہو
لٹکی ہی تری زلف مسلسل ہت کافر — نازک ہے بہت شاخ کمر دیکھیئے کیا ہو
ہے اُن کی نظر آج بہت مضطر و بیچین — یہ جاکے گرے برق کدھر دیکھیئے کیا ہو
منزل ہی کڑی گور کی اور جان حزین ہے — کس طرح سے پیش آئے سفر دیکھیئے کیا ہو

ہمنے شب فرقت کی مصیبت کی شمیم آہ
بھیجی تو ہے اُنکو بھی خبر دیکھیئے کیا ہو

روان حلقوم پہ جسوقت قاتل تیرا خنجر ہو — بپا ہر اک رگ گردن سے شور اللہ اکبر ہو
اگر چھوٹے سے وا اُنکی کبھی زلف معنبر ہو — تن بیجان مین جان آئے دماغ اپنا معطر ہو
شب مہتاب ہو ساقی ہو خلوت ہو مزا آئے — چمن ہو بادۂ خوشرنگ ہو پہلو مین دلبر ہو
وہ ہون مین سوختہ جان ہجر مین اُشعلہ رونیکے — فروزان آتش فرقت سے ہر اک تار بستر ہو
وہ گھبر اکر چلے آئین مرا حال زبون سنکر — فزون ہو درد دل اتنا مرے امکان سے باہر ہو
سنوارنے سے اُنھین مطلب نکھر نیکی اُنھین خواہش — بلا سے اُنکی بسمل ہو کوئی یا کوئی مضطر ہو
تمھین ہم خاکسارون سے ہو مطلب کیا غلاو کیا — حسین ہو مہ جبین ہو نازنین ہو [illegible]

فدا ہم دل کرین اپنا شمیم ان مہ جبینون پر
اگر بانکے سے بانکا ہو اگر بہتر سے بہتر ہو

نہین پوشیدہ کیا زلف نے رخسارونکو — چھا لیا ابر سیہ فام نے گلزارون کو
کر دیا اور پسینہ نے دو بالا جو بن — یہ وہ پانی ہے کہ بھڑکاتا ہی انگارون کو
جان بلب ہین تری فرقت مین نضائے فنا — چلتے پھرتے تو کبھی دیکھ لے بیمارون کو
آہ بیکس کا اثر جلد ہو ہوتا ظالم — نہ ہلا دین مرے نالے تری دیوارون کو
دختر رز بھی ہے کیا شوخ یون ہی کیا کم تھی — تمتما اور دیا پھول سے رخسارون کو
ایک ٹھوکر مین تری لاکھ قیامت ہین نہان — حشر کیا پائیگا ایجان تری رفتارون کو

ہم وہ ہین شوق شہادت مین بھری او قاتل
سر جھکا دیتے ہین خود دیکھ کے تلوارون کو

یہی حسرت ہی اس شوخ ستمگر نے شمیم
آکے دیکھا نہ کبھی ہاے دل افگارون کو

یارون نے بھی تنگ آکے چھڑایا وطن اپتو
افسوس کہ بگڑا ہی کچھ ایسا چلن اپتو

رکتا ہی نہین ہی دل بیتاب ہمارا
اے چرخ نہ دے ہجر کا رنج و محن اپتو

ہون تشنہ بلب بادۂ گلفام کے غم سے
پیمانہ نہ دے ای ساقیٔ پیمان شکن اپتو

اگ ہوتے ہین شرماتے ہین سب آتشین رخسار
ہے جوش پہ حسنِ بتِ غنچہ دہن اپتو

کامل کو نہین پوچھتا کوئی بھی جہان ہین
بگڑا ہے زمانہ کا یہ طرزِ چلن اپتو

حب سے کہ اُڑا لائی ہے اُس زلف کی خوشبو
اُڑتی ہوئی جاتی ہے نسیم چمن اپتو

وہ آنکھ لڑی دل وہ گیا دیکھئے کیا ہو
آیا ہے اداؤن ہین نیا بانکپن اپتو

زینت ہی حسینون کے بناگوش کو اس سے
کیا اوج پہ ہے کوکب دُرِّ عدن اپتو

اُس ترک کے چشمان غزالی کے مقابل
پھرتے ہین چکارون کی طرح سے ہرن اپتو

کشتہ ہون کسی عارضِ پُر نور کا ہمدم
ہو جایدر مہتاب سے شاید کفن اپتو

مارا ہے مجھے غم نے کسی پردہ نشین کے
بہتر ہے کہ معدوم ہو گور و کفن اپتو

اسدرجہ ہے رنج و مصیبت کہ شمیم آہ
ہے شام غریبان مجھے صبح وطن اپتو

فکر ہے ہر دم ستم ایجاد ہو
تم بڑے صاحب ستم ایجاد ہو

مشغلے ہین سب یہ میرے ہجر کے
آہ ہو نالہ ہو یا فریاد ہو

دیکھکر آوارہ مجھکو بولے وہ
رشک مجنون ثانیِ فرہاد ہو

بیکسی پر دل کی رحم آیا نہ کچھ
تم بڑے ہی سنگدل جلاد ہو

دونون جا ہے خانہ ویرانہ مری
باغ ہو مجھکو کف صیاد ہو

خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہو دل
ہان نئی پھر آج کچھ بیدا د ہو

دل بہلنے کے لیے کچھ ہو شمیم
ہجر مین نالہ ہو یا فریاد ہو

دوست دشمن کا بنا یار ہمسا زا دیکھو
دشمن جان ہوا دوست پیار ا دیکھو

طور پر آج نیا آکے تماشا دیکھو
اے کلیم آؤ رخ یار کا جلوا دیکھو

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو مین جاؤنگا
ایسا آنا ہی تھا کیا فرض یہ آنا دیکھو

دل کو روکے رہو تھامے رہو تم پہلو مین
رنگ لائین گے نوا ہاے مغنی دیکھو

پھر وہی رنجش بیجا کا ہے ہم سے آغاز
تم نے کیا رات کو لکھا تھا مچلکا دیکھو

غیر اور رسم محبت کو نبا ہے تو یہ
ہم نہ کہتے تھے مریسجان وہی آیا دیکھو

مجھسے اور شکوۂ بیجا کا گمان خیر ہے کچھ
ہوش مین آؤ کہان ہو ابھی دنیا دیکھو

دیکھتا ہون جو نظر بھر کے کبھی کہتا ہے
پھر بُری آنکھ سے اُسنے مجھے دیکھا دیکھو

چشم حق بین سے اگر دیکھنا چاہتے ہو شمیم
دل کے آئینہ مین تم یار کا جلوا دیکھو

بلبل کو پھر نوید ہجوم بہار دو
آئی ہے فصل گل یہ چمن مین پکار دو

یا ماکہ تا گمان سہی آؤ مگر ضرور
تسکین آکے کچھ تو شب انتظار دو

جو چاہین ہم نکالین شب وصل حسرتین
اتنا تو آج اپنے پہ تم اختیار دو

مقتل مین تیغ کھینچ کے کہتے ہین سب سے وہ
دیکھین تو آج جانون کو لیجان نثار دو

لو مان جاؤ زلف کو رخ سے ہٹا بھی دو
اتنا نہ اب شمیم کو تم انتشار دو

نگاہ ناز سے سرکار دیکھتے جاؤ
ذرا تو حالت بیمار دیکھتے جاؤ

تمھاری شوخی رفتار رنگ لائے گی
یہی ہین حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

تبسم نمکین سے ترے کھلا ہر داغ
بہار زخم ہے دل زار دیکھتے جاؤ

مریض ہجر ابھی جان اپنی دیدیگا
کرو نہ آنے مین انکار دیکھتے جاؤ

کرو نہ وصل مین انکار وصل سے ہرگز
بڑھیگی باہمی تکرار دیکھتے جاؤ

نہ آؤ جان پہ اپنی مین کھیل جاؤنگا
بُرا ہے روز کا انکار دیکھتے جاؤ

اسی سے ہوتے ہین پامال سیکڑون شاق
یہی ہے حشر کی رفتار دیکھتے جاؤ

یہی ہے حسن کا گر زور یار کے باہم
لڑین گے کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

دل شمیم کو بیسیا ہے خوش خرامی سے
تم اپنی شوخی رفتار دیکھتے جاؤ

کچھ تو چین آئے اپنے بیکل کو
آج للہ چھوڑ دو کل کو

کوئے جانان چھٹا بہشت ملی
لے گئی ہاے موت جنگل کو

اک سرے سے مٹا دیا کیسا
عشق کاکل نے سارے کس بل کو

کی تڑپ دل نے برق کو تعلیم
بارش اس چشم تر نے بادل کو

درد سر مین ہے در ترا کافی
کیا کرون گا لگا کے صندل کو

ہاتھ آنا محال ہے کاکل
کوئی تھامے تو دود مشعل کو

بے نقط وہ سنا کے کہتا ہے
خبط کیا ہو گیا ہے مہمل کو

تیری آنکھون نے کر دیا تعلیم
یہ لگاوٹ کا طور کاجل کو

قیس کو بھی کمال وحشت ہو
دیکھ لے وہ جو میرے جنگل کو

عشق سیب ذقن مین جان گئی
پھل ملا خوب چاہ کر پھل کو

دور گردون نے اُن کو بخشی شال
جو ترستے تھے ایک کمبل کو

سرمہ سا پس چکا ہون آنکھون سے
اب دکھاتے ہو مجھکو کاجل کو

ہم تصدق شمیم کرتے ہین
خار یثرب پہ فرش مخمل کو

نہ ہوگی محویت کب تک حسینوں کی محبت کو — لگا دو سامنے آئینۂ چشم محبت کو

وہ کیوں کر جنس دل کو اینگا نقد مہربانی سے — ہمیشہ ڈھونڈھتا رہتا ہو جو مال غنیمت کو

تنفر ہو جسے افتادگان خاک الفت سے — وہ کیا جانے طریق دوستی آداب صحبت کو

دل مایوس اپنا اب نہیں مشتاق مے نوشی — حریفوں کو پلا دو ساغر چشم عنایت کو

نئی شوخی سے وہ ناظر کو گردیدہ بناتے ہیں — رکھا ہے انگشت پر تا نگینے کی تصویر کو

کرم کیجیے الم نکلے عنایت میں ستم نکلے — مبارک ترک کر دو دوستی حضرت سلامت کو

اشارہ یہ سراسر کرتی ہے چین جبین انکی — الٹ کر جو ہم لو آڑ ہاتھان تیغ الفت کو

حسینوں کی محبت میں خدا کی یاد بھی بھولی — ملایا خاک میں زاہد نے سب کشف و کرامت کو

کوئی صورت تو آخر یار سے نسبت کی پیدا ہو — چمکنے دو ابھی آئینۂ گرد کدورت کو

شمیم اُس شوخ کا طرز وفا کتنا عجب ہے
یہی گر مہربانی ہے سلام ایسی عنایت کو

بہت چمکا گیا اُنکے جمال حیرت افزا کو — لگا دو سامنے آئینۂ چشم تمنا کو

فراق ساقی گلرو میں آنکھیں خون روتی ہیں — گلابی رنگ میں دیکھا چراغ چشم مینا کو

وہی دم خم وہی بل ہے وہی ڈسنے کی عادت ہے — کہا مار سیہ پایا سر زلف سمن سا کو

کیا اچھا یہ ساقی نے علاج درد مے نوشان — لپیٹا ریش قاضی سے سر مینای صہبا کو

یہ کس یوسف لقا کے خنجر مژگاں کی تیزی نے — نہایت کر دیا پر خون انگشت زلیخا کو

لب لعلیں مسکن ہیں تو چشم مست جان افزا — سبق حکمت کا دے تو نسخۂ چشم مسیحا کو

ہوا ہے حال الفت میں کسی لیلی شمائل کے — سویدا سے دل وحشی بنایا داغ سودا کو

مثال شمع سوز ہجر سے ہر عضو جلتا ہے — مرے سینہ پہ رکھدو تم حنا بستہ کف پا کو

بگولے رنگ رخ کے میرے بنکے ابتو اڑتے ہیں — نہیں کچھ خاک صحرا میں اڑاؤں خاک صحرا کو

تحیر نے جمال آئینہ رو کے بنایا ہے — تماشاگاہ عالم مردم چشم تمنا کو

تسنیم زار دام زلف سے اب دل نہ نکلیگا
کہان ہے طاقت پرواز مرغ بستہ پا کو

علاقہ جب نہین مجھسے تو میرا امتحان کیون ہو
نہو گر مہربان مجھپر تو وہ نامہربان کیون ہو

نہین جب کچھ علاقہ تو گلا خون سے مجھکو اے ہمدم
تو میرا دشمن جانی چمن مین باغبان کیون ہو

تمہارے بیوفا کہنے سے ہم الفت کو کیو چھوڑین
کسی کے مہرگران ہونے سے کوئی سرگران کیون ہو

غم فرقت نے یہ حالت کیا اگر حیف ہو تنہائی
پھر اسپہ یہ ستم ہے پوچھتے ہو ناتوان کیون ہو

نہو پہلو مین میرے وہ اگر غارتگر عالم
مرے پہلو مین دل کیون ہو مرے تن مین جان کیون ہو

تسنیم اس زرد روئی سے تمہارا کام کیا نکلے
وہ کافر دیکھکر حال زبون کو مہربان کیون ہو

ردیف یائے تحتانی

پھر اوہ مسیحا یہان آتے آتے
رہی سینہ مین میری جان آتے آتے

مرے تخت دل چشم مین آکے ٹھہرے
رہین حوض مین مچھلیان آتے آتے

ہجوم فغان مین رہا کچھ نہ ہے ہے
مجھے پاس نامحرمان آتے آتے

مرے کنج زندان مین ہمدم ہوئے ہین
مرے پاؤن مین بیڑیان آتے آتے

نگہ سیدھی ہو ہو کے پھر پھر گئی ہے
رہین سینہ مین برچھیان آتے آتے

بس اب تم نہ ہرگز مجھے یاد کرنا
کہ گھبرا گیا ہچکیان آتے آتے

مقدر کیا لکھا دم وعدہ ان سے
نہین بنگئی لب پہ ہان آتے آتے

یہ ہے ضعف کہ آرزوے دلی بھی
اٹک جاتی ہے تا زبان آتے آتے

وہ کم سن ہے اے دل اسے چاہیئے ہو
زمانہ ابھی شوخیان آتے آتے

چمن کا نہین کچھ پتا نخل کیا ہین
ہوا حال یہ آندھیان آتے آتے

وہ تھا ناتوان مرغ مین فصل گل تن — گرا آہ تا آشیان آتے آتے
یہ تھا پاس اسکا غضب ہے خبر مجھکو — کہ رک رک گئی ہے فغان آتے آتے
مرغ بنا صفحۂ دھر پر آہ — چمن مین بہار و خزان آتے آتے
کہان رہ گیا وعدہ پر اے شمیم آہ
کوئی آج رنگین جوان آتے آتے

جگر جو ہدیۂ انداز دل ادا کے لئے — عجب شگوفہ کھلے جان مبتلا کے لئے
عبث خفا ہو تم اس جان مبتلا کے لئے — بگڑتے کیا ہو مری جان ذرا ذرا کے لئے
تمہارا عشق بھی کیا کیا مصیبتیں لایا — کہان کہان مین بھٹکتا پھرا دوا کے لئے
دکھائے کیا اثر اپنا بت ستمگر پر — حضور قلب بھی لازم ہے ہر دعا کے لئے
عجیب شوخ بلا کا ہے تیرہ دل ظالم — زبان کھولنا مشکل ہے مدعا کے لئے
عبث عبث ہی تمہین یہ خیال ہووہ — مین اور شکوۂ بیجا کرون وفا کے لئے
ہمارا عشق بھی اک روز رنگ لائیگا — خبر ضرور ہے جسطرح مبتدا کے لئے
کسی کا ہاتھ وہ کرنا وصال مین ڈر کے — کوئی نہ دیکھ لے چھوڑ مجھے خدا کے لئے
کسی کا بخت نہ دو آج شب کو جاگیگا — وہ منتظر ہین بہت دیر سے حنا کے لئے
حصول مطلب دل اس سے خیر ممکن ہے — جو وہ فکر کرے اک نئی جفا کے لئے
ہوا نہ اس بت کافر پہ کچھ اثر اپنا — رکھا نہ کوئی دقیقہ بھی التجا کے لئے
نزول ظلم و ستم کا ہے اے شمیم ہر دم
کہان قرار مری جان مبتلا کے لئے

عجب یہ جادو بھری ہے وہ نگاہ ناز دلبر کی — گرا اک پل پلٹنے مین اہ جس نے صبح محشر کی
برا ہو سخت جانی کا دم کشتن ستم ڈھایا — جو سرخی دیکھی لعل لب رنگین دلبر کی
ترے صدقے ترے قربان ادھر بھی وا ہو قاتل — دہان زخم کو خواہش ہوئی ہے آب خنجر کی

گھلا کر سوز الفت نے کیا مجھ کو تمام اپنے | مرے غم سے پوری ہو گئی مرضی ستمگر کی

ہیں مشہور میرے شعر لیکن اے شمیم آخر
چھپانے سے کہین چھپتی ہے خوشبو مشک و عنبر کی

جان دیتا ہے ترے حسن پہ حیران کوئی | خاک مین آج ملاتا ہے سب ارمان کوئی

دست گستاخ ادب بھی تجھے لازم ہے حذر | شرم کھائے ہوئے بیٹھا ہے پشیمان کوئی

دلی امید کا اظہار سبھی کرتے ہین | کیا ستم ہے جو ہوا وصل کا خواہان کوئی

سحر وصل ہوئی ایک قیامت آئی | رخصت ہوتا ہے کسی سے لپٹان کوئی

ہائے اِس باد مخالف نے کیا ایسا تباہ | باغ عالم مین نہ دیکھا گل خندان کوئی

حسرت و یاس کا خون روز ہی ہوتا قاتل | میرا سینہ بھی ہوا گنج شہیدان کوئی

نئی چاہت نئی الفت ہے کسی کافر کی | دل مین آتا ہے ابھی یون ہی سا ارمان کوئی

مین نے جو یاد دلایا تو وہ ہنسکے بولے | کبھی آتا تھا مری بزم مین ہان ہان کوئی

درد رہ رہ کے مرے سینہ مین ہوتا ہے بہت | رہ گیا ہو نہ کہین دیکھنا پیکان کوئی

کیا بھروسا ہو شمیم اُس بت ہرجائی کا
نکوئی عہد ٹھکانے کا نہ پیمان کوئی

آب شمشیر سے قاتل نہین ڈرنے والے | تیغ کے گھاٹ اتر جائینگے مرنے والے

تو سلامت رہے اک مین نہ رہا تو نہ رہا | اور ہو جائینگے صدہا یون ہی مرنے والے

قید مین پھنسگئے صید قفس مین اترنے والے | لائے ہین سر پہ بلا بال بکھرنے والے

پاس وضع بھی نہین وعدہ کا بھی خیال نہین | او جفا کار ستمگار مکرنے والے

چشم آہوئے بتان نے مرے دل کو لوٹا | چر گئے سبزۂ امید کو چرنے والے

زال دنیا نہین تزویج کے قابل ہرگز | توسن عمر نہ ٹھہرائین ٹھہرنے والے

آپ کے شعر و سخن کا کیا کہنا ہے واہ شمیم

دل مین ہر ایک کے ہین گدگدی کرنیوالے

آنکھو تو اک ذرا کی بدولت تیر چاہیئے
ہر دم نیا نیا کوئی نخچیر چاہیئے

کیسی بہار باغ کہان کا نشاط ہے
دل سے لگی ہوئی تری تصویر چاہیئے

بیٹھا ہے شوق ہاتھ سے انکے شہید ہون
انکو یہ عذر ہے نئی شمشیر چاہیئے

ہر سبز تار مین خلش درد عشق ہے
ہر اک وہان زخم مین اک تیر چاہیئے

وحشت کا زور شور ہے چکر ہے پا نہین
بھاری سی کوئی اندنون زنجیر چاہیئے

قاتل کو کچھ تو آئے مزا قتل مین مرے
اک برق کی تڑپ دم شمشیر چاہیئے

پھر آئی فصل گل وہی مختل حواس ہون
پھر مجھکو بوے زلف گرہ گیر چاہیئے

کچھ تو تبسم پائے مزہ درد عشق کا
پوشیدہ دلمین یار ترا تیر چاہیئے

بیٹھے رہے وصال مین شب بھر حیا کئے
اے واہ خوب آپنے وعدے وفا کئے

دیکھا جو انکو پھر وہی تازہ ہوا ہے عشق
گو لاکھ بار ترک محبت کیا کئے

سکے ہین تو سلطنت حسن کے مرے
کہتے ہین وہ کہ داغ جگر تمنے کیا کئے

ہے منھ نہ سنی اُن کبھی سختی عشق مین
مدت سے تمہارے ہجر کے کیا کیا سہا کئے

وہ مثل شمع آئے نہ محفل مین اور ہم
پروانہ وار یاد مین انکی جلا کئے

دونہ سمجھے کہ حقیقت نہ سکا ہے نکو
ساغر ہماری خاک سے اکثر بنا کئے

دل کی کلی نہ ہائے ہمارے کبھی کھلی
تجھسے صبا ہزارون ہی غنچے کھلا کئے

تھا پاس اقربا کا انھین جو تبسم آہ
تجھسے چھپ کے شب کو مجھے وہ اکثر ملا کئے

عجب ہے کہ عشق نازبت پر جفا مین ہے
وحشت خاک کیا لعوان تن کس ہوا مین ہے

اللہ کم سنی کا زمانہ بھی خوب ہے
شوخی بھی انکی وصل مین کیا کیا حیا مین ہے

بے اختیار جو یہ مائل ہو دل مرا
وہ دل کہ میرے پہلو میں ملتا نہیں کہیں
امید دل بر آئے جو اسکی گرہ کھلے
لائے ابھی رنگ آج وہ آئے کسیطرح

پنہان کرم ضرور تمہاری جفا مین ہے
مین جانتا ہون آپ کے دست حنا مین ہے
یہ دل پھنسا ہوا ترے بند قبا مین ہے
تاثیر کا ہجوم جو دست دعا مین ہے

جسکو بغیر دید بتون کے نہ چین تھا
مدت سے وہ شمیم تو یاد خدا مین ہے

ابتو حالت یہی ہماری ہے
زلف کو اسنے کب سنواری ہے
جیطرح دل کی آہ و زاری ہے
انکی صورت کا پوچھنا کیا ہے
اک طرف دل ہے اور مین خستہ
ترچھی نظرون نے تیری اے ظالم
شرم ہے ناز ہے حیا و حجاب
پھر وہی دخت رز سے صحبت ہے
چلو جوئی سے میری اے ہمدم
پھر دل و دیدہ مین ہمارے آہ

دن کو نالہ ہے شب کو زاری ہے
میری آشفتگی سنواری ہے
آج کی رات سخت بھاری ہے
خوب صورت ہے پیاری پیاری ہے
اک طرف ہائے خلق ساری ہے
ایک برچھی سی دل مین ماری ہے
خوب خلوت مین پردہ داری ہے
پھر وہی ذوق بادہ خواری ہے
نگہ ناز بھی دو دھاری ہے
آج کل عزم فوجداری ہے

کسقدر اے شمیم وہ صورت
بھولی بھولی ہے پیاری پیاری ہے

کہین آج ماتم بپا ہو رہا ہے
مرا دل بتون پر فدا ہو رہا ہے
یہ کسنے چمن مین دکھایا ہے جلوہ

تمہارا ابھی دیکھو کیا ہو رہا ہے
حرم مین کلیسا نیا ہو رہا ہے
کہ رنگ رخ گل ہوا ہو رہا ہے

شب غم میں کوئی نہیں اپنا ساتھی
مرا بخت مجھسے خفا ہو رہا ہے

تری چال نے حشر میں حشر ڈھایا
قیامت میں محشر بپا ہو رہا ہے

بتون کے اسیر محبت ہین مومن
الٰہی زمانہ میں کیا ہو رہا ہے

وفا کا بھروسا تھا جس لیے مجھکو
وہی نذر تیغ جفا ہو رہا ہے

حرم مین بتون کا گلہ شیخ صاحب
یہ کیا کر رہے ہو یہ کیا ہو رہا ہے

وہی اُسکی حالت وہی اُسکی صورت
الٰہی مرے دلکو کیا ہو رہا ہے

ترے اُٹھتے جوبن کا بانکی ادا کا
جسے دیکھئے مبتلا ہو رہا ہے

ذرا آنکھ سے آنکھ دو چار کر لو
عدو سے ذرا کیون گلا ہو رہا ہے

خرام ستمگر بھی تھا ایک آفت
عجب شور محشر بپا ہو رہا ہے

ادھر دیکھ لو تم ادھر دیکھ لو تم
کہ پھر دلمین کچھ شور سا ہو رہا ہے

وہی کوچہ یار ہے وہی الفت
مرا دل مجھی کو بلا ہو رہا ہے

نہ بیکل ہو کیونکر مرے سینہ مین دل
وہ جوبن یہ نام خدا ہو رہا ہے

ابھی جاؤ بھی دیکھ لی سب عنایت
ستم یہ نہین ہے تو کیا ہو رہا ہے

الٰہی وہ آجائین جسکے سبب اب
بہت اوج نالہ رسا ہو رہا ہے

یہ کس فتنہ گر کی شمیم یاد آئی
کہ دل مین مرے شور سا ہو رہا ہے

حسن بھی ہے کہین شباب بھی ہے
کہین اس شکل کا جواب بھی ہے

کچھ تو بولو کہان سے آئے ہو
آنکھ مین شرم بھی حجاب بھی ہے

ہے دم مضطرب کو کیون تنہا ہون مین
دلولہ بھی ہے اور شباب بھی ہے

تیکھی چتون ہی بوسہ دینے سے
لطف کے ساتھ کچھ عتاب بھی ہے

ضد کو چھوڑو بس آؤ سو جاؤ
لال آنکھین ہین اور خواب بھی ہے

ہونہ خوش حسن پر کوئی اپنے | کہ زمانہ کو انقلاب بھی ہے

آسے دل رنج ہے نسیم نصیب
آہ صدموں کا کچھ حساب بھی ہے

اثر خندے کا زخموں سے عیاں ہے | تری شمشیر کشتِ زعفراں ہے
شب فرقت فروزاں استخواں ہے | عنابی ہاتھ جو آتش فشاں ہے
غضب کا حسن ہر بت سے عیاں ہے | عجب یہ حسن خیز ہندوستاں ہے
مرے حال زبوں کا پوچھنا کیا | تمہاری چتونوں سے عیاں ہے
خیالی صورتوں کا تھا مرقع | وہ لطف اگلا ساقی اب کہاں ہے
تمہاری یاد ہے ہر وقت دل میں | ہمیشہ مصحف رخ کا بیاں ہے
کہاں ایسے قفس سے جاؤں بچکر | زمیں نیچے ہے سر پر آسماں ہے
ترو تازہ ہیں ہر دم داغ دل کے | نہیں اس باغ کو خوف خزاں ہے
چنے ہیں مانگ پر اُسنے ستارے | نمایاں یا یہ خط کہکشاں ہے
صبا تو ہی بتادے بیکسوں کو | ہمارے کارواں کا کیا نشاں ہے

یہی جو بزم میں بیٹھا ہے چپکا
یہی صاحب نسیم خوش بیاں ہے

وفور گریہ سے بالیدگی ہے نخل ماتم کی | بلا کی بارشیں ہوتی ہیں باغ دہر میں غم کی
دلی امید بر آئی وہ آئے آج مقتل میں | ہلال تیغ سے تقدیر میرے بخت کی چمکی
نگاہیں لوٹ ہیں اور دل تجلی زار ہے سینا | وہ پیاری نور کی صورت ہے گویا جان عالم کی
غضب ہے خندہ دنداں نما زخم نہاں میں | مگر اُسنے نہ آب تیغ سے کی فکر مرہم کی
سنبھلنا حضرت دل نور و نار عشق دونوں ہیں | وہ شعلہ حسن کا بھڑکا وہ برق ناز بھی چمکی
فراق احمد مرسل میں آنکھیں خوب روتی ہیں | رواں ہیں دونوں نہریں جوش سے آب چشم غم کی

وہ حسنِ عالم آرا پردۂ وحدت مین نہان ہی
نگاہین ڈھونڈھتی پھرتی ہین جسکو اک عالم کی

یہ آئی وہ گئی دل کو جگر کو کر دیا زخمی
ہرن کی طرح سے تیغِ نظر عادی ہی کیا رم کی

رہا کرتی تھین پیچ و تاب مین پہلے تو زلفین بھی
مگر آہ سیہ روئے طبیعت اور برہم کی

شمیم آہ شرر افشان سے وہ ناحق کو ڈرتے ہین
نہ یہ بادل کبھی گرجا نہ یہ بجلی کبھی چمکی

سوزشِ غم سے دل و سینہ جگر جلتا ہے
ہائے مجبور ہین ہم اور یہ گھر جلتا ہے

دیکھ وہ رات گئی صبح نمودار ہوئی
اب کلیجہ ترا اے شمع سحر جلتا ہے

شدتِ آتشِ فرقت سے عجب حالت ہی
ابتو یہ دل کا چراغ آٹھ پہر جلتا ہے

آگ لگجاتی ہی کیا رشک سے تن مین اپنے
شمع پر جب کوئی پروانہ اگر جلتا ہے

عشق اور رشک کی اک آگ لگی ہی کیسی
مین ادھر جلتا ہون اور غیر اُدھر جلتا ہے

لاگ کی آگ غضب ہوتی ہی سچ کہتے ہین
شمع بھی جلتی ہی پروانہ اگر جلتا ہے

آؤ دیکھو تو اجی شعلہ ادائی اپنی
کس طرح عاشقِ تفسیدہ جگر جلتا ہے

آگ وہ تن مین لگی ہے کہ خدا جانتا ہی
اے صنم ہجر مین ہر عضو مگر جلتا ہے

تجھکو کیا ناصحِ مشفق مین اگر ہون مے نوش
اس نصیحت سے مرا اور جگر جلتا ہے

آنکھین جلتی ہین تپ ہجر سے کس طرح شمیم
شمع کی طرح مرا تارِ نظر جلتا ہے

یہ بیجا وہم ہے تقدیر بنتی اور بگڑتی ہی
اگر سچ پوچھئے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہی

وہ من من کر بگڑ جاتے ہین اے دل سخت مشکل ہی
عجب گردش مین ہون تقدیر بنتی اور بگڑتی ہی

بیان وصل دشمن پر تجاہل ہے مگر اے گل
تری صورت دم تقریر بنتی اور بگڑتی ہی

تصور مین بھی حسن یار کا آنا ہی اب مشکل
غضب ہے پیکر تصویر بنتی اور بگڑتی ہی

وہ رک رک جاتے ہین لکھتے ہوئے اقرار وصلت کا
مری قسمت دم تحریر بنتی اور بگڑتی ہی

وہ مضطر ہین مگر آنے مین اُنکو کچھ تامل ہی
دل بیتاب کی تاثیر بنتی اور بگڑتی ہے

تلون آپکا اے یار اچھا رنگ لایا ہے
کہ میری دمبدم توقیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہوا ہی جب سے سودا گیسوئے پُر پیچ جانان کا
نگہ مین اک نئی زنجیر بنتی اور بگڑتی ہے

چمک اُٹھی ہی کیا عکس رُخِ روشن سے اے قاتل
وہ دیکھ اب آئینہ شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

مصور نے یہ شوخی سے بدن مین روح ڈالی ہی
کہ فوٹو مین تری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

زمانہ جب موافق تھا گزرتی تھی خوشی سے کیا
مگر اب اے بُتِ بے پیر بنتی اور بگڑتی ہے

وہ سنتے ہین تو سنکر اور تن جاتے ہین آفت ہے
شمیم خستہ کی تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہر ناز ہے آمادۂ بیداد غضب ہے
او بانی بیداد تری داد غضب ہے

ہر دم ہے حسینون کی اُسے یاد غضب ہے
سچ پوچھیے تو یہ دلِ ناشاد غضب ہے

انداز نرالے ہین ترے جور کے ہر روز
ایجاد مین ایجاد ہے ایجاد غضب ہے

بلبل ترا اب باغ مین ہو گا نہ ٹھکانا
گلچین جو بلا ہے تو وہ صیاد غضب ہے

سر تا بقدم صورت بیداد ہے گویا
وہ فتنۂ محشر ستم ایجاد غضب ہے

دیدار کی حسرت رہی جاتی ہی دم قتل
افسوس کہ بیرحم ہی جلاد غضب ہے

یہ دل کو کیے دیتی ہے بیچین ہمارے
ان شوخ حسینونکی مگر یاد غضب ہے

اے باد حوادث کبھی آنا نہ ادھر تو
مٹی مری ہو جائیگی برباد غضب ہے

تم دیکھو ستاؤ نہ شب غم مین وگرنہ
نالہ جو ستم ہے مری فریاد غضب ہے

جسنے کہ سوا رنج کے پہونچائی نہ راحت
پھر اُس سے ہو دل طالب امداد غضب ہے

تھمتا ہی نہین طفل سرشک آنکھ مین ہردم
افسوس کہ ناخلفی اولاد غضب ہے

آرام نہین ہے کسی پہلو بھی شمیم آہ
دنیا مین ہمارا دل ناشاد غضب ہی

معمور قدرت تونے سارا جہان بنایا ۔ سورج مین روشنی دی ماہ زان بنایا
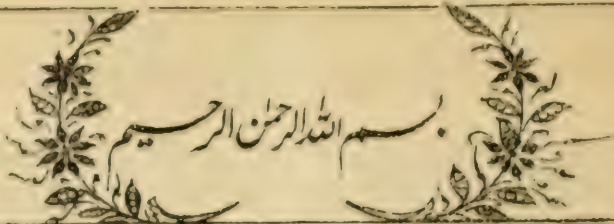
پتھر کے دل کو تونے آتش فشان بنایا ۔ نکلا دھوان جو اُس سے ابرِ روان بنایا

پہنچایا آبِ رحمت اور بوستان بنایا ۔ پھولون مین تازگی دی غنچہ دہان بنایا

ہر آدمی کو بخشی عقل و تمیزِ اشیا ۔ اک مورِ ناتوان کو باعزّ و شان بنایا

روئے حسین سے پیدا کی آتش محبت ۔ پیچیدہ گیسوؤن کو شکلِ دخان بنایا

ہر شکل سے مادے کو عقل و خرد عطا کی ۔ فطرت کا اپنی اسکو پھر رازدان بنایا

جلوہ دکھا رہے ہین کیا کیا حسین دل مین ۔ اچھے مکین بنائے اچھا مکان بنایا

وابستہ کر دیا ہی سارے جہان کو باہم ۔ اسبابِ ظاہری کو روزی رسان بنایا

روشن کیا قمر کو رنگین کیا گلون کو ۔ حسنِ عیان شدہ کو اپنا نشان بنایا

امیدوار تیرے سب مانگے پا رہے ہین ۔ امیدِ آرزو کو کب رائگان بنایا

ذات و صفات تیری کھلتی نہین کہ کیا ہین ۔ کیا خوب یہ طلسمِ وہم و گمان بنایا

قصیدہ نعت

عروسِ فکر کو سہرا بندھا جو نعتِ احمدؐ کا
سرِ دیوان ہوا ہی حبیبِ بسم اللہ کے مد کا

سمان ہی گلشنِ دلمین ہوائے نعتِ احمدؐ کا
نہون کیون مستحق اللہ سے انعامِ مجید کا

برابر سے ہے رخِ پرنور سے پردیکو سرکا کر
چمکنا طور پر بجلی کا یا آنا محمدؐ کا

زمین سے عرش تک ایک شب مین ہو پہنچے آئے اور پھر
بھلا کیا پوچھنا ہی آپکی اِس جذر کا مد کا

الٰہی محو کر عشقِ نبی مین مجھکو اسدر جہ
کہ آنکھین بند کر نیسے نظارہ ہو محمدؐ کا

نگہ مین قامتِ طوبیٰ کا جلوہ کیا سمائیگا
تصور دلمین ہے باغِ رسالت کے سہی قد کا

ہوائے احمدِ مرسل کے سایہ سے جو باہر ہین
بہت مشکل ہی ہاتھ آنا اُنھین دامانِ مقصد کا

بھلا کیونکہ سمجھ مین آئے حد اُسکی حکومت کی
جسے کونین کہتے ہین وہ اک گوشہ ہے مسند کا

ترے مرقد پہ ہو قربان جو دامِ زیست سے چھوٹے
یہی ہے عزم اپنے طائرِ روحِ مقید کا

حرم سے کیون نہ بڑھکر احترام اُسکا ہو نظرون مین
طواف آکر کیا کرتے ہین قدسی اُسکے مرقد کا

مدینہ مین اگر تھوڑی زمین مدفن کو ملجاے
بھلا پھر پوچھنا کیا ہی مری عیشِ مخلد کا

منور ہو گیا عالم مٹی سب کفر کی ظلمت
برابر تو زمانہ مین جو اُس نورِ مجرد کا

لیے جاتا ہون داغِ عشق احمد اپنے سینے مین
مجھے خطرہ نہین ہے تیرگی شامِ مرقد کا

تماشائے دو عالم جلوہ عارض مین پنہان ہین
خوشا وہ آنکھ نظارہ ہو جسکو روئے احمد کا

ہوا ایک خیالِ طبع بھی تھک تھک کے گیا آخر
نہ آیا وادیِ معنی مین مضمون کوئی بھی حد کا

کھڑا رہ گیا پھولون مین زیرِ نرگسِ حیران
خیال آیا چمن مین جب کسیکی چشم اسود کا

ہمیشہ دلمین حضرت کا خیالِ پاک رہتا ہے
ذرا سا شائبہ ہے میرے سر عیشِ مخلد کا

تعالی اللہ دم مبعوث ہر بت نے گواہی دی
زبانِ ہر صنم پر غلغلہ تھا اشہد اشہد کا

تفاوت باطنی کچھ بھی نہین اللہ مین اُنمین
احد رہتا ہی باقی جب گرا دو میم احمد کا

وہین ہو دفن لاشہ اس تیرے شیدا بسمل کا
مدینہ مین قفس ٹوٹے مری روحِ مقید کا

ہوا پر نور سب عالم سیاہی کسکو کہتے ہین
کھلا جوڑا کبھی جو آپکی زلفِ مجعد کا

شمیم اُس وقت کا عالم آہا ہا ہا اُہو ہو ہو
اگر محشر مین ہاتھ آجائے دامن اُس سہی قد کا

نعت

ما عرفنا کے مضامین مجھے حل کرنا ہی حل
نورِ عرفان سے ہوا آئینۂ دل پر صیقل

یون ہو شفاف کہ فانوس تجلّی بنجاے — نور بیضا سے منور ہو مرے دل کا کنول

جلوۂ طور سمایا ہی میرے آنکھون مین — مدد غیب دکھاے مجھے آکر مشعل

ہون وہ بیخود کہ نہین جانتا باقی فانی — ہی حضیض اوج نظر مین مرے عالی اسفل

عرش کہتے ہین جسے ہی وہ مرا اوج خیال — یم وسعت مین ہین قطرہ کیطرح دشت و جبل

باقی رکھونگا نہ اب مین تو کا جھگڑا — حل کیے دیتا ہون مین عقدۂ ما لا ینحل

طائر سدرہ و طوبی ہون تصدق جسپر — وہ چوٹی کی مضامین کرون آج مین حل

ہے ارادہ کہ لکھون نعت شہنشاہ رسل — چوم لے آج مرے ہاتھ کو نقاش ازل

نظم پر میری ہو سو جان سے تصدق جبریل — عقل کی میری قسم کھاے اب عقل اول

حسن معنی کی عوض پیش ہی حسن نیت — حسن بندش کی عوض پیش کرون حسن عمل

غیرت رفعت گردون ہو شکوہ الفاظ — اوج مضمون سے ہو پست بلندی زحل

نکتہ نکتہ صفت نکتہ خورشید بنے — دور ہر دائرہ ہو رشک دہ برج حمل

شوق ہی ولولہ فرما مرے دل مین بے حد
ہی مناسب کہ لکھون عشق مین حضرت کے غزل

غزل

ساقیا رحمت حق آئی وہ آئے بادل
ہان پلا مجھکو مے عشق نبی کی بوتل

شیرۂ عشق محمد کا ہون مین متوالا
تلخ ہی مجھکو بہت ذائقۂ قند و عسل

ساقیا ساقی کوثر ہو جو میرا ساقی
تو ہی پھر کون بلا کیا تری مے کیا بوتل

گر تصدق مین ہوا انکا تو کافر ٹھہرون
جان ایمان دل و جان سب نبی کا ہی عمل

آپکی زلف معنبر کی جو خوشبو پھیلی
دور سودائیون کے سر سے ہو سودا کا خلل

درہم داغ محمد میری سینہ مین ہین جمع
میری دولت کو نہ پہونچینگے کبھی اہل دول

مست و بیخود ہون مسلمان مجھے چو چاہے کہین
کافر عشق کو درکار نہین حسن عمل

واہ رے حسن جہان زیب خود ہے نازان
اپنی مصنوع کی ہر آن پہ صناع ازل

عشقی ہند مین بیٹھا ہو کیا کہ تا آخر
لے غزل ہاتھ مین در خدمت آقا مین چلا

نعت عالی مین پڑہون مطلع عالی کیا
گرچہ مین نالی ہون میری بضاعت ہی اقل

مطلع ثانی

آپ امت کیلیئے ہین کرم عز و جل
عمد و معبود کی عقدہ کو کیا آپنے حل

آپ سرکوب خدایان جہان ہین وﷲ — آپ کے نام سے لرزان ہوئے عزا و ہبل

کسکی ہمت ہی زمانہ مین بجز آپکے جو — دور عالم سے کرے کفر و ضلالت کا خلل

آپنے جنگ مین جب نعرۂ تکبیر کہا — گونج اُٹھے ہیبت اللہ سے دشت اور جبل

تلخی مرگ بھی شیرین ہی یہ ہی آپکا فیض — شوق سے کھائی مسلمانون نے تلوار کے پھل

آپکا نام جو دلمین کوئی لے لیتا ہے — نور کہتا ہی سیاہی سے کہ تو دلسے نکل

آپکے نور ہدایت کا ہوا جب جلوہ — اُٹھ گیا خلق سے کفار کا علم اور عمل

عبد نے دامن معبود کا سایہ دیکھا — سامنے آگیا جو کچھ تھا نظر سے اوجھل

نہ کوئی آپسا گذرا ہی نہ پیدا ہوگا — نہ نظیر آپ کا ممکن ہی نہ ہمتا نہ مثل

رفعتِ رتبۂ عالی کا پتہ ہے کسکو — لامکان سیر کی جا ہی عجب کا یہ محل

آمد آمد کی خبر سُنکے خدائی بھولی — پڑ گئی خانۂ کعبہ کے بتو نمین ہلچل

کیا سراپا کی ہو تعریف کہ قاصر ہی زبان — ذات اطہر ہے مگر صنعت نقاش ازل

جسم حساس تھا اسواسطے سب کہتے ہین — ہو چکا ورنہ کمر بند کا مضمون ہی حل

کسکا مُنھ ہے جو کہے چاہ ذقن کا احوال — دہنِ پاک تو ہی عقدۂ مالا ینحل

مردمِ چشم ہین رحمت کے فرشتے دونون — حلقۂ چشم مین غیرت نے بنایا ہی محل

لبِ اعجاز نما معجزۂ عیسیٰ ہین — گفتگو علم بلاغت مین ہوئی ضرب مثل

دولتِ علم ابد آپکو اللہ نے دی — آپ کے سامنے کیا چیز ہین اربابِ دول

رنگ و بو آپ کے اخلاق کی جب سے پھیلی — موسمِ گل کا ہی اُسدن سے گلستان مین دخل

سایۂ قامتِ والا کے تصور مین ہین گم — جلوۂ روے منور سے ہی دل شیش محل

آپ ہین آیۂ رحمت یہ یقین ہے مجھکو — سارے اعمال سے بہتر ہی مرا حسن عمل

ناز ہی مجھکو شفاعت پہ گنہگار ہون مین — ہی سویدا کی طرح دل مین سیاہی داخل

ہی دعا میری کہ ہو خاتمہ بالخیر میرا — آپ ہین میری حمایت پہ تو کیا خوفِ اجل

مجھکو للہ مدینہ مین بلا لیجے آپ — غم فرقت کا ہی چھایا مرے سر پر بادل

آپ کے لطف کا گر ایک اشارہ ہو جاے — کشورِ نظم مین ہو میرے قصیدہ کا عمل

قصیدہ در نعت

پھر ہوا آج عروسانِ چمن پر عالم — پھر گلے ملتی ہی خوش ہوکے ہر اک شاخ بہم

پھر وہی روح فزا بادِ صبا کا چلنا — پھر وہی غنچون سے اٹکھیلیان اُسکی پیہم

پھر وہی مجمع حوران بہشتی ہر سو — پھر وہی باغ مین ٹپکے ہی خوشی کا عالم

پھر وہی سبزۂ نوخیز کا اٹھتا جوبن — پھر وہی بلبل نالان ہے خوشی ہی بےغم

پھر ہوا سنبلِ پیچان کا پریشان احوال — بلکی لینے جو لگے باغ مین گیسوے صنم

پھر وہی جوش جنون ہی چلا دیوانونکو — دست وحشت کو ہوئی چاک گریبانکی قسم

پھر ہوا جوش مسرت یہ دلون مین پیدا — نقش بر آب کے مانند ہی گردون کا ستم

پھر وہی فیض سے ایزد کی چمن ہے سرسبز — ابر رحمت ہی شب و روز برستا جھم جھم

پھر وہی تاج سجا شاخ کے سر پر گل کا — باغ مین فصل بہاریکا پھر آیا ہی قدم

پھر وہی چتر بنا بر سر گل اغصان کا — ہو گیا بادِ بہاری سے چمن باغ ارم

پھر وہی بارقۂ حسن ہے ہر گل سے عیان — پھر بنی نرگس حیران بھی بشکل ابکم

پھر بہم سنبلِ تر کی ہین ملین شاخین — جیسے معشوق کی لپٹی ہوئی جعدِ پرخم

سبزہ کیا روپ دکھاتا ہی لہک کے اپنا — شاخین کیا جھومتی ہین فرطِ خوشی سے ہر دم

ہو گیا ہو گیا پھر باغ مین جوبن دونا — جمگیا جمگیا پھر فصل بہاری کا قدم

غنچے کھل کھلکے لگے بادِ صبا پر ہنسنے — اور ہی کچھ نظر آتا ہے چمن کا عالم

صدقے ہوتی ہی دم صبح جو خوشبو پہ صبا
موتی قربان کیا کرتی ہی شب کو شبنم

بج رہا ہی جو تراوٹ کا چمن مین ڈنکا
لبِ گل کا ہی کھلا دورش صبا پر پیہم

دیکھ لین آکے جو قد اُسکا حسینان چمن
کھائین تا حشر صنوبر کی جوانی کی قسم

پیچ و خم دیکھ لین گر سنبل پر پیچ کے وہ
ہون حسینون کی ابھی کاکل پیچان برہم

پریان اوڑہتی نظر آتی ہین چمن مین ہر سو
ڈالیان ملنے لگا کرتی ہین جستہ ہم

سبز پریان ہی نظر آتی ہین دیکھو جس سمت
ہی ہر اک نخل کے قامت پہ کچھ ایسا عالم

اور برسات نے یہ لطف کیا ہے دونا
جسطرف دیکھیے ہی سایہ فگن ابرِ کرم

دیکھو گھنگھور گھٹائین تو یہ ہوتا ہی گمان
کہ برستی ہین ابھی صحن چمن مین جھم جھم

دوڑتا ابر یہ جب ابر نظر آتا ہے
بحر گردون سے گرا چاہتا ہی موجۂ یم

لوگ آئے ہین یہ گلگشت چمن کیخاطر
یا فرشتے اُتر آئے ہین بشکلِ آدم

پوری ہوتی ہین ضدین نہ دونون دیکھین کسکی
برق و باران ہین چلے سطح فلک پر باہم

رعد کا حکم ہی باران کو کہ اسطرح برسین
مٹنے پائے نہ زمین پر سے کوئی نقش قدم

رعد سے کہتی بجلی کہ کڑک تو اسطرح
جاگنے پائین صدا سے نہ تری اہل عدم

ساتھ ہر قطرہ کے ہوتا ہی فرشتے کا نزول | باغ عالم یہ ہی گلزار جنان کا عالم

کیونکہ آرام مین ہین خاکپہ محبوب خدا | شافع روز جزا رحمت ہر دو عالم

نعت احمد مین لکھون مطلع گرم اک ایسا | نام سننے سے اوڑے جسکا چمن سے شبنم

مطلع ثانی

آپکی ذات مین ضدین ہین ایسی توام | جسنے قائم ہی زمانہ مین حدوث اور قدم

بوسہ دیتے تھے ملک اسلیئے نقش پا پر | سرمہ چشم بصیرت تھی مگر خاک قدم

حسن یوسف پہ زلیخا ہی کو اک ناز تھا پر | آپ پر فخر مگر کرتے ہین حضرت آدم

آپکو نفرت کلی تھی جو ان نقشون سے | ہاتھ کا میل ہین اسواسطے دینار و درم

آپ ہی کے ہی وسیلہ سے نجات و بخشش | آپ دلوائینگے جنت مین نعیم اور نعم

آپ ہوتے نہ اگر کچھ بھی نہوتا واللہ | ذات والا ہے مگر باعث کون عالم

پیروی آپ کی اللہ کی رحمت کی دلیل | آپ شافع ہین تو ہی کسکو گناہون کا الم

آپ کا ذکر جو آرام فزاے جان ہے | آپکا نام ہی اندوہ ربائے عالم

آپکے رخ سے منور ہوا اللہ کا گھر | آپکے رعب سے لرزان ہوے اجسام صنم

مین بھی ہون آپکا اک ادنی غلام ای مولا
اپنی خدمت مین بلا لیجیے مجھکو شاہا

ایک قطرہ ہون ترے بحر کا اے ابر کرم
دلمین جو بات ہی آتی ہی زبانپر ہردم

نہین ممکن کہ ہو بندہ سے خدا کی تعریف
عشقی اور صفت سید ہر دو عالم

نعت

میری ہی طرح اسلیئے ہی بیقرار عیش
ہی میرے غم مین اندنون کچھ سوگوار عیش

دنیا ہی بسکہ امر زمانہ سے بیقرار
پائے تو کیسے زیر فلک پھر قرار عیش

کیا کوئی چین عالم فانی مین پا سکے
باز غم والم کا ہوا ہے شکار عیش

نا جنس کر دیا ہی زمانہ نے ایسا کچھ
ہوتا نہین کہین بھی کسی سے دوچار عیش

مدت ہوئی کہ آئی ہی گلشن مین فصل گل
آیا نہ باغ مین پئے سیر بہار عیش

افراط ہی الم کے کمی ہی سرور کی
کرتے نہین کہین بھی صغار و کبار عیش

کسواسطے وہ نغمہ شادی نہین بلند
بھولا ہی کسکے رنج مین اب روزگار عیش

یہ کسکے پاس جائے کہ غم مین ہی اک جہان
ابتو کسی سے بھی نہین امیدوار عیش

جاتا ہو جسکے پاس وہ اب پوچھتا نہیں | ہر ایک سے ہوا ہی بہت شرمسار عیش

فصل بہار آتی ہے ہر سال گو وہان | کرتا نہین چمن مین کبھی وان بہار عیش

لیتا نہین ہی نام بھی کوئی جہان مین | ایسا ہی ہر نگاہ مین بے اعتبار عیش

جو اسکو آتے دیکھتا ہی بھاگتا ہے اب | ہی توسن ہموم پہ گویا سوار عیش

صورت سے کیون عیان تکدر کی شکل ہو | لوگون کے دلمین بنگیا گرد وغبار عیش

سچ ہی زوال ہوتا ہی ہر اک کمال کو | دنیا مین لوگ اٹھا بھی چکے بیشمار عیش

غم بنکے، رنج بنکے، الم بنکے بنکے یاس | اب کھیلتا ہی طائر دل کا شکار عیش

راحت تھی جنکو اب وہ ہین تکلیف مین پڑے | شکل بلا ہر ایک گلے کا ہی ہار عیش

ارمان ہو رہے ہین مری حسرتون کی شکل | بت جھڑ ہی گویا جھاڑتا ہی برگ وبار عیش

دنیائے بے ثبات مین کیا آئے لطف زیست | دلمین بنا چکا ہی ہمارے مزار عیش

رنج والم پسند ہی اسطرح عیش کو | رنج والم کے دلپر ہی جسطرح بار عیش

آتا ہی جسکے گھر اُسے ہوتی ہین زحمتین | بیچینیون کا کرتا ہی اب کاروبار عیش

مطلب ہے یہ تباہ ہو سب جاہ وجان ومال | دیتا ہی جس کو یہ فلک کینہ کار عیش

رنج و الم نصیب اُسے ایکدن ہوا
دنیا مین جس کسی کا ہو غمگسار عیش

لازم ہے سبکو اُس سے بچین جتنا ہو سکے
ہوتا نہین کسی کو کبھی سازدار عیش

ظاہر کی بات اور ہے باطن کو دیکھیے
راحت نہین ہے اُنکو ہے جنکا شعار عیش

دنیا ہی کو قرار نہین ایک حال پر
کافی ہے یہ ثبوت کہ ہے بیقرار عیش

قدر اُسکی انبیا کو بھی ہوتی ضرور کچھ
ہوتا اگر ذرا بھی کہین استوار عیش

کہتا ہون مین غلط تو زمانہ سے پوچھ لو
سب سے یہی سنوگے نہین پائدار عیش

اک روز انکا دشمن جانی بنیگا یہ
تم دیکھتے ہو جنکا کہ ہے آج یار عیش

جائیگا یہ تو پھر نہ ملے گا کبھی تمہین
آنکھین کریگا پھر نہ کبھی تم سے چار عیش

اک روز ہونگے دونون فنا یہ ہوا خواہ
بے اعتبار زندگی ہے بے اعتبار عیش

اہل جہان فریفتہ ہونا نہ تم کبھی
نیرنگیان دکھائے تمہین گو ہزار عیش

فرماتے تھے رسول مکرم سنو ذرا
یعنی کہ تم کبھی نکرو اختیار عیش

قربان اُس رسول کے اور اُنکے حکم کے
جسنے کیا نہ بھول کے بھی زینہار عیش

تکلیف نہ بہ طاعت حق مین گذاری عمر
بھولے سے بھی کیا نہ کبھی اختیار عیش

سلطان دین پناہ کو نفرت تھی اس سے جو | میری بھی ہی نگہ مین بہت بے وقار عیش

مطلع سناؤن نعت معلّیٰ مین عشرتی
سُن لے جو ایکبار تو ہو دلفگار عیش

مطلع ثانی

کرتا اگر وہ خاصۂ پروردگار عیش | پاتا نہ کوئی خلد مین پھر زینہار عیش
فرماتے تھے حضور جو آرام ناپسند | دنیا مین ہے اسیلیے اب بیقرار عیش
اللہ رے زہد و طاعت سلطان انبیا | آرام بیقرار ہے اور دل فگار عیش
ارمان تھا یہی کہ کبھی آپ دیکھ لین | پیش نظر تھا صورت آئینہ دار عیش
خدمت کرے یہانکی عوض تا وہان خوب یہ | جنت کا کر رہا ہی بڑا انتظار عیش
خدمت کریگا امت حضرت کی جب وہان | جنت مین ضو دکھائیگا خورشید وار عیش
سہ جائین جھیل جائین یہان رنج و غم | ہو جسقدر اوڑائین یہان یا خدا وہ عیش
سہنا پڑیگا رند و نکو دوزخ کا وان عذاب | جنت مین خوب اڑائینگے پرہیزگار عیش
اسے پیروان دین محمد خدا گواہ | ہی خدمتو نکا آپ کی امیدوار عیش

پایا نہ چین باغ رسالت کے پھول نے — باغ جہان مین کسلیے کہا نہ خار عیش

تکلیف راہ حق مین جو اُسپر فدا ہوا — آرام اُسپہ صدقے ہو اور ہی نثار عیش

ہو آپ کی نگاہ کرم اُسپہ گر کبھی — سارے جہان مین سب سے ہی نامدار عیش

ہو حکم گر حضور کا امت کیواسطے — اپنے خزانے کردے الٰہی سب نثار عیش

چاہین اگر حضور تو دنیا مین خلق کو — آرام بیشمار ہو اور بے شمار عیش

جو آپکے مطیع ہین غم اُنکو عیش ہے — جو مدعی ہین اُنکو ہے برق شرار عیش

بویا ہے نخل غم جو جہان مین حضور نے — ہونگے اُسیکے خلد مین سب برگ و بار عیش

جنکو کبھی نصیب جہان مین نہین ہوا — ہوگا انھین حشر مین بس سازگار عیش

اسواسطے حضور نے دیکھی خزان غم — باغ جنان مین تاکہ دکھائے بہار عیش

آرام چندروزہ پہ ایدل نہ بھول تو — کب لایق اعتبار ہے بے اعتبار عیش

کر اب دعا کہ آپ قیامت مین ہون شفیع — اک غم سے کے بدلے تجھکو ملینگے ہزار عیش

مخمس

اب دوپہر ہے اٹھو ہندوستان والو — کچھ دن ہے کچھ تو کر لو ہندوستان والو

دن ڈھل رہا ہی دیکھو ہندوستان والو — للہ ابتو جاگو ہندوستان والو

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

جب دن بھی ڈھل گیا پھر چونکے تو فائدہ کیا — جب شام ہو گئی پھر جاگے تو فائدہ کیا

جب ہو گیا اندھیرا اُٹھے تو فائدہ کیا — منزل مین ہین پیچھے دوڑے تو فائدہ کیا

خواب گران سے چونکو ہندوستان والو

اٹھو کہ ابتو سب کی جانون پر آبنی ہی — کچھ تو علاج کرلو یہ وقت جانکنی ہی

جینے کی اور کچھ دن دلمین اگر ٹھنی ہی — وہ کام کرلو آخر جو کام کرنی ہی

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

بوچھار ہر طرف سے تمپر ہے مفلسی کی — مفلس کی ہر طرح سے دنیا مین ہے خرابی

مفلس کی ہی جہانمین بے لطف زندگانی — مشکل ہے بے زری مین ہو موت یا کہ شادی

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

حالِ زبونیہ اپنے اصلا نہین نظر ہی — آہین جو نارسا ہین فریاد بے اثر ہی

کل کیا تھے آج کیا ہو کچھ بھی تمہین خبر ہی — بے علم ہو اگر تم اولاد بے ہنر ہی

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

کھویا جو علم تمنے چھوڑا ہر اک ہنر بھی
اسطرح چھوڑ بیٹھے جسکی نہ لی خبر بھی

برباد ہو گئے تم ویران تمہارے گھر بھی
رفتارِ پر تمہاری ہنستے ہین رہگذر بھی

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

عقل و ہنر تمھاری اُستاد تھی جہانکی
فکر و ہنر تمھاری سالار کاروانکی

پھیکا تھا رنگ سبکا شوخی تھی وہ زبانکی
یان کی زمین تمسے رکش تھی آسمانکی

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

جو بیوقار کل تھے ہین آج شان والے
بڑھ چڑھ کے ہو گئے ہین نام و نشان والے

مال و منال والے ملک و مکان والے
کیا کر رہے ہین دیکھو سارے جہان والے

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

یورپ مین جا کے دیکھو تہذیب انجمن کی
ہر اک مکان گویا تصویر ہی چمن کی

تعلیم پا رہا ہے ہر ایک علم و فن کی
اُلفت ہے تمکو باقی کچھ بھی اگر وطن کی

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

عالم ہی شاد اور تم غمگین ہو رہے ہو — دنیا تو ہنس رہی ہے تم ہو کہ رو رہے ہو

سب ڈھونڈتے ہین دولت تم عمر کھو رہے ہو — ہر ایک جاگتا ہے بس تم ہی سو رہے ہو

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

ہے چین مین جو صنعت جاپان مین ہے حرفت — لنڈن مین ہے لیاقت امریکہ مین تجارت

سُن سُن کے تمکو ہوتی کیون اسقدر ہے حیرت — قدرت کے مادّے ہین تم مین بھی سب ودیعت

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

دنیا کو چھان ڈالو دنیا کو دیکھ ڈالو — دنیا ہی گر کمانا دنیا ہی سے کمالو

بگڑی ہوئی سنبھالو ٹوٹی ہوئی بنالو — اُجڑے ہوے گھرونکی پھر تازہ نیو ڈالو

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

محنت اگر کروگے پاؤگے تم بھی راحت — صنعت جو سیکھ لوگے لوٹوگے تم بھی دولت

آرام دیگی بیحد تھوڑی سی بھی مشقت — پھر تم ہو اور دنیا اور محفلِ مسرت

خوابِ گران سے چونکو ہندوستان والو

کہان ہین وہ خیالات مصفا ای مسلمانو — کہ جنسے نیک و بد دنیا کا سمجھو اور پہچانو

تباہی کے بھنور میں زورق امید آئی ہی
سہارا ہمت و چستی کا باقی ہی اگر مانو

یہ مانا گردش بحر روان سیلاب آفت ہی
نہیں مشکل ہی بچنا ہمت مردانہ سے جانو

خدائی ناخدا ہی سب کے حال زار کا ناظر
ادھر اٹھو ادھر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے نادانو

کرو اک زاویہ قائم علوم عقل و حکمت کا
کسی مرکز پہ جم جاؤ کسی رستہ کو پہچانو

نہ پر ڈالے عروجِ عقل نے کالا ہے فہم اتنا
رہو گے مست جام عیش سے کب تک تن آسانو

فراغت اور بے محنت مشقت کی نہیں ممکن
نکل جاؤ مرے سینہ سے اے پوشیدہ ارمانو

جدھر دیکھو ادھر اب تو ہی دنیا ہی بستی ہے
عروج فکر عالی سے فروغ بزم ہستی ہے

مصفا فلسفہ نے کی یہانتک عقل انسانی
عیاں ہونے لگے سارے جہاں پر راز پنہانی

یہ کلیں مادی جو عالم امکان میں پیدا ہیں
نہیں حاصل سکت تھی جنہیں حاصل گر انجانی

عیاں انسے ہوئے جوہر اعلیٰ جو پنہاں تھے
یہی ہین نتائج ماہیت اشیاء امکانی

نہ سمجھا جسنے اپنی ماہیت کو اور جوہر کو
وہ کیونکر کر سکیگا انکشاف راز پنہانی

تحمل اور استقلال ہی تو ایک جانی ہو
شمیم گل کہ سودا ہی نسیم صبح دیوانی

طبائع مختلف ہین باہمی تو کیا کرے کوئی ۔ نہ وہ اخلاق سچا ہے نہ شمع قلب نورانی

بنی آدم ہین ہم اور حضرت آدم کے بیٹے ہین ؛
نفاق و راستی دونون سے اپنے کو لپیٹے ہین

صراط کامیابی پاؤ گے ایک ور محنت سے ۔ منور شمع دل ہو جائیگی عقل اور حکمت سے

مریضان جفا ہین اپنے ہاتھون کے ستائے ہین ۔ اشارات وشفا کا درس ہو تو علین حکمت سے

کہان احساس ہے باقی مرض جان نثار و نکو ۔ نہ کچھ تشخیص کی حاجت نہ پروا ہی حکمت سے

یہ بیماری بری ہے جو پڑی ہو قعر پستی مین ۔ عیان ہے ضعف کی حالت تمھاری شکل صورت سے

صراط کامیابی ہے اگر تحقیق کل کی ہو ۔ نہ کیون ماہر بنو ایک ایک جز کی تم حقیقت سے

وہ اجزا جو کہ اول جوہر اصلی تھے عالم مین ۔ ہوا جب ان مین پیدا مادہ تکسیر حالت سے

ہوئی پیدائش اشکال نو یون بزم ہستی مین ۔ کہ اہل عقل کرتے ہین جسے تعبیر خلقت سے

چلی دریا مین کشتی خاک سے اکسیر سچائی
یہ گویا فلسفہ ہے عقل کا یا طب یونانی

تعجب ہے کہ ایسا علم جو بے وجہ ارزان ٹھہرے ۔ کہ تحقیقات سے جسکی وجود انس وجان ٹھہرے

نہ ہوتا یہ تو مشکل تھا سمجھنا باغ عالم میں — کبھی فصلِ بہار آئی کبھی بادِ خزاں ٹھہرے

برسنا ابر سے پانی کا حیرت خیز بنجاتا — نہ آتا کچھ سمجھ میں کوہ کیوں آتش فشاں ٹھہرے

حیات و موت گویا کھیل ہوتا بزم یاروں میں — کہ جانا ہے کہاں اور کس لیے آگے یہاں ٹھہرے

غرض اس علم سے انسان انساں ہو کے سمجھے ہیں — کہ ہم بھی چیز ہیں جو کاشفِ علمِ نہاں ٹھہرے

عجب ہے جس نے زندہ کر دیا تم کو وہ ہو مردہ — فنا ہو جاوے دنیا سے یہاں تک رائیگاں ٹھہرے

کہاں ہیں بو علی بقراط افلاطون دنیا میں — جو موجد اس کے ٹھہرے اور اسی سے قدر داں ٹھہرے

انھیں کے عقل و حکمت کے مقلد آج بھی تم ہو
نہیں معلوم کس دھن میں ہو کیوں اس راہ سے گم ہو

یہ ممکن ہے مسیحا جو توجہ اپنی فرمائے — تنِ بے جاں میں آخر اک دن پھر جان آ جائے

مسیحا قوم کی ہمدرد بنجاتا توجہ سے ہے — کوئی زر سے مدد دے اور کوئی تعلیم سکھلائے

کمر باندھے کھڑے ہیں چند ہمدردانِ فن اس پر — کہ سب اک دل ہوں جو کچھ نقص ہے اس میں وہ مٹ جائے

کریں سب متفق ہو کر برابر کوششیں جاری — تعجب کیا ہے نخلِ خشک بھی پھر بار بر لائے

ہوے ہیں سرجری کے ماہرِ فن اہلِ یورپ بھی — ہماری غفلتوں نے دوسروں کو فیض پہنچائے

اب آخر گوشہ نشین ہوتی ہین اس فن کے ساتھ کی
یہ سب کچھ ہوا اگر یونہین تو جو قوم کی ہوگی

نہ کچھ نام و نشان باقی رہا اسطرح مٹ جائے
عجب کیا ہے تن بیجان مین الٹی جان آجائے

خدا وہ دن دکھائے دوسرا گھر آباد دیکھین ہم
جو اس کے دل سے ہون ہمدرد ان کو شاد دیکھین ہم

ہائے وہ دن جبکہ تھے اسلام کے پابند ہم
سارے ہی دنیا سے زیادہ تھی جو عظمت ہم مین تھی

تھے کبھی ہم فیضیاب گلشن ہر دو جہان
دین کے مالک تھے ہم دنیا کی دولت ہم مین تھی

تھا نہ ہرگز بیوجہ خواہش کا سب سے خیال
نیک دل تھے نیک نیت نیک خصلت ہم مین تھی

ہم وہ تھے خادم کہ سب کے آنکھ مین مخدوم تھے
ہم وہ تھے مخدوم دوران سب کے خدمت ہم مین تھی

عیش اور آرام کو ہم قوم پروار کی
ہم وہ تھے جانباز قومی خوار راحت ہم مین تھی

شیر اور بکری بہم اک گھاٹ پر پیتے تھے آب
متحد رکھنے کی وہ شان حکومت ہم مین تھی

اپنے جاہ و مال کو سمجھا نہ اپنا جاہ و مال
حضرت صدیق اکبر کی سخاوت ہم مین تھی

عزم فاروقی نے عالم کو تہ و بالا کیا
ایسے باہمت تھی ہم مین ایسی ہمت ہم مین تھی

ذوالفقار حیدر کرار سے کانپا جہان
ساری دنیا لوٹ دی ایسی شجاعت ہم مین تھی

اک کنیز کے زیادہ مرتبہ اُس کا نہ تھا
دل غنی رکھتے تھے ہم کیا خیر دولت ہم مین تھی

رنج خود سہتے ہم غیر کی راحت کیلیے
دل مین قومی درد تھا چشم مروت ہم مین تھی

ہمسے سیکھے سارے عالم نے علوم عقل و نقل
فلسفہ تھے ہم سراپا علم حکمت ہم مین تھی

بینواؤنکو کھلا کر آپ بھوکھ کھاتے تھے ہم
خود نہ تھا بیٹھکر کھانیکی عادت ہم مین تھی

تاج تھا الفقر فخری کا ہمارے سر
ہم توکل تھے سراپا دہ قناعت ہم مین تھی

راست بازی مین تو ہی ہم مشہور سارے خلق مین
پاک دل تھے اور پاکیزہ طبیعت ہم مین تھی

سارے عالم کو منور کر دیا اک آن مین
قاطع ادیان پیشین ہر ہدایت ہم مین تھی

نہی منکر حکم اُسکا امر معروف اُسکا فعل
ہو لقب خیر الامم جسکا وہ امت ہم مین تھی

خواب تھا یہ ای شمیم زار جو دیکھا سنا
ہمکو بھی معلوم ہے ساری عزت ہم مین تھی

سنکر ترے صفات کو عاشق ہوا ہون مین
دیکھا نہین ہے آنکھونسے اپنے کبھی تجھے

باقی نہین وہ صبر تری یاد مین ذرا
کیا ہوگا انکو دیکھو نگا جب اپنی آنکھ سے

زہد و عفت ہین صفات عاشق صادق یہی
یا فقیری ہی تجھے یا شہریاری ہی تجھے

چهرهٔ تابان په تیرے خوشنما ہی خال زہد
جامۂ عفت ہی قد پر کامگاری ہی تجھے

برابر رہا کرن حالِ زمانہ
بدلتا رہتا ہی ساعت بساعت

اگر تو چاہتا ہی لذتِ عمر
اور اُسپر ہو خیالِ ذوقِ طاعت

کمندِ حرص کو یکبارگی توڑ
اور اُسکے فضل پر رکھ تو قناعت

ملتا نہین آہ دماغ ہستی ہے
تفریح کے قابل نہین باغِ ہستی

یان یادِ خزان کا ہی ہمیشہ دورہ
گل ہوتا ہی اکدم مین چراغِ ہستی

دل خیالاتِ پریشان سے نہین ہی خالی
کیا کوئی اور بلا ہی آنے والی

کیسا آرام کہ آلام سے آرام نہین
ہائے آشفتہ خیالی و پریشان حالی

منھ چھپاتی ہی مجھے دیکھکر بیکسی دنیا
کیا چھپیگی کہ مری خوب ہے دیکھی بھالی

نہ اُمنگ اور نہ راحت نہ فراغت نہ خوشی
کر دیا دلکے خزانیکو یہ کیسے خالی

غیر کا ذکر نہین اپنونکی حالت یہ ہی
ظاہری دوستی اور دلمین عداوت پالی

بادِ صرصر نے نئی پود کو بڑھنے نہ دیا
باغ سب لٹ گیا افسوس کنا اہل ہی مالی

گل ہین گل کھلے ہوئے غنچہ مین چھپے ہوئے
صرصرِ غم کے شکنجہ مین ہین سب آئے ہوئے

وہ گیا وقت خوشی سے جو بسر کرتے تھے
اپنے انجام پہ ہرگز نہ نظر کرتے تھے

دوست احباب تھے بیفکر ایسے دن کٹتے تھے
عیش و راحت سے شب و روز بسر کرتے تھے

کیسا پڑھنا کہ یہان کھیل سے فرصت ہی نہ تھی
عمر برباد یونہی آٹھ پہر کرتے تھے

بڑے بوڑھونکی نصیحت پہ نہ تھا حسن خیال
منع کرتے تھے جسے اُسکو مگر کرتے تھے

بُری باتون سے دل و جان سے شیدائی تھے
اچھی باتونسے شب و روز حذر کرتے تھے

کام سے کام نہ تھا اور کوئی شغل نہ تھا
اسطرح لہو مین بیہودہ گذر کرتے تھے

سچ تو یہ ہے کہ عجب چیز ہے بیفکری بھی
بُری باتین بھی نظر آتی ہین اکثر اچھی

اپنی آنکھونپہ اگر سبز لگا لو عینک
سبز آئیگا نظر سارا زمانہ بیشک

یہی حالت تھی مگر سادہ مزاجی کے سبھی
نہ کسی بات کا کھٹکا نہ کسی پر کوئی شک

دوست دشمن مین نہ تھا ہاے سمجھنے کا تمیز
گل اخلاص کی تھی گلشن دل مین مہک

اپنے ہی اپنے تھے جتنے کہ نظر آتے تھے
اسمین کیا اعلیٰ و ادنیٰ و کبار و کوچک

سب پہ تھی ایک نظر سب سے تھا اخلاص و خلوص
تھی دل آئینہ مین نور صفائی کی چمک

اس صفائی مین نیا رنگ صفائی دکھیا
پردہ غفلت کا گیا آنکھون سے جسدم کہ سرک

سادہ لوحی سے گھرانے کا گھرانا بگڑا
لیکن اسپر کبھی نہ جانا کہ زمانہ بگڑا

کچھ نیا رنگ نیا دورِ زمانہ آیا
کبھی انداز نہ تھا یہ فلک کا ایسا

کیا سے کیا ہو گیا انداز زمانہ دیکھو
نہ کبھی ایسا سُنا تھا نہ کبھی دیکھا تھا

نہ رہی غیرت و ہمدردی ابنائے زمان
نام تک یاد نہین ایسا دیا دل سے بھُلا

ایسی بے مہر ہوئی ایسے جفا کیش ہوے
جیسے بویا ہی نتھا دل مین کبھی تخم وفا

نہ مروت نہ حمیت نہ وہ اخلاص بہم
فعل مین مکر بھرا قول مین زور رہا

غیر کو یار بنانا تو بہت مشکل ہے
اپنے ہی غیر بنے جاتی ہین دیکھو تو ذرا

بوالہوس بوالہوسی کا ہے خرابی انجام
حسب خواہش نہین ہوتا کبھی پورا کوئی کام

عیب سے شکل ہنر کی ہی بدلتی جاتی
نئی قالب مین نئی دنیا ہی ڈھلتی جاتی

نیا انداز نیا طرز نرالا فیشن
ہوش مین آؤ نئی چال ہے، چلتی جاتی

سارے اطوار بگڑ جائین بلا سے لیکن — اسپہ یہ ناز کہ دنیا ہی بدلتی جاتی
اسکو تم اپنے بگڑنے کا سنبھالا سمجھو — حالت زار جو کچھ کچھ ہے سنبھلتی جاتی
عیش و راحت پہ وہ بیٹھے ہین اب با عقول — عیش و راحت کی گھڑی سر سے ہی ٹلتی جاتی
ظاہری حسن و صفائی پہ بہت ریجھے ہین — دل سے وہ دل کی صفائی ہی نکلتی جاتی

مکر ہی اور دغا جعل ہے عیاری ہے
واہ کیا خوب یہ سچائی کی ہشیاری ہے

سوجھتے وقت پہ تدبیر بہت اچھی ہی — ہم ہی ناکارے ہین تقدیر بہت اچھی ہی
دیکھنا یہ ہی کہ سیرت بھی ہی اسکی اچھی — اسمین کچھ شک نہین تصویر بہت اچھی ہی
تہ و بالا ہی زمانہ تری اک حالت سے — چال تیری فلک پیر بہت اچھی ہی
ہم مین وہ شیوۂ اخلاص نہین اب ورنہ — نالۂ زار کی تاثیر بہت اچھی ہی
خوب مضبوط بنایا ہی اسی صانع نے — قصر امید کی تعمیر بہت اچھی ہی
فلک اوج پہ چمکے گا ستارہ بنکر — بخت خوابیدہ کی تعبیر بہت اچھی ہی

ہر مصیبت نے ہمین باعث آرام و سکون

جمع ہو جائیگا اک روز پریشان مضمون

تخمیس بر غزل جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحب مدظلہ العالی

خلاق دو جہان ہے، خالق ہی نام تیرا
ہر ایک پر برابر ہی فیض عام تیرا
تو مرجع عطا ہی بخشش ہے کام تیرا
کامل ہی اور اکمل سارا نظام تیرا
فطرت ہی کام تیرا مصحف کلام تیرا

اللہ تو بچانا اعمال کی بدی سے
ہوگی نجات میری تری ہی بندگی سے
دنیا مین بے کسی ہے عقبی مین بے بسی ہے
مانگون تو مین تجھی سے چاہون تو مین تجھی سے
کافی ہی دو جہان مین مجھکو تو نام تیرا

اللہ حمد تیری مین کیا ہون نطق کیا ہی
دیکھا نہین ہی تجھکو ہمنے مگر سنا ہی
ہین کور چشم باطن اور عقل نارسا ہی
تو عین کبریا ہی تو سب سے ماوری ہی
احمد نے یہ دیا ہے لاکر پیام تیرا

حکمت کے موتیون مین تکمی ہی بات تیری
فانی ہین سب ہم ظاہر وجہ ثبات تیری

اللہ تو صمد ہی یکتا ہی ذات تیری | اعلیٰ ہی ذات تیری اسنیٰ صفات تیری

فانی ہی سارا عالم باقی ہی نام تیرا

اچھا کسی نے نکتہ چبھتا ہوا کہا ہی | ہنگامہ جہان بھی بازار دلکشا ہی
کوئی تو آرہا ہی کوئی تو جا رہا ہے | دار العمل ہے دنیا رستہ کھلا ہوا ہی

شاہ و گدا پہ یکسان ہی لطف عام تیرا

باغ مراد حق کے سرو چمان محمد | ہین باعث وجود کون و مکان محمد
فخر جہان محمد فخر زمان محمد | جان جہان محمد روح روان محمد

رحمت ہو اُنپہ تیری اور ہو سلام تیرا

نیا رنگ ہی اب زمانے مین پیدا | کبھی ہمنے ایسا سنا تھا نہ دیکھا
جدھر دیکھیے مفسدہ بازیان ہین | نہ وہ لطف باہم نہ اخلاق سچا
خباثت طبیعت کی جوہر بنی ہی | منہین ایک سے دوسرے کو غازقا
نہ کچھ دوستی ہی نہ کچھ دشمنی ہے | وہی دوست ہی جو ہی دشمن ہمارا
ملین جس سے اسکو ٹھکانے لگا گئین | ملاقات ہی اُنکی اک فتنہ گویا

جہاں چند اشخاص مل جلکے بیٹھیں — تعجب ہے اُسجا نہ ہو کوئی جھگڑا
بباطن خرابی بڑھانے کی فکرین — بظاہر تسلی تشفی دلاسا
ملین صاف ستھری وضع مین یہ آکر — زمانہ کو دین چکنی باتون سے دھوکا
سفاہت سے خالی نہین بات کوئی — خفیفانہ حرکات صورت سے پیدا
عجب چال چلنے مین ملکہ ہے راسخ — اڑائین یہ اکدم مین دنیا کا خاکا
شب و روز باہم لڑانے کی فکرین — بہت چال چلنے مین ہے فکر اعلا
ذہانت ہوئی صرف چالاکیون مین — عروجِ تعقل ہی چال دچکما
یہی رنگ دنیا نظر آرہا ہے — بہت جانچ ڈالا بہت دیکھا بھالا
انھین کام ہے چلوے مانڈے سے اپنی — نہ دنیا کی غیرت نہ عقبیٰ کا خطرا
کہان ہین وہ اسلاف نامی گرامی — کہ تھے بیشمار اُن کے اوصاف والا
ملے جس سے پہلے پہل جس روش سے — وہی رنگ آخر تک آخر بنا تھا
محبت کے سچے حمیت کے پورے — مروت کے پتلے تھے دنیا مین گویا
ادب اور اخلاق مین صاف ایسی — کہ آج اور قومون نے اُنسے سیکھا

درست انکی ہمت مزاج انکا قایم
عزائم مین ثانی نہین انکا پیدا

فتوحات ملکی مین بیباک ایسے
وہی کر دکھایا کیا جو ارادا

وہ اوصاف والا وہ اخلاق اعلیٰ
عرب سے عجم تک ثنا خوان ہو انکا

مقدم رکھا دین کو دنیا سے دونپر
شریعت کو سچی نگاہون سے دیکھا

اصول و فرایض تمام انکو ازبر
فروعات مین خاص تھا انکو ملکا

ہر اک قول حق پر وہ حامل تھے سب سے
ہر اک امر حق پر تھا سر ان کا نیچا

اصول ایک پیش نظر سب کے دایم
نہ قصہ نہ قضیہ نہ لڑنا جھگڑنا

غرض منبع علم و اخلاق وہ تھے
کہ ہین آجتک جنکے ہم نام لیوا

کسے علم تھا کون یہ جانتا تھا
بدل جائیگا رنگ دنیا کا ایسا

یہانتک تغافل کے پردے پڑینگے
تمیز انکو اچھے برے کا نہ ہوگا

اصول شریعت کو یون بھول بیٹھے
نہ انکو پڑھا تھا نہ دیکھا سنا تھا

رہیگا نہ جب پاس اسلام ہم مین
سمجھے کہ قرب قیامت ہی گیا

مسلمانون پر ہونگی آفات نازل
وبال اپنے افعال کا ہے اٹھانا

نحوست کا برسے گا ابر اُنپہ ہر دم
یہ دنیا پہ دوڑینگے جتنے زیادا

نہ پائینگے راحت نہ ہوگی فراغت
نہ آئیگی قبضہ مین مکار دنیا

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

آج اُٹھکر جانبِ گلشن گیا
کیا سہانا وقت تھا وہ صبح کا

صبح نورانی کی چادر دیکھکر
کھلگئی تھی چشم خوابیدہ مگر

چڑیین پڑھتی تھین وظیفہ صبح کا
ہورہا تھا خوب چرچا صبح کا

باغ مین جو چیز تھی بیدار تھی
یاد مین اللہ کی ہشیار تھی

مست چلتی تھی نسیمِ صبح کیا
جیسے مستانہ کوئی چلتا ہوا

سبزۂ نوخیز مین تحریک تھی
موج تھی دریا کی یا شمشیر کی

ہل رہے تھے باغ مین اشجارِ گل
پیکے اُٹھی تھی مگر شبنم کی مل

چھوٹے چھوٹے جو شجر پودے تھے
لیتی تھی لطف بزمِ عیش کی

بھینی بھینی اُنکی خوشبو سونگ کر
زمزمے کرتے تھے کیا کیا جانور

کلیان شرمائی ہوئی غنچہ دہن — تھین مگر سب نوعروسان چمن

نازنین نازک بدن نازک ادا — دیکھنا بھی جنکو اک آفت ہوا

ہنس پڑین تو پھول کھلجائین تمام — خاموشی مین بیمثال ولا کلام

ہلکے ہلکے رنگ کیسی خوشنما — آنکھ مین ناظر کے کھپ جاینگے کیا

یہ سمان یہ وقت یہ عیش و سرور — کیون نہ کھولے چشم غفلت کو ضرور

دیکھنا روے حسین کا چاہیے — دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

حسن صورت پر جو وہ شیدا ہوا — کسقدر دل مین اثر پیدا ہوا

جلوۂ نور حقیقت دل مین ہے — یا مجازی رنگ الفت دلمین ہے

آج تو ہے باغ عالم مین بہار — نشۂ عشرت کا سبکو ہے خمار

یہ بہار جانفزا و دل کشا — یہ تماشا گاہ عالم کی فضا

جمگھٹے ہر سمت یہ بازار مین — بلبلون کے زمزمے گلزار مین

میکدہ مین ہاے ہوے بادہ خوار — نشۂ مے کی وہ آنکھون مین بہار

مسجدون مین غلغلۂ تکبیر کا — ہے بنام اللہ اکبر کی صدا

بتکدونمین ہی بتون کا پوجنا — ناچنا ڈنڈوت کرنا کودنا

محفلون مین گرمی بازار حُسن — وہ ہجوم طالب دیدار حُسن

کالجون مین مجمع اطفال ہے — بحث ہی آپس مین قیل و قال ہے

جس طرف دیکھو نیا انداز ہے — محفل ہستی مین سوز و ساز ہے

آج تو ہے ساری محفل پر بہار — بادہ عشرت کی ہین سب بادہ خوار

کل خزان کا دور دورا آئیگا — ساز و برگ عیش سب مٹ جائیگا

آندھیان آئینگی ایسی خوفناک — ایکدم مین سارا قصہ ہوگا پاک

سبز پتے شاخ سے گر جائینگے — پھول بھی تکلیف سے مرجھائینگے

کلیان جو کھلنے نہ پائین تھین ابھی — سب نظر آئین گی مٹی مین ملی

سوکھی سوکھی ڈالیان اور بدنما — جنکے دیکھے سے ہو وحشت کچھ سوا

ہو کا عالم باغ مین ہوگا تمام — اور ہی ہو جائیگا سب انتظام

غور کی آنکھون سے دیکھو تو ذرا — گردشین کرنا یہ دن کا رات کا

رات تھی جب تک تھا غافل سو رہا — کھل گئین آنکھین تو دن پیدا ہوا

نشۂ عرفان سے اُسکے چور ہے ‌ ‌ ‌ ذرّہ ذرّہ مین خدا کا نور ہے

خاک و آتش باد و آب پر صفا ‌ ‌ ‌ عنصر اربع ہے یہ ہر چیز کا

ہے اُسی پر کائنات اللہ کی ‌ ‌ ‌ شکل ہو درویش کی یا شاہ کی

آسمان ہو یا زمین ہو یا شجر ‌ ‌ ‌ درحقیقت ایک ہین باہم گر

پھول ہون گلشن کے یا صحرا کے خار ‌ ‌ ‌ ایک حالت سے ہوے ہین آشکار

ہے بظاہر تفرقہ اشکال مین ‌ ‌ ‌ ورنہ جو ہر ایک ہے ہر حال مین

گھٹنا بڑھنا جینا مرنا ہے ضرور ‌ ‌ ‌ ایکدن سبکو گذرنا ہے ضرور

ہے فنا سارے جہان کے واسطے

اس زمین اس آسمان کے واسطے

اعلان
دیوان ہذا کا حق اشاعت محفوظ ہے
کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین بلکہ جسقدر
جلدین درکار ہون شیخ محمد قادر بخش مالک
مطبع اصح المطابع تھوئی ٹولہ لکھنو سے
طلب فرمائین